إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا. القرآن ۳۳: ۵۶

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔
اے ایمان والو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور سلام پڑھو۔

اسلامی نعتیہ شاعری
اور
شاہ ولی اللہؒ

پروفیسر محمد شعیب
ایم اے عربی۔ اسلامیات
ایم۔ او۔ ایل عربی

اسلامی نعتیہ شاعری
اور
شاہ ولی اللہؒ

مؤلف

پروفیسر محمد شعیب

ایم۔اے (اسلامیات، عربی)
ایم۔او۔ایل (عربی)

شاہ عنایت قادری اکیڈمی نوری سٹریٹ نمبر 1/A
بلال گنج ——— لاہور

نام کتاب : اسلامی نعتیہ شاعری اور شاہ ولی اللہؒ
مؤلف : پروفیسر محمد شعیب
صفحات : ۲۳۵
طبع اول : اگست ۱۹۹۱ء / محرم ۱۴۱۲ھ
تعداد : پانچ صد
خطاطی : محمد بشیر عابد پسروری
طابع : نفیس پرنٹرز لاہور

روپے

: پروفیسر محمد شعیب

شاہ عنایت قادری اکیڈمی نوری سٹریٹ نمبر ۱/۸،
بلال گنج، لاہور۔

Composed by :
Ravian Computer Composing Center,
Street No. 5, Machli Mandi, O/s Mori Gate, Lahore.

انتساب

اپنے محترم اساتذہ کرام

جناب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب

محترمہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ

جناب ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب

کے نام

جن کی شفقت، محبّت اور راہنمائی میرے لئے مشعلِ راہ ہے۔

متاعِ حیات

اللہ، فرشتے، کل کائنات سبھی دُرود پڑھیں
تم بھی دُرود پڑھو شفاعت مقدر ہو جائے گی
نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو سکون و لذت ہے
اسرارِ دین و آگاہیٔ دُنیا آشکار ہو جائے گی
ذات و صفاتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کر لو
تمہاری دنیا و آخرت، تقدیر قسمت سنور جائے گی

پروفیسر محمد شعیب

پیش لفظ

اسلام دینِ فطرت ہے، جو زندگی کے ہر پہلو میں خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی معاشرتی، تہذیبی، تاریخی، معاشی، اخلاقی، انفرادی، اجتماعی، سماجی، ادبی ہر قسم کے انسانی اذہان کی مختلف حالات میں بہترین اور کامل راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کا سورج آفاقی ہدایت کا پیغام لے کر سرزمینِ عرب سے طلوع ہوا۔ عرب جو فصاحت و بلاغت میں عروجِ کمال کی بنا پر غیر عربی کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے۔ ادب (LITERATURE) کی اصناف پر عربی زبان مکمل مہارت کے ساتھ حاوی تھی۔ اس میں حالات و زمانہ کے مطابق بہترین ادبی نمونے ملتے ہیں۔ دورِ جاہلیت میں شاعری عربوں کا سب کچھ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بقول شاعری عربوں کا دیوان ہے۔ جب کسی لفظ کی سمجھ نہیں آتی تو ہم اشعارِ عرب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات نے جاہلی ادب میں بنیادی تبدیلیاں کیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ، قضات، فلسفہ، طب، کلام، ہیئت، ریاضی، تقابلِ ادیان، تصوّف اور بے شمار دوسرے علوم کو متعارف کرایا اور اس طرح جاہلی ادب میں اسلامی تعلیمات کے زیرِ اثر مزید حُسن و نکھار پیدا ہوتا چلا گیا۔ مسلمانوں نے عربی شاعری میں دینی حمیت اور اسلامی غیرت کو سمو دیا۔ شاعری میں مسلمانوں پر کوئی سبقت نہیں لے گیا۔ اندلسی عرب وہبی شاعر تھے۔ انھوں نے شاعری کی مختلف اصناف ایجاد کیں، جن کا تتبع بعد میں یورپ کے عیسائی شعراء نے کیا۔[1] ہر دور میں شاعری کے اندر نیکی

۱۔ رُوحِ اسلام از: سیّد امیر علی، ص: ۵۷۷۔

اور بدی کے عناصر موجود رہے ہیں، جنھوں نے شاعری کے تصوّر میں ہیجان پیدا کئے رکھا۔ دورِ جاہلیت کی شاعری میں بھی حقائق کو مدِ نظر رکھا جاتا رہا ہے۔
شاہ صاحب فرماتے ہیں ملاءِ اعلیٰ اور حاملینِ عرش کا ذکر اشعارِ جاہلیت میں بکثرت موجود ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے امیۃ بن ابی الصلت کے ان دو اشعار کی تصدیق فرمائی ہے، اس کا قول ہے: ؎

رجل و ثور تحت رجل یمینہ
والنسر للاخری ولیث مرصد

ترجمہ: "آدمی اور بیل اُس کے دائیں پاؤں کے نیچے ہیں اور کرگس ایک پائے کا اور شیر دوسرے پائے کا محافظ ہے"
نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ شعر سنکر فرمایا، امیۃ نے سچ کہا، اس کے بعد امیہ کا یہ شعر پڑھا: ؎

والشمس تطلع کل اخر لیلۃ
حمراء یصبح لونھا یتورد
تابی فما تطلع لنا فی رسلھا
الا معذبۃ والا تجلد

ترجمہ: "سورج ہر رات کے ختم ہونے کے بعد صبح کو سُرخ اور گلابی رنگ کا نکلتا ہے، وہ خوشی سے ہمارے لئے طلوع نہیں ہوتا بلکہ وہ معذب ہوکر اور تازیانہ کھاکر آتا ہے"
نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، امیہ نے سچ کہا اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ اہلِ جاہلیت کا یہ عقیدہ تھا کہ عرش کے اٹھانے والے چار فرشتے ہیں۔ ایک انسان کا ہمشکل ہے اور وہ خدا کے حضور میں بنی آدم کا شفیع ہے اور دوسرے کی صورت بیل کی ہے، اور وہ چارپایوں کا شفیع ہے۔

تیسرے کی صورت کرگس کی ہے اور وہ پرندوں کی شفاعت کرتا ہے اور چوتھا شیر کی شکل کا ہے اور وہ درندوں کی شفاعت کرتا ہے۔

پس شرع میں بھی اس کے قریب قریب آیا ہے، لیکن شرع نے ان تمام فرشتوں کا نام وعول رکھا ہے اس اعتبار سے کہ عالم مثال میں ان فرشتوں کی صورتیں ایسی ہی ظاہر ہوتی ہیں۔ اہلِ جاہلیت میں جو لوگ حکیم ہوئے ہیں، ان کے خطبوں کو دیکھو، مثلاً قس بن ساعدہ، زید بن عمرو بن نفیل اور عمرو بن لحی سے پیشتر کے نیک لوگوں کے کلام کو دیکھو تو سب میں یہ بات مفصلاً بیان ہوگی بلکہ ان کے کلام میں اگر نہایت غور و خوض کروگے تو ان کے فضلاء اور حکماء کو پاؤگے کہ وہ عالم معاد اور فرشتوں وغیرہ کا اعتقاد رکھتے تھے۔ اور وہ توحید کو ٹھیک طور پر مانتے تھے، حتیٰ کہ زید بن عمرو بن نفیل نے اپنے شعر میں یہ کہہ دیا: ؎

عبادك يخطؤن وانت رب
بكفيك المنايا والحتوم

ترجمہ: ”تو پروردگار ہے سب لوگوں کا بادشاہ ہے۔ موتیں اور فیصلے تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔“

اور اس نے یہ بھی کہا کہ: ؎

اربا واحدا ام الف رب
ادين اذا تقسمت الامور
تركت اللات والعزّٰى جميعا
كذلك يفعل الرجل البصير

ترجمہ: ”میں ایک پروردگار کو مانوں یا ہزار کو۔ جب کاموں کی تقسیم ہو، میں نے لات وعزیٰ سب کو چھوڑ دیا۔ سمجھدار آدمی ایسا ہی کرتا ہے۔“

”نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے امیہ بن ابی الصلت کے حق میں فرمایا،

اس کے شعر میں ایمان ہے، لیکن اس کے دل میں ایمان نہیں ہے۔"(۱)
عہدِ جاہلیت میں بھی شاعری میں پاکیزگی و صداقت کا حسن موجزن رہا ہے، اگرچہ اس کی مقدار کم تھی۔ جب کفارِ مکہ نے قرآن کو شاعر کا کلام کہا تو اللہ تعالیٰ نے چیلنج کر دیا کہ اگر کوئی اس جیسا کلام بنا کر لائے، ارشادِ خداوندی ہے:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○ (۲)

ترجمہ: "تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے، اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔"
اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شاعر نہ ہونے کے بارے میں فرمایا:۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ط (۳۶ : ۶۹)
ترجمہ: اور ہم نے انہیں شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔" (۳)
اس آیت مبارکہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں شاعر ہونے کے دعوئ کفار کا رد کر دیا۔ اور قرآن مجید کو خالص الہامی کلام قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان شعراء کی مذمت کی، جو بے سروپا باتیں کرتے ہیں اور فضولیات کو جنھوں نے شاعری کا حصہ بنایا ہوا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ○ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ○ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ، جلد: اوّل، ص: ۲۷۵
۲۔ القرآن الکریم: ۱۷ : ۸۸ ۳۔ ایضاً : ۳۶ : ۶۹

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○ (۲۶ : ۲۲۴ تا ۲۲۷)

ترجمہ: " اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے "۔ (۱)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو، نیک عمل کرنے والوں کو، اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اور مظلومیت کے بعد انتقام لینے والوں کو انعام کی بشارت دی ہے۔

پاکیزہ شاعری کی اسلام میں اجازت دی گئی ہے۔ امام بخاریؒ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسانؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھوا دیتے تھے، جس پر کھڑے ہو کر حضرت حسانؓ نبی کریمؐ کی طرف سے فخریہ و دفاعیہ کلام پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے، اللہ روح القدس سے حسانؓ کی مدد کرواتا ہے۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حسانؓ دفاع کرتا ہے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ کسی شاعر نے جو سب سے اچھا کلام کہا ہے، وہ لبید کا یہ شعر ہے ؎

الا کل شئی ما خلا اللّٰہ باطل
و کل نعیم لا محالۃ زائل

۱- القرآن الکریم : الشعراء : ۲۲۴ تا ۲۲۷

ترجمہ: "خوب سن لو اللہ کے سوا ہر چیز بے حقیقت ہے اور ہر نعمت ختم ہونے والی ہے" (۱)

شعر کا اچھا یا برا ہونا شاعر کی نیت اور نفسِ مضمون کے اچھا یا بُرا ہونے پر ہے:۔

ان من الشعر لحکمۃ (۲)

ترجمہ: "بے شک بعض شعر حکمت سے پُر ہوتے ہیں"

بہترین شاعری وہ ہے، جس میں خالقِ کائنات اور سببِ تخلیقِ کائنات کی ذات وصفات اور محاسن کو عشق کے ساتھ دل وجذبات کی گہرائیوں سے الفاظ کا خوبصورت لباس پہنایا جائے۔ حمد ونعت کو اسلامی شاعری میں بنیادی مقام حاصل ہے۔

صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، سلف صالحین، محدثین، علماء وفقہاء، صوفیاء، شعراء، خلفاء اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصافِ حسنہ کو شاعری میں بیان کیا ہے اور سب نے اس کو اپنی خوش نصیبی اور سعادت قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ نبی کریمؐ کی ذات وصفات سے محبت کے باعث ہی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور آپؐ کی ذات وصفات سے محبت کرنے والوں پر باہمی اختلافات کے سبب طعن وتشنیع سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

شاہ ولی اللہؒ کے استاد شیخ ابو طاہرؒ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین ابنِ عربی

۱۔ التطور والتجدید فی الشعر الاموی ۔ از: الدکتور شوقی ضیف ۔ دارالمعارف القاہرہ، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۹ ۔

۲۔ بین الکتب والناس ۔ از: عباس محمود العقاد، دارالکتب العربی، بیروت، ۱۹۶۶ء، ص: ۹۸ ۔

نے اس سلسلہ میں عجیب و غریب وصیت فرمائی ہے کہ مجھے ایک شخص سے اس لئے عداوت تھی کہ وہ شیخ ابو مدین پر طعن کرتا تھا، جبکہ مجھے شیخ مغربی کی بزرگی کا یقین تھا۔ ایک روز میں نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواب میں زیارت کی، آپؐ نے فرمایا کہ تم فلاں شخص سے کیوں بغض رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ وہ ابو مدین سے دشمنی رکھتا ہے، اور میں انھیں بزرگ سمجھتا ہوں۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کو دوست نہیں رکھتا۔ میں نے عرض کیا، ہاں رکھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو ابو مدین کے ساتھ بغض کی وجہ سے اس سے عداوت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت کی وجہ سے اس کے ساتھ دوستی کیوں نہیں رکھتا۔ شیخ اکبر نے کہا کہ میں نے اسی وقت اللہ کے حضور اس دشمنی سے توبہ کی اور اس کے گھر گیا۔ اس سے معذرت کی اور قصہ بیان کیا، قیمتی کپڑا بطورِ تحفہ پیش کیا۔ اُسے راضی کرنے کے بعد میں نے ابو مدین کے متعلق ناراضگی کا سبب پوچھا تو اُس نے ایسی وجہ بتائی، وہ ایسی نہ تھی جس کی وجہ سے ابو مدین کے ساتھ دشمنی رکھی جائے۔ میں نے اسے حقیقت سمجھائی، پس اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں توبہ کی اور طعن تشنیع ختم کی اور تمام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برکت جاری و ساری ہوگئی۔"[1]

اللہ اور اس کے فرشتے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔"[2] اور اللہ کی سنت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ میں نے اس کتاب میں صرف اور صرف رضا و شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل کرنے کی خاطر نعتیہ شاعری کو اکٹھا کیا ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ

۱۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین ، از : شاہ ولی اللہ ، ص ۱۵

۲۔ القرآن الکریم ۔ احزاب ۔

علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کے بارے میں شاعری بھی شامل ہے۔ صحابہ کرام رضؓ، تابعین، تبع تابعین، محدثین، آئمہ، فقہاء، صوفیاء، علماء اور شعراء کے کلام میں سے نعتیہ اشعار کا انتخاب کیا ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے "الطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم" نامی قصیدہ لکھ کر عشقِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حق ادا کیا ہے۔ میں نے اس قصیدے کو بھی شامل کیا ہے۔ ان چند صفحات کی زینت میں مجھے سیرت ابنِ ہشام اور نقوش رسولؐ نمبر سے کافی مدد ملی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے قصیدے کے ترجمے میں ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی اور پیر کرم شاہ کے تراجم سے مدد لی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، جنھوں نے نعتِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سلسلہ میں خدمات انجام دی ہیں۔ میں ان تمام شعراء، مصنّفین، مؤلفین، مترجمین کا شکرگزار ہوں، جن سے میں نے استفادہ کیا ہے۔ طلبِ علم میں ابتدائی درجے پر ہونے اور عربی زبان سے جزوی واقفیت کے باعث کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں تو ان کی نشاندہی کر کے مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ انھیں دور کیا جا سکے۔ میں پروفیسر طاہر مسعود کے مشوروں کا شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین کے دلوں میں عشقِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شمع روشن کرے تاکہ دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی حاصل کی جا سکے، آمین!

پروفیسر محمد شعیب

ترتیب

شعر و شاعری کا ارتقاء
عربی شاعری کا تدریجی ارتقاء
مذہب اور شاعری
اسلام میں شاعری کا تصوّر
اسلام سے قبل شاعری
نعتیہ شاعری
نعت کا لغوی و معنوی مفہوم
نعتیہ شاعری کا ارتقاء
مختلف شعراء کی نعتیہ شاعری
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات کے بارے میں شاعری
علماء کی نعتیہ شاعری
فارسی میں نعتیہ کلام
غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام
اردو میں نعتیہ شاعری
حضرت شاہ ولی اللہؒ
شاہ ولی اللہ کی نعتیہ شاعری
قصیدہ اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم

تفصیلی فہرست

شعر و شاعری کا ارتقاء

ترتیب	۵
تفصیلی فہرست	۶
شعر و شاعری	۱۵
شعر کی تعریف	۱۶
فن	۱۷
شعر کی مختلف صورتیں	۱۹
مغربی ماہرین کے نزدیک شعر کی تعریف۔	۲۲
شاعری کسے کہتے ہیں؟	۲۳
شاعر کی تعریف	۲۷
شاعر کی اہمیت	۲۸
جاہلیت کے مشہور راوی	۲۹
شعراء کے طبقات	۳۰
عربی شاعری کا تدریجی ارتقاء	۳۱
عربی زبان کا آغاز	۳۱
زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے علوم	۳۲
ادب کی سرپرستی	۳۳
عربی شاعری کی ابتداء	۳۴
معلقات	۳۷
قصیدہ کی اقسام	۴۱
مذہب اور شاعری	۴۴
مذہب اور شاعری کے باہمی تعلق کے متعلق مغربی ماہرین کی رائے۔	۴۴
بائبل میں مذہب اور شاعری کا تعلق	۴۵
کتاب استثناء	۴۵
قضاۃ	۴۷
سموئیل	۴۹
خروج	۵۱
انجیل متی	۵۱
انجیل لوقا	۵۲
اسلام میں شاعری کا تصور	۵۳
ابتدائی اسلامی شاعری	۵۴
اللہ کا چیلنج	۵۵
شعر نبی کے شایانِ شایاں نہیں	۵۶

نبیؐ کا شعر غلط پڑھنا	۵۶
اتفاقیہ شعر	۵۸
شاعر کے بارے میں قرآن کی رائے	۶۰
میسان کا گورنر	۶۱
احادیثِ نبویؐ	۶۲
والشعراء یتبعھم کا نزول	۶۳
حضرت عائشہؓ کا بیان	۶۵
حضرت حسان بن ثابتؓ کو ہدایتِ نبویؐ۔	۶۶
اشعارِ حسانؓ	۶۷
احادیثِ نبویؐ	۶۸
لبید کا شعر	۶۹
صحابہ کرامؓ کا شعر کہنا	۷۰
حضرت عائشہؓ کا شعر کہنا	۷۰
فقہاء کا اشعار کہنا	۷۱
احادیثِ نبویؐ	۷۲
تفاسیرِ قرآن میں شعر کی بابت حکم	۷۳
اسلام سے قبل شاعری	۷۵
حضرت آمنہؓ کے اشعار	۷۵
تبع	۷۵
قس بن ساعدہ	۷۶
عشکلان بن ابی العواسم	۷۶
سیدہ آمنہؓ	۷۷
حضرت عبداللہؓ کی وفات پر حضرت آمنہؓ کے اشعار	۷۸
حضرت ابو طالبؓ	۷۸
حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ	۷۹
بعثتِ اسلام کے بعد شاعری	۷۹
حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار۔	۸۰
حضرت عمر فاروقؓ کے اشعار	۸۰
حضرت سواد بن قاربؓ "	۸۱
حضرت ابو دجانہؓ "	۸۲
حضرت کعبؓ بن مالکؓ "	۸۲
حضرت عاصم بن ثابتؓ "	۸۲
حضرت ابنِ اکوعؓ "	۸۳
حضرت ابوبکر صدیقؓ "	۸۴
حضرت عامر بن فہیرہ "	۸۴
حضرت بلالؓ "	۸۵
حضرت زباب بن حارثؓ "	۸۵
ہجرتِ مدینہ کے وقت اشعار	۸۵
حضرت ابوالعاصؓ کے اشعار	۸۶
حضرت سعدی بنت کرز العبشیہ "	۸۶
حضرت امام حسینؓ کے اشعار	۸۷
ابو کبیر ہذلی " "	۸۸

ام المومنین حضرت ام سلمیٰؓ کے اشعار ۸۸
حضرت عمرؓ کا گشت ۸۸
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اشعار ۸۹
حضرت کعب بن مالکؓ 〃 〃 ۹۰
حضرت عبداللہ بن جحشؓ 〃 〃 ۹۰
حضرت ابو احمد عبداللہ 〃 〃 ۹۱
حضرت خبیبؓ 〃 〃 ۹۳

نعتیہ شاعری ۹۵

نعتیہ شاعری کی تعریف ۹۵
ارشادِ خداوندی ۹۵
نعت گوئی کا آغاز ۹۶
انبیاء کرامؑ کا نعت کہنا ۹۶
امام شافعیؒ کے اشعار ۹۶
عشق کا مفہوم ۹۷
صوفیاء کرام کا قول ۹۸
فقر اور عشق ۹۸
عشق رسولؐ کی شرط ۹۹

نعت کا لغوی و معنوی مفہوم ۹۹

نعت کی تعریف ۱۰۰
نعت کا حلقۂ اثر ۱۰۰
نبیؐ کا وسیلہ مانگنا ۱۰۱
یہود کا نبی کریمؐ کو وسیلہ بنانا ۱۰۱
نعت سے وصف مراد لینا ۱۰۲
نعت بطور مخصوص ادبی و شعری اصطلاح۔ ۱۰۳
نعت کی اقسام ۱۰۳

نعتیہ شاعری کا ارتقاء ۱۰۶

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ کے اشعار ۱۰۷
حضرت ابو طالبؓ 〃 〃 ۱۰۸
حضرت کعبؓ بن زہیرؓ 〃 〃 ۱۰۹
حضرت انسؓ بن زنیمؓ 〃 〃 ۱۰۹
حضرت عبداللہ بن زبعریؓ 〃 〃 ۱۱۰
حضرت کعب بن مالکؓ 〃 〃 ۱۱۰
ابو احمد بن جحشؓ 〃 〃 ۱۱۰
ابو قیس صرمہؓ 〃 〃 ۱۱۰
حضرت ابو عزۃؓ 〃 〃 ۱۱۲
قصیدہ بانت سعاد کی شرحیں ۱۱۴
مشہور عربی قصائد ۱۱۵

مختلف شعراء کی نعتیہ شاعری ۱۱۶

اللہ اور فرشتوں کا درود پڑھنا ۱۱۶
حضرت ابو طالبؓ کے اشعار ۱۱۷
حضرت صفیہؓ بن عبدالمطلبؓ کے اشعار ۱۱۸

حضرت آمنہؓ بنت وہب کے اشعار ۱۱۸
حضرت عائشہ صدیقہؓ 〃 〃 ۱۱۹
حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب 〃 〃 ۱۱۹
حضرت علیؓ 〃 〃 ۱۲۰
حضرت امام زین العابدینؒ 〃 〃 ۱۲۱
حضرت عبداللہ بن رواحہؓ 〃 〃 ۱۲۲
حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ 〃 〃 ۱۲۲
حضرت عباسؓ بن مرداس 〃 〃 ۱۲۴
حضرت حسان بن ثابتؓ 〃 〃 ۱۲۵
حضرت کعب بن مالکؓ 〃 〃 ۱۲۷
حضرت عبداللہ بن زبعریؓ 〃 〃 ۱۲۸

نبی کریمؐ کی وفات کے بارے میں شاعری ۱۲۹

روضۂ محمدؐ کے مواجہہ شریف کی جالیوں پر کندہ اشعار ۔ ۱۲۹
حضرت عثمان غنیؓ کے اشعار ۱۳۰
حضرت علی المرتضیٰؓ 〃 〃 ۱۳۱
حضرت فاطمہؓ 〃 〃 ۱۳۳
حضرت ابوسفیانؓ 〃 〃 ۱۳۴
حضرت ابوبکر صدیقؓ 〃 〃 ۱۳۵
حضرت عبداللہؓ بن انیسؓ 〃 ۱۳۶
حضرت حسان بن ثابتؓ 〃 ۱۳۷
حضرت کعبؓ بن مالکؓ 〃 ۱۳۸
حضرت اروی بنت عبدالمطلبؓ کے اشعار ۱۳۹
حضرت عاتکہؓ 〃 〃 〃 ۱۴۰
حضرت صفیہؓ 〃 〃 〃 ۱۴۱
حضرت ام ایمنؓ کے 〃 ۱۴۱

علماء کی نعتیہ شاعری ۱۴۲

امام محمد بن سعید بوصیریؒ ۱۴۲
عبدالرحمان بن خلدونؒ ۱۴۳
علامہ ابن حجر عسقلانیؒ ۱۴۴
ابن حجۃ الحمویؒ ۱۴۴
شیخ عبدالرحیم البرعیؒ ۱۴۴
ابن نباتہ معریؒ ۱۴۴
شیخ حسین دجانیؒ ۱۴۵
شہاب الدین محمود الحلبیؒ ۱۴۵
امام اعظم ابوحنیفہؒ ۱۴۵
امام شافعیؒ ۱۴۹
شیخ الاکبر ابن العربی ابوبکر محی الدینؒ ۱۴۹
علامہ غلام علی آزاد بلگرامیؒ ۱۵۰
مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ ۱۵۲
مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ۱۵۳
احمد شوقیؒ ۱۵۴
اشرف علی تھانویؒ ۱۵۵

فارسی میں نعتیہ کلام ۱۵۷

ابنِ عماد شیرازیؒ ۱۵۷
خواجہ ہمام تبریزیؒ ۱۵۷
خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ ۱۵۷
مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ ۱۵۸
امیر خسروؒ دہلوی ۱۵۸
مرزا غالبؒ ۱۵۹
سعدی شیرازیؒ ۱۶۰
انوریؒ ۱۶۱
جمال الدین اصفہانیؒ ۱۶۱
نظامی گنجویؒ ۱۶۱
محمد جمال الدین عرفی شیرازیؒ ۱۶۱
حکیم ابو الفیض فیضیؒ ۱۶۲
خواجہ باقی باللہؒ ۱۶۲
سعد اللہ مسیحائے پانی پتیؒ ۱۶۲
علامہ شبلی نعمانیؒ ۱۶۲
حکیم آدم سنائی غزنویؒ ۱۶۳
محمد عصام عظیم آبادیؒ ۱۶۳
عظیم الدین تتویؒ ۱۶۳
جامیؒ ۱۶۳
مہدی بہیلےؒ ۱۶۳
امیر خسروؒ دہلوی ۱۶۳
عارف ۱۶۴
شہزادہ دارا شکوہ ۱۶۴
شیخ سعدیؒ ۱۶۵
میر عظیم الدین عظیم تتویؒ ۱۶۵
ضیاء الدین ضیاء تتوی ۱۶۵
ولی محمد خاں لغاری ۱۶۵
خاقان شیروانی ۱۶۶
امیر علی شیر قانع ۱۶۶
فرید الدین محمد بن ابراہیم نیشاپوری ۱۶۶
شمس الدین فقیر دہلوی ۱۶۶
جمالؒ دہلوی ۱۶۷
عرفیؒ ۱۶۷
مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۶۸
شیخ غلام نصیر چلاسی ۱۶۸
امیر خسروؒ ۱۶۹
ملا عبد الحکیم عطا تتوی ۱۶۹
شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری ۱۶۹
عبد الرحمان جامی ۱۷۰
امیر خسروؒ ۱۷۰
دل محمد دلشاد پسروری ۱۷۰
شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری ۱۷۰
عظیم الدین محمد الحسینی التتوی ۱۷۱

غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام ۱۷۱

نبیؐ، رسولِ کائنات ۱۷۲
راجہ مکھن لال ۱۷۲
ستیہ پال ۱۷۲
گرسرن لال ادیب لکھنوی ۱۷۲
پنڈت رام پرتاب اکمل جالندھری ۱۷۳
بھگوان داس بھگوان ۱۷۳
سردار بشن سنگھ بیکل ۱۷۳
چمن لال چمن ۱۷۴
سالک رام سالک ۱۷۴
سندر لال ۱۷۴
منشی گوبند پرشاد ۱۷۴
سرداری لال نشتر ۱۷۴
کبیر داس بنارسی ۱۷۴
منشی درگا سہائے ۱۷۵
سرکشن پرشاد ۱۷۵
باباگورونانک ۱۷۵
پنڈت برج موہن دہلوی ۱۷۶
دلورام کوثری ۱۷۶
عرشی ملسیانی ۱۷۶
کنور مہندر سنگھ بیدی سحر ۱۷۶
جگن ناتھ آزاد ۱۷۷
سرداری لعل نشتر ۱۷۸
مہر لال سونی ضیاء ۱۷۸
منشی پیارے لال رونق دہلوی ۱۷۸

اردو میں نعتیہ شاعری ۱۷۹

حضرت سید محمد حسینی المعروف خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ ۱۷۹
مرزا محمد رفیع سودا ۱۷۹
نظیر اکبر آبادی ۱۷۹
امیر مینائی ۱۷۹
محسن کاکوروی ۱۸۰
احسان دانش ۱۸۰
حفیظ تائب ۱۸۰
ساجد علوی ۱۸۱
مفتی کفایت اللہ دہلوی ۱۸۱
مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ۱۸۲
بہادر شاہ ظفر ۱۸۲
پروفیسر لیاقت علی چوہدری اختر ۱۸۳
نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات۔ ۱۸۴

حضرت شاہ ولی اللہؒ ۱۸۷

مختصر حالاتِ زندگی ۱۸۷

مذہبی، سیاسی، سماجی خدمات	۱۸۹
تصانیف	۱۹۱
شاہ ولی اللہؒ کی نعتیہ شاعری	۱۹۴
اطیب النغم فی مدح سیدالعرب والعجم	۱۹۸
کتابیات	۲۲۱

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(علامہ محمد اقبال)

شعروشاعری کا اِرتقاء

تمام فنونِ لطیفہ (FINE ARTS) انسان کے لطیف اور نا قابلِ تعین جذبات کے اظہار کے مؤثر ذرائع ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے جب انسان نے اپنی ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لئے اپنے ماحول اور اپنی استعدادِ کار کے مطابق جدوجہد کرنا سیکھا تو ارتقائے زمانہ کے ساتھ ساتھ انسان کے رہن سہن اور احساسات و جذبات میں بھی تبدیلی آتی چلی گئی۔ پتھر کے دَور سے گزرنے کے بعد جب انسان نے قدرے ترقی کی منازل طے کر لیں تو اس نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے۔ یوں تو انسان نے جب بولنا نہیں سیکھا تھا اور مختلف قسم کی بے ہنگم آوازیں نکال کر اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کا کام لیتا تھا، تب بھی اس میں ایموشن (EMOTIONS) کی ایک جہت ضرور موجود تھی، جس کا وہ اظہار کرتا تھا، لیکن اب ہم اس وقت کی ان ACTIVITIES کی تشریح مناسب انداز میں نہیں کر سکتے، کیونکہ اس وقت کے متعلق بہت کم معلومات دستیاب ہیں۔ آنے والے انقلاباتِ زمانہ ماضی کے تہذیبی ورثے اور تاریخی روایات کے تقدّس کو ہر طرح برباد کرتے رہے۔ انسان نے ہر دَور میں اپنی روزمرہ زندگی کی ضروریات کو حاصل کرنے کے علاوہ اپنی ذہنی اور روحانی تسکین کے ذرائع کسی نہ کسی شکل میں اختیار کر رکھے تھے۔ اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور مسجودِ ملائکہ ہے۔ شرفِ انسانیت کا منصب یہی تقاضا کرتا ہے کہ :۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (القرآن، ۹۵ : ۴)

کے حامل انسان نے اس دنیائے رنگ و بُو کے آغاز ہی سے اپنے معبُودِ حقیقی کی

طرف سے اشیاء کے محسوسات و ادراکات کا علم حاصل کر رکھا تھا، جو گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ اپنے منطقی انجام کی طرف بڑھتے ہوئے ترقی کرتا رہا۔ اسی طرح حضرتِ انسان تہذیب و تاریخ کا ترقی کا سفر طے کرتے ہوئے اس دَور میں پہنچا جسے "تحریری زمانہ" کہا جاتا ہے۔ یعنی جس دَور میں انسان نے لکھنا پڑھنا سیکھا، اس کا ثبوت درختوں اور پتھروں پر موجود ایسی تحریریں ہیں، جن کا مفہوم اس ترقی یافتہ دَور کی سائنس و ٹیکنالوجی بھی واضح نہیں کر سکی۔ اس بارے میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسان فنونِ لطیفہ سے نہ صرف آگاہ تھا بلکہ ان کے بہترین انداز میں اظہار اور کرنے پر بھی قادر تھا۔ انسان کی تدریج اور ترقی کا جائزہ اگر روحانی انداز سے لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے اور جیسا کہ سامی ادیان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کے لئے ہر دَور میں ہدایت و گمراہی کا معرکہ موجود رہا ہے۔ خیر و شر کی یہ جنگ ازل سے ہی کائنات میں جاری ہے، جو اس کائنات کے ظہور میں آنے کا سبب بھی ہے۔ ہدایت و گمراہی اور خیر و شر کی اس جنگ میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے کے لئے اللہ ربّ العزت اپنے انبیاء کرام مبعوث فرماتا رہا تاکہ انسانوں کے لئے وحی الٰہی کے ذریعے راہنمائی کی جا سکے، ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ (القرآن، ۱۳: ۷)۔ وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلٌ (القرآن، ۱۰: ۴۷)

کسی قوم میں ہادی یا رہبر اسی وقت مبعوث ہو سکتا ہے، جب اس قوم میں ہدایت و گمراہی کے احساسات کو قبول کرنے کی صلاحیت ہو اور نہ صرف صلاحیت بلکہ اس میں ان خصوصیات کو قبول کرنے اور ان کا انکار کرنے کی SENSE بھی ہو۔ اسی بنا پر انسان نے اپنے دَور کے حالات و واقعات اور زندگی کے نشیب و فراز کے مطابق فتح حاصل کی یا مغلوب ہوا۔ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ انسان نے ہر دور میں اپنے احساسات و جذبات کی ترجمانی اور ان کے مؤثر اظہار کے لئے مختلف طریقے اختیار کر رکھے تھے، جو مادی شکل بھی

رکھتے تھے اور جن کا روحانی انداز بھی تھا۔

شاعری بھی انسان کے جذبات واحساسات کے اظہار کا ایک نہایت بہترین انداز تھا اور اب تک ہے۔ شاعری نے بھی تہذیب و تمدن، تاریخ، مذہب، ادب اور دیگر SOCIAL SCIENCES کی طرح بتدریج ارتقائی سفر طے کیا ہے۔

احساس سے تعلق اور طبیعت سے لگاؤ کی بناء پر نیز عقلی و تمدنی ترقی اور علمی گہرائی و تحقیقی کاوشوں کی ضرورت نہ ہونے کے باعث شاعری کو ادبی آثار میں قدیم ترین مقام حاصل ہے۔

شعروشاعری

شعروشاعری کے بارے میں نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک موقع پر فرمایا :-

"الشعر کلام من کلام العرب جزل، تتکلم بہ فی بوادیھا وتسلّ بہ الضغائن من بینھما۔"(۱)

ترجمہ:- شعر کلامِ عرب کا ایک حصّہ ہے، جو پُرمغز ہوتا ہے، جسے عرب اپنے صحراؤں میں کہتے ہیں، دل کی آلائشوں کو اس کے ذریعے کھینچ نکالتے ہیں یا اپنی بھڑاس نکال لیتے ہیں۔

بعض محققین کے مطابق شعرگوئی کی ابتداء مرثیہ نگاری سے ہوئی اور حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنے فرزند ہابیل کے قتل پر دردناک اشعار کہے تھے۔(۲)

۱- فصاحت نبویؐ از ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۳ء، ص: ۱۸۱، (بحوالہ مقدمہ دیوانِ حسّانؓ، ص: ۴۴)-

۲- سرورِ کونینؐ کی فصاحت از حضرت شمس بریلوی، کراچی، ۱۹۸۵ء، ص: ۳۱۸

شعر کی حقیقت کے بارے میں پروفیسر ہنری نیوبولٹ لکھتے ہیں کہ :۔

"شعر انسانی احساس کے ایسے جمیل اظہار کا نام ہے جس کی تکمیل دو عناصر سے ہوتی ہے۔ اوّل اس تصوّر سے جو کسی چیز کو دیکھ کر شاعر کی فطرت کی گہرائیوں میں پیدا ہوتا ہے، دوم اس تصدیق سے جو کسی تصوّر یا محسوس حقیقت کو تخیل کی مدد سے نہایت عمدہ اور مؤثر پیرایہ میں پیش کرنے پر شاعر کو مجبور کرتی ہے"[1]

شعر جیسا کہ صاحب مرآۃ الشعر نے لکھا ہے کہ :۔

"معناً بھی شعور کا نتیجہ ہے اور لفظاً بھی شعور سے مشتق ہے"[2]

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار رقمطراز ہے :۔

"کلام منظوم کے معنوں میں لفظ شعر کو (خصوصی علم کی حیثیت سے) بوجہ اس شرف کے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ ایسی آگاہی ہے، جس میں قافیہ اور وزن بھی ہوتا ہے۔ اصطلاح میں شعر کے معنی ہیں، کلام موزوں و مقفیٰ بالقصد"[3]

ڈاکٹر جانسن JOHNSON کے مطابق شعر تمام حقیقتوں پر مشتمل کلام ہے۔

کالرج COLERIDGE کے نزدیک "بہترین ترتیب میں الفاظ کا نام شعر ہے"

میتھیو آرنلڈ MATHEW ARNOLD کے نزدیک "شعر زندگی کی تنقید ہے"

۱۔ New Study of English Poetry, Henry Newbolt

۲۔ مرآۃ الشعر، ص : ۵۶

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج : ۱۵، ص : ۵۲۸۔

رسکن Ruskin کے مطابق "تخیل کے توسط سے عمدہ جذبات ابھارنے کے لئے عمدہ مواقع مہیا کرنے کا ذریعہ "

شعر فن Art کی ایک قسم ہے۔ فن انسانی مشاغل سے پیدا ہوتا ہے اور انسانی مشاغل انسان کی فطرت کے تقاضوں پر مبنی ہوتے ہیں اور سیدھی سی بات ہے کہ شعر کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے فطرتِ انسانی کا شعور لازمی ہے، اور فطرتِ انسانی کی تشریح کے لئے بے شمار علوم وجود میں آچکے ہیں۔ انسان کی طلبِ جمال جب اس کے روزمرّہ کے افعال کو اپنی راہ بناتی ہے تو ہم اسے حسین اخلاق کا نام دیتے ہیں۔ جب طلب صداقت کی صورت اختیار کرتی ہے تو ہم اسے جستجوئے علم کہتے ہیں۔ جب وہ کسی تصورِ حسن و کمال کے تتبع کی شکل میں نمودار ہوتی ہے تو ہم اسے نصب العین یا نظریۂ حیات کی پیروی کا نام دیتے ہیں اور جب وہ کسی مخصوص واسطہ کے پیرایہ میں اپنا اظہار پاتی ہے تو ہم اسے فن کا نام دیتے ہیں[1]۔ اگرچہ سارے فن کا مدعا اظہارِ حسن ہے تاہم واسطہ کے اعتبار سے فن کی قسمیں ہو جاتی ہیں۔ مثلاً جب ہم اینٹ، پتھر، صوت، آواز، رنگ اور حرکت میں حُسن کا اظہار کرتے ہیں تو ہم اسے بالترتیب فنِ تعمیر، فنِ صورت گری، فنِ موسیقی، غنا، مصوری اور رقص کا نام دیتے ہیں۔ جب اظہارِ حُسن کے واسطے ہمارا بیان ہو جائے اور ہم اپنے بیان میں حُسن کا اظہار کرنے لگیں تو اس فن کو شعر کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ شعر کے مبداء کی تلاش میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وحشی قوموں میں ناچ اور گانے کی رسوم اس کے آغاز کا باعث ہوئیں، لیکن شعر کی بنیاد انسان کی فطرت کے اندر ہے۔ بعض عادات یا رسوم کا ظہور یا بعض خارجی اور اتفاقی واقعات کا وجود اس کے آغاز کا باعث قرار نہیں دیا جا سکتا۔ چونکہ تمام فنون کی رُوح اور غرض و غایت ایک ہی ہے یعنی اظہارِ حسن اور حُسن ہر جگہ ایک ہی ہے۔ لہٰذا تمام فنون ایک دوسرے کے ساتھ فطری طور پر وابستہ ہیں۔ اگر ہم مصوری کے ایک اچھے نمونہ کو تصویر ملفوظ کہہ لیں

۱- فی ادب الجاہلی، از طٰہٰ حسین، القاہرہ، ۱۹۸۴ء، ص ۳۰۹-

تو بجا ہے۔ افسوس ہے کہ انسان کے روحانی اور فطری مشاغل کی مادی اور میکانکی توجیہات کرنا اس زمانے کا ایک رواج بن گیا ہے۔

بیان میں حسن کے اظہار کے جس قدر لوازم ہیں وہ شعر کے لوازم بھی ہیں اور جس بیان میں یہ لوازم زیادہ ہوں گے اس میں شعریت بھی زیادہ ہوگی۔ جب ہم اپنے بیان میں خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہیں اور پھر اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ ان کے مجموعہ کا حسن بھی قائم رہے، یعنی وہ الفاظ ایسے ہوں کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر صوتی اور معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کی عمدگی کو ضائع نہ کر دیں بلکہ اس میں اور اضافہ کریں یا کلام میں عمدہ تشبیہات، تمثیلات، استعارات اور کنایات استعمال کریں، جن سے معانی زیادہ صاف اور روشن ہو جائیں اور ان کے باریک امتیازات نمایاں ہو جائیں تو اس سے بیان میں کشش اور جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے، لہٰذا شاعر ان تمام باتوں کو اپنے شعر کے لوازمات میں شمار کرتا ہے۔ پھر بیان بالآخر آواز کی صورت اختیار کرتا ہے۔ لہٰذا بیان کا حسن مکمل نہیں ہو سکتا، جب تک کہ ہم اس بات کا اہتمام نہ کریں کہ بیان جس آواز کی صورت اختیار کرے گا، اس میں بھی وہ توازن و تناسب موجود ہوگا، جو تمام حسن کا خاصہ ہے۔ آواز کا یہ تناسب یا توازن جو دل کو لبھاتا ہے ترنم یا موسیقیت کہلاتا ہے۔ اور قافیہ اور ردیف پر موقوف ہے۔ پس شاعر اپنے کلام کو قافیہ اور ردیف کے زیورات سے آراستہ کرتا ہے، لیکن بیان کی تزئین اور تحسین کا یہ سارا عمل، جس میں سے شاعر گزرتا ہے، مصنوعی نہیں ہوتا بلکہ شاعر کے ایک شدید جذبِ حسن کی وجہ سے، جسے بعض لوگوں نے شاعرانہ تخیل Poetic Imagination کا نام دیا ہے، خود بخود انجام پاتا ہے[1]۔ مولانا شبلی کے بقول شعر کی عمارت چار پانچ چیزوں پر قائم ہے، جن میں تخیل اور محاکات کو ارکان اور ستونوں کی حیثیت حاصل ہے۔ تخیل اس قوت کا نام ہے، جو غیر مرئی اشیاء کو ہماری

۱۔ نوائے فردا، ایوب، آئینہ ادب چوک انارکلی لاہور، جون ۱۹۵۶ء، ص ۱۰

نظروں کے سامنے کر دے۔ اسی طرح کسی چیز کی تصویر الفاظ کے ذریعے کھینچنے کو محاکات کہتے ہیں۔ تمام علما نے شعر کا رجحان اسی طرف ہے کہ محاکات کے لئے اصل کی مطابقت، مشاہدۂ کائنات، مطالعۂ فطرت اور زندگی سے گہری واقفیت کی ضرورت ہے، بلکہ خود تخیل کے لئے بھی عموماً اس پہلو کو اتنا ضروری خیال کیا گیا ہے کہ جن حقائق سے شاعر کوئی "خیال پیغام" تیار کرے، اس میں ایسی کوئی بات نہ ہو، جو عادتاً محال ہو اور حقیقت اور واقعیت کی دنیا میں پیش آنے والی نہ ہو۔ دنیا میں اعلیٰ شاعری قوموں کے لئے اور عام انسانی مخلوق کے لئے سرچشمۂ برکات ثابت ہوئی ہے۔ اسی ایک راز نے یورپ کی شاعری کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ یہ اسی صداقت اور واقعیت کی برکت تھی کہ ہر بڑا شاعر دنیا کے لئے ایک مجموعی پیغام چھوڑ گیا، جو اپنے زمانے کے احساسات و جذبات کا آئینہ دار ہے۔ ان میں سے ہر ایک نے دنیا کو اُس کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ ان میں سے ہر ایک نے کتابِ شرفِ انسانیت کا فراموش شدہ ورق پھر لکھا۔ ان میں سے ہر ایک نے دنیا کے تاریک اور ظالمانہ نظام کے خلاف آواز بلند کی اور کسی نہ کسی جمیل، لطیف اور شریف جذبہ و تصور کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور باوجودیکہ یورپ نے سائنس کی دنیا میں انتہائی ترقی کی منازل طے کی ہیں، شاعروں نے قوم کو اپنے حقیقت پرور نغموں سے روحانی وطن اور قدسی منزل کی طرف توجہ دلانے میں کبھی کوتاہی نہیں کی، یہی وہ شاعر تھے جنھیں افلاطون تو اپنی جمہوریت The Republic سے خارج کرتا ہے، لیکن کارلائل "ہیرو" قرار دے کر برتری اور فوقیت کی معراج پر پہنچا دیا جاتا ہے۔[1]

شعر کی تعریف کا ایک اور انداز اس طرح ہے، مثلاً :۔

۱۔ دلکش الفاظ کا مجموعہ شعر ہے۔

۲۔ حسنِ معانی کا اثر شعر ہے۔

۱۔ مقالاتِ منتخبہ، پیش گفتار، پروفیسر حمید احمد خان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۷ء، ص : ۲۷۱۔

۳۔ مشترکہ جزو کلمات کی منفعل تکرار شعر ہے۔

۴۔ کلمات کی متناسب الحرکات ترتیب شعر ہے۔

۵۔ کبھی ان تمام تعریفوں کو جمع کر کے کہا جاتا ہے کہ شعر ایسے بامعنی الفاظ کا مجموعہ ہوتا ہے، جس میں وزن اور قافیہ پایا جائے[1]۔

۶۔ کبھی اس پر یہ اضافہ اور کیا جاتا ہے کہ ایسا کلام ارادے سے کہا گیا ہو تو شعر ہے ورنہ نہیں۔ کبھی بطریقِ تفریق اس میں سے بعض اجزا کی نفی کی جاتی ہے، مثلاً:۔

۱۔ شعر کے لئے ارادہ ضروری نہیں۔

۲۔ شعر کے لئے نہ ارادہ ضروری ہے اور نہ قافیہ

۳۔ شعر وزن کا محتاج نہیں ہے۔

۴۔ شعر کسی مفہوم یا معنی میں مقید نہیں ہو سکتا۔

۵۔ شعر کے لئے لفظ کی قید بھی نہیں ہے۔ (محسوسات بھی شعر ہو سکتے ہیں)۔

جو لوگ شعر کو لفظ، معنی، وزن اور قافیہ کی قید سے آزاد رکھنا چاہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ شعر چونکہ شعور سے مشتق ہے، اس لئے ہر وہ چیز جو کسی قسم کا معین یا غیر معین شعور پیدا کرے، شعر ہوگا۔ مثلاً: مرئیات، مشمومات، مسموعات، مذوقات، ملموسات، متخیلات، متوہمات، متمیزات وغیرہ سب شعر ہیں[2]۔ احمد حسن زیات کے نزدیک:۔

"شعر اس موزون و مقفیٰ کلام کو کہتے ہیں، جو نادر افکار، طرفہ خیالات

۱۔ مواد الکلمۃ از: امین البرت الریحانی۔ دار الکتب اللبنانی، بیروت، ۱۹۸۰ء، ص: ۳۰۔

۲۔ نقوش، جلد نہم، ص: ۱۵ا۔

اور پراثر و معنی خیز مناظر و حالات کی صحیح ترجمانی و عکاسی کرے۔ شعر کبھی نثر میں ہوتا ہے اور کبھی نظم میں۔ عبران و یونان اور یورپ والوں کی طرح عربوں میں بھی شعر کی یہی تعریف ہے۔ وہ کہتے ہیں :۔

"شعر ایک ایسی چیز ہے، جو ہمارے سینوں میں جوش مارتی ہے اور زبانوں کی راہ سے باہر نکل پڑتی ہے"

حسانؓ کے بیٹے نے ایک بھڑ کی تعریف میں، جس نے اسے ڈنک مار دیا تھا، جب یہ کہا :۔

"ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھڑ دو یمنی دھاری دار چادروں میں لپٹی ہوئی تھی"

تو حسانؓ نے کہا :۔ "بخدا یہ کلام شعر ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مسجع نثر کو بھی شعر کہہ دیا کرتے تھے، جس میں وجدانی طور پر کوئی اثر آفریں فکر و خیال موجود تھا اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کو شعر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر کہہ دیا تھا۔[1]

ارسطو سے لے کر بیسویں صدی عیسوی کے نقادانِ فن تک کی مختلف کوششیں اس فن کے تعینِ خصوصیات کے لئے کی گئیں، لیکن اس کی اصلیت زندگی کے دیگر اساسی وجدانات کی طرح محسوس کرنے والے کے لئے سب سے زیادہ بدیہی ہونے کے باوجود خانۂ منطق کے لئے حلقۂ بیرونِ در ہے۔ بعض زبانوں میں عظیم الشان نظمیں قافیہ سے معرا ہیں اور بعض نثریں ایسی ہیں، جن کو شاعرانہ نثریں کہتے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ شاعری اس خیال یا جذبے کا موزوں کلام میں اظہار ہے، جو حقیقت پر مبنی ہو۔ اگر حقیقت سے مراد مظاہر وجود یا

۱۔ تاریخ ادب عربی، احمد حسن زیات، مترجم عبدالرحمان طاہر سورتی، لاہور، ص: ۳۷

مظاہرِ نفس کا نفلی بیان ہو تو سائنس اور فلسفہ اس کام کو نثر میں بطریقِ احسن انجام دیتا ہے۔ بعضوں کے نزدیک شاعری تلاشِ حسن اور آفرینشِ حُسن ہے۔ گو ایک قسم کی شاعری کے لئے یہ صحیح ہے، لیکن شعر کی تمام اصناف کے لئے یہ تعریف جامع نہیں۔(۱)

شعر اور شاعری کی تعریف مختلف مفکّرین، دانشوروں اور شاعروں نے اپنے اپنے انداز میں کی ہے۔ شعر کی تعریف بڑی سادگی سے فاضل مقالہ نگار یوں بیان کرتا ہے :-

"Verse : arrangement of words in rhythmic pattern"[2]

"Blank Verse is a form of Poetry with a definite meter. Most blank verse lines have 10 syllables (every other syllable tends to be accented), and the lines do not rhyme. Blank verse is also called unrhymed iambic pentameter. This example of blank verse is from William Shakespeare's Julius Ceasar.

His life was gentle, and the elements
So mixed in him that Nature Might stand up
And say to all the world, "This was a man!"

Blank verse is not written in a stanza form. Instead, the thought is developed in verse paragraph's that very in length. Blank verse is a flexible form of expression that gives the Poet a choice of many variations from strict metrical pattern. Blank verse is sometimes confused with free verse. But free verse, unlike blank verse, has no definite meter.[3]

Free verse is a kind of Poetry without meter, and often without rhyme. It replaces the regular beat of poetic with a kind of stress called strophic rhythm. The stresses rise and fall with the thought or emotion of the words. Free verse retain other poetic devices, such as alliteration, assonance, and balance"[4]

۱۔ المعارف "شاعری اور شعر" از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم، لاہور، اگست ۱۹۷۴ء، ص: ۷
2. Hutchinson Fact Finder Concise Encyclopaedia, by E. M. Horsley, London, 1986, P 917.
3. The World book Encyclopaedia, INC, 1980, Vol. 2, P 315.
4. The World book Encyclopaedia, INC, 1980, Vol. 7, P 427.

ہر دور میں مذہب کو ہی تمام علوم و فنون کی آمد اور ترویج کا ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے:

Scholars have frequently suggested that certain genres of literature, notably poetry and drama, may have arisen directly from religious rituals.[1]

شاعری کی تعریف ایک فاضل مقالہ نگار یوں کرتا ہے:-

Poetry, the imaginative expressions of emotions or thought, its usually metrical form giving it added power as well as aiding the memory in the days before writing. The chief forms are lyric, the song, sonnet, ode, elegy and pastoral, and drama and narrative ballad, lay and epic, moral satire and parody and didacitve expositions of philosophy, religion and practical subjects such as agriculture, which have been confined to prose since the 18th century.[2]

امام ابو محمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ نے الشعر والشعراء کے الجزء الاول کے صفحہ نمبر ۱۲ پر شعر کی اقسام بیان کی ہیں۔ اہل زبان شعر کی تعریف یوں کرتے ہیں:-

"الشعر أحد الفنون الجميلة، ولكنه منها واسطة عقدها، وبدر فراقدها، فأين منه النقش والتصوير"(۳)

میری رائے میں شعر کی مناسب تعریف یوں کی جا سکتی ہے:-

شعر ہماری زندگی کی حقیقتوں اور تخیلات کی اڑان کا ایسا شاہکار ہے جس سے روز و شب میں راہنمائی بھی ہے اور علوم عمرانی کی تشریح میں بھی ممد و معاون ہے۔

---

1. Encyclopaedia of Religion & Ethics, Vol. 8, P 559.

2: Hutchinson Fact Finder Concise Encyclopaedia, P 701.

(۳) الوصف فی الشعر العربی از عبدالعظیم علی قناوی، مصر، ۱۹۴۹ء، الجزء الاول، ص: ۱۷

(ii) ساعات بین الکتب، از عباس محمود العقاد، منشورات المکتبۃ المصریۃ، بیروت ۱۹۶۹ء، ص: ۱۰۸ -

ادب کا حسن بھی ہے اور تھکے ہوئے جذبوں کے لئے تریاق بھی۔ جس کی مدد سے دوسروں کو متاثر بھی کیا جا سکتا ہے اور اپنے آپ کو مطمئن بھی۔ لہٰذا شعر کسی نہ کسی صورت میں انسانی طبیعت پر اثر اندازی رکھتا ہے۔

"Poetry is literature in which special techniques have been used to give an exciting and rhythmic effect. Almost all poetry uses meter (regular patterns of rhythm), and much o. it uses rhyme. Other important techniques are alliteration (words beginning with the same letter) and assonance (words with the same vowel sounds, although they do not actually rhyme). The main kinds of poetry are lyric (which deals with personal emotion), dramatic (as in plays), and narrative (as in ballads and epics)".[1]

"Poetry usually has meter and rhyme. Poets use meter when they arrange words in a pattern with a definite rhythm. They use rhyme when they repeat sounds within lines or at the ends of lines".[2]

"Poetry was once regarded as the primary language of the imagination, the presentation of general truths in fictional form, as opposed to history and rhetoric. The increasing use of prose has to a great extent usurped the narrative and dramatic functions of poetry until today poetry is largely confined to what used to be called lyric poetry.

Poetry differs from prose generally in being a more rhythmical use of language. Among primitive peoples it is associated with the rhythms of music and dance. Most authorities believe the same association to have existed in the early history of man. Prose was the language of everyday discourse in man's routine affairs, poetry was the language of unusual discourse for special occasions. Although the line between them is difficult to draw, prose and poetry are still felt to be different today, most poets tending to regard poetry as a specialization of the same language found in prose.

Frequently the assertion is made that prose is language used to convey intellectual concepts and that poetry is language that conveys the experience of feeling and emotion. Its subject is the kind

---

1. Knowledge Encyclopaedia, Editor, John Paton, Arco Publishing Inc. New York, 1981, P 282.
2. The World Book Encyclopaedia, Vol. 12, P 354.

of experience that prose cannot communicate. Numerous articles deal with forms of literature that are written in verse : BALLAD, BALLADE, ELEGY, EPIC, LIGHT VERSE, LIMERICK, LYRIC, NONSENSE VERSE, ODE, and SONNET, ALLEGORY, PARODY, PASTORAL, and ROMANCE may be in verse or in prose". [1]

Poetry : A form of literature distinguished from prose by the deliberate employment of meter, rhythm, rhyme, sound and figurative language. Poetry probably originated as a form of language distinct from ordinary speech in religious ritual and is an earlier development than prose. The earliest poetic landmarks in western literature are Homer's Odyssey and Lliad, which developed out of a primitive oral tradition and became moels for the epic poems of Virgil and numerous later poets. Poetry has been used as a media for satire (Pope), religious and philosophical statement (Lucretius and wordsworth), and even for scientific classification (Erasmus Darwin).[2]

Poetry, art of apprehending and interpreting ideas by the faculty of imagination."[3]

"Poetry, form of imaginative literary expression that makes its effective by the sound and imagery of its language. Poetry (the word is often used synonymously with the term verse) is essentially. Rhythmic and usually metrical, and it frequently has a stanzaic structure."[4]

"When emotion and the creative imagination rule expression in language, we have Poetry. The Province of Poetry is to kindle the imagination and inspire fine sentiments and high enthusiasms through beautiful language.[5] When Wordsworth discusses the art of Poetry in his preface to Lyrical Ballads, he is concerned largely with its language. His definition of Poetry as

---

1. Encyclopaedia International, Lexicon Publications, New York, 1982, Vol. 14, P 445.
2. Macmillan Encyclopaedia, P 971.
3. Ilmi Encyclopaedia of general knowledge, P 96.
4. Funk and Wagnalls New Encyclopaedia, Vol. 21, P 88.
5. The Twentieth Century International Encyclopaedia, J.G. Ferguson Publishing Co., Chicago, 1973, P 93.

'emotion recollected in tranquility, indicates his emphasis upon the lyrical aspect of even narrative poetry. When Edgar Allen Poe writes his Poetic principle and Matthew Arnold his essays in criticism, each is concerned almost exclusively with lyric poetry, with that kind of poetry which is written verse rather than prose. The poet tends to become more and more composer of verses - so much so that the free-verse movement can appear to be a great revolution in poetry. In the brothers Karamazav, Smerdyakov says "Poetry is rubbish" At Maria's protest that she is very fond of poetry, he adds : "So for as it's poetry, it's essentially rubbish. Consider yourself, whoever talks in rhyme?"

Just as the word "Art" has come in popular usage to mean only painting and sculpture, so its sister-word "Poetry" has also narrowed in significance. Contemporary readers who are accustomed to think of poems as lyrics and of poetry as verse may be surprised to learn that according to the significance of its Greek root, the word "Poetry" can cover all the forms of art or human productivity. They are just as likely to be surprised by the reference to novels and plays, written in prose, as poems. Yet, in the tradition of the great books, novelists like Cervantes, Fielding, and Melville call themselves poets. The great books consider poetry primarily as narrative rather than lyrical, as story rather than song".[1]

ہر دور میں POETRY ہماری تہذیبی، سماجی، مذہبی، سیاسی اور معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ انفرادی زندگی پر بھی اثر انداز رہی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جس طرح دوسرے علوم و فنون کی تحقیق اور جاننے کا دائرۂ کار وسیع تر ہوتا چلا گیا اسی طرح پوئٹری (POETRY) کے بھی اسرار و رموز آشکار ہوئے۔

"Poetry in the present century has been characterized (like other arts) by a thematic and stylistic revulsion - a rejection of the themes, forms, language, rhythms, tropes, and tones of a facile, idealistic and ultimately official and "established" rhetoric, which survives even now as the poetry style or poetry preference of the

---

1. Great Books of the Western World, Editor in chief. Robert Maynard Hutchins, London, 1978, Vol. II, P 401.

illiterate in all classes. The accentuation was pat and regular, the poems were undramatic and soft".[1]

Whether one sees the passage from ritual to art as progress or decline, it remains true that religion has continued to be seen as part of the poetic experience. While no one would claim an identity of religion and poetry, a relationship between them has often been affirmed, even as new theories of poetry have emerged. Today, views of this relationship range all the way from the dedication of poetry to the service of religious doctrine to the affirmation that a poem exists for its own sake and in a world of its own, whose values are irrelevant to religion or philosophy or even human life. Between these two extremes, however, there is room for an enormous range of other views : Poetry as an exploration of moral dilemmas posed by religious quest or commitment, poetry as a manifestation of human concern for ultimate realities; poetry as a surrogate for a religious belief that has been lost-man's refuge from the chaos around him".[2]

شاعر کسے کہتے ہیں

شاعر کے لغوی معنی ایک ایسے صاحبِ شعور کے ہیں، جو دوسروں میں بھی شعور پیدا کر سکتا ہو۔(۱) یوں تو کوششِ اظہار ہر آرٹسٹ اور صاحبِ فکر کی غایت الغایات ہے لیکن شاعر سب سے زیادہ ذکی الحس اور سریع الانفعال ہوتا ہے۔ شعور کا تعلق قلب سے ہے اور انہی قلبی احساسات کو جمیل شکل دینے والا شاعر کہلاتا ہے۔ شاعر کا اپنے ماحول سے متاثر ہونا بھی ایک قدرتی بات ہے کیونکہ شاعر جو زندگی اور اس کے اسباق پر گہری نظر رکھتا ہے، وہ ماحول سے کسی طرح بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے فاضل مقالہ نگار کے مطابق:۔

"شاعر وہ شخص ہے، جو منطقیوں کے نزدیک صاحبِ کلام

---

1. The concise Encyclopaedia of Modern Literature, Edited by Geoffrey Grigson, Hutchinson and Co. Ltd. London, 1963, P 30.
2. The Encyclopaedia of Religion, Vol. 11, P 371

(۱) اقبال بحیثیت شاعر، مرتبہ پروفیسر رفیع الدین ہاشمی، مقالہ نگار مجنوں گورکھپوری، مجلسِ ترقی ادب کلب روڈ لاہور، نومبر ۱۹۷۷ء، ص: ۲۷

موزون و مقفیٰ بالقصد ہو۔[1]

ابن قتیبہ نے کتاب "الشعر والشعراء" میں شعراء کی آٹھ دس قسمیں بیان کی ہیں۔ اسی طرح ابن رشیق کے نزدیک بھی شعراء کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہ قسمیں بلحاظ ہیئت بھی ہیں اور بلحاظ مضمون بھی۔ ممکن ہے عربی لفظ شعر کوئی قدیم سامی الاصل لفظ ہو۔ کیونکہ عبرانی میں "شیر" کا لفظ سنجیدہ مناجات کے معنوں میں ملتا ہے اور یہ بالکل غیر یقینی ہے کہ اس لفظ کا اشتقاق عربی فعل "شَعَرَ" سے ہو۔ جس کے معنی جاننے کے ہیں۔ گولڈزیہر (GOLDZIHER) شاعر کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے :-

"ایک ایسا شخص جس کا علم اتفاقی یا الہامی ہو"[2]

شاعر اپنے گردوپیش کے حالات و واقعات سے متاثر ہو کر شعر کہتا ہے۔ اسی طرح اس کے ذہن کی رسائی جب عشق مجازی و حقیقی، تصوف، فلسفہ، حکمت، محبت کی ابتداء و انتہا تک اور دنیائے رنگ و بو کے اسرار و رموز سے آگاہ ہونا، فطرت کے حسین نظاروں سے متاثر ہونا اور سب سے بڑھ کر شاعر کی خداداد صلاحیتیں اسے شعر کا خالق بناتی ہیں۔

عرب میں شعراء کی بڑی قدر و منزلت کی جاتی تھی۔ جب کسی قبیلہ میں کوئی شاعر شہرت حاصل کرتا تو سارے قبیلے میں جشن منائے جاتے۔ عورتیں عود و رباب پر دلپذیر قصائد گاتیں۔ دوسرے قبائل بھی اس میں شریک ہوتے اور اہل قبیلہ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے کہ اس قبیلہ کے عزّ و شرف اور افتخار و شہرت کا ضامن پیدا ہو چکا ہے۔

سیاسی امور، دفاعی تدابیر اور صلح و جنگ غرضیکہ ہر اعتبار سے شاعر ہی

۱- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد: ۱۵، ص: ۵۲۸

۲- ایضاً ، جلد: ۱۱، ص: ۵۷۲

اپنے قبیلے کی آن بان اور نیک نامی کا ذمہ دار تھا۔ اپنی قوم اور اپنے لوگوں کی بہادری کے کارناموں کو حیاتِ ابدی بخشنا۔ لڑائی کے موقع پر انھیں اپنی روایتی جواں مردی کا پاس دلا کر ہمت بڑھانا، دشمن قبائل کی ہجو کرنا۔ امرا و سلاطین کی سرپرستی حاصل کرنے کے لئے اپنے قبیلے کے نمائندے کی حیثیت سے مطلب برآری میں شعری کمالات کے جوہر دکھانا اور خود اپنے عشق و محبت کے رنگین فسانوں کو شعر کے لباس سے آراستہ کرنا، یہ سب شاعر کی ذمہ داریاں تھیں۔ شاعر کی جتنی ضرورت جنگ کے زمانے میں تھی، اتنی ہی امن میں تھی۔ محاربات میں وہ مستعد اور حوصلہ افزا قائد بن جاتا تو امن و امان کے دور میں مغنئ آتش نفس۔ انہی وجوہات کی بنا پر عرب میں شاعروں کی اتنی کثرت تھی کہ دنیا کے شاعروں کی مجموعی تعداد بھی اس کا مقابلہ نہ کرتی۔ شاعروں کی کثرت اور ماحول کے اثرات تھے، جن کی بدولت قدیم عربی شاعری اب بھی ممتاز مقام رکھتی ہے۔

راوی خود شاعر ہوتے تھے، بعض مواقع پر راویوں نے اساتذہ کے کلام کے ساتھ اپنے بھی دو چار شعر شامل کر دیئے یا بعض ہم نام شعراء کے کلام میں یہ لوگ خلط ملط بھی کر دیتے تھے، مگر اہلِ نظر کی عرب میں کمی نہ تھی۔ انہوں نے راویوں کے اشعار کو بیک نظر اساتذہ کے کلام سے علیحدہ کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جاہلیت کے مشہور قصائد یعنی معلقات، اور نسیب و حماسہ کے دوسرے شاہکار آج بھی بھی اپنے اصلی رنگ میں دستیاب ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے بعض مشہور راوی یہ ہیں :-

(۱) مخرمۃ بن نوفل (۲) ابو الجہم بن حذیفۃ (۳) حویطب بن عبد العزیٰ (۴) عقیل بن ابی طالب۔ یہ قریش کے راوی تھے اور انساب کے بھی ماہر سمجھے جاتے تھے۔[1]

دوسرے نامور راویوں میں مندرجہ ذیل نام گنائے جا سکتے ہیں :-

۱۔ تاریخ ادبیاتِ عرب، از سیّد ابو الفضل، دکن، ۱۹۵۴ء، ص : ۳۵

طفیل الغنوی کے راوی اوس بن حجر تھے اور اس کا راوی زہیر تھا۔ زہیر اپنے چچا بشامہ کا بھی راوی تھا۔ زہیر کے راوی تین تھے، اس کا بیٹا کعب بن زہیر، الحطیئۃ اور الشماخ۔

ایسے شعراء کے سلسلے جو ایک دوسرے کی نظمیں روایت کرتے اس سے کہیں زیادہ تعداد میں بیان کئے جا سکتے ہیں، جتنا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔

زمانے کے لحاظ سے شعراء کے چار طبقے ہیں:۔

۱۔ جاہلی شعراء: یہ وہ شعراء ہیں، جو اسلام سے قبل زندہ رہے یا اسلام کا زمانہ انھیں ملا، لیکن اس زمانے میں انھوں نے قابلِ ذکر شاعری نہیں کی مثلاً:۔ امرؤالقیس، زہیر، امیۃ بن ابی الصلت اور لبید وغیرہ۔

۲۔ مخضرم شعراء: یہ وہ شعراء ہیں جنھوں نے اپنی شاعری کی وجہ سے زمانہ جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں شہرت و مقبولیت پائی، مثلاً: خنساء، حسان بن ثابتؓ وغیرہ۔

۳۔ اسلامی شعراء: ایسے شعراء کو کہا جاتا ہے جو زمانۂ اسلام میں پیدا ہوئے اور عربی زبان کے لحاظ سے وہ قدیم پختہ اسلوب پر کاربند رہے۔ یہ عہد بنی اُمیّہ کے شعراء ہیں، یہ ۴۰ھ بمطابق ۶۶۰ء سے لے کر ۱۳۲ھ بمطابق ۷۴۹ء کے شاعر ہیں۔

۴۔ مُوَلّد شعراء: وہ شعراء ہیں جن کی لسانی قوت بگڑ گئی تھی اور انھوں نے صنعتوں (مصنوعی فنکاری) کے ذریعہ اپنی لسانی کمی کو پورا کیا۔ یہ عہد عباسیہ کے شعراء ہیں۔ ۱۳۲ھ سے لیکر ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) کا زمانہ عہدِ عباسیہ کہلاتا ہے۔

۵۔ ۶۵۶ھ میں چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی کے ساتھ ہی عباسی دور کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد کے زمانہ سے لے کر مغلوں کا زمانہ اور خلافتِ عثمانیہ کے بعد کا دور عصرِ ترکی کے نام سے مشہور ہے۔

۶۔ عصرِ متاخرین سے مراد ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۷ء تک کا زمانہ ہے اور اس کے بعد سے اب تک کا دور زمانہ حال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

عربی شاعری کا تدریجی ارتقاء

عربی زبان کا آغاز

عربی سامی زبانوں میں سے ایک ہے۔ وہ اقوام جن کا سلسلۂ نسب سام بن نوحؑ سے جاملتا ہے اور جو بین النہرین، جزیرہ نمائے عرب اور شام وغیرہ کے علاقوں میں آباد تھیں اور بعض اب تک ہیں، ان کی زبانیں سامی کہلاتی ہیں۔ اس گروہ کی مشہور زبانیں یہ ہیں:-

بابلی، اشوری، فینیقی، سریانی، عربی اور حبشی۔

ان میں زندہ زبانیں عربی، حبشی، عبرانی اور سریانی ہیں اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ عربی ہے۔ سامی زبانوں کے نقطۂ آغاز کی تحقیق مشکل ہے۔ غالباً بابلی اور قدیم اشوری زبانیں سب سے پہلے وجود میں آئیں، جو سامی شرقی کہلاتی ہیں۔ سامی غربی میں کنعانی، عبرانی، فینیقی وغیرہ ہیں۔ سامی غربی کی دو شاخیں ہیں، ایک شمالی اور دوسری جنوبی۔ جنوبی میں عربی آتی ہے۔ دیگر سامی زبانوں کی طرح عربی کی خصوصیات بہت زیادہ ہیں، جن کی بناء پر عربی زبان کو دنیا کی دیگر زبانوں کے مقابلے میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ محققین کی رائے کے مطابق عربی رسم الخط نے قدیم مصری خط سے جنم لیا ہے۔ عربی خط کی موجودہ شکل بیسیوں تبدیلیوں کے بعد متشکل و متعین ہو سکی ہے۔ اس کی نشوونما اور ارتقاء کے بارے میں مستشرقین اور قدیم عربی راویوں کے بیانات میں بہت کچھ اختلافات ہیں۔ ان میں ایک گروہ کہتا ہے کہ ابتداءً عربوں نے نبطی خط سیکھا، اس کے ساتھ حمیری و سریانی بھی حاصل کیا۔ ایک جماعت بابلی سے

ملاتی ہے۔ بعض لوگ آرامی کو اس کی اصل قرار دیتے ہیں، جو فینیقی رسم الخط کی ایک شاخ ہے اور بیشتر قدیم مصری خط کو ہی عربی کا ماخذ قرار دیتے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے علوم

ابتدائے اسلام سے بھی پہلے اہل عرب علوم و فنون کے دلدادہ تھے اور تہذیب و تمدن اور معاشرتی اشتراک و افادہ سے ناآشنا یہ جاہل قوم بھی معمولی انسانی ضروریات کی تکمیل میں مدد دینے والے علوم و فنون سے واقف تھی۔ آہستہ آہستہ ترقی کی منازل طے ہوتی گئیں۔ عرب کئی علوم و فنون کے موجد ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اپنے معاشرتی رہن سہن کی تمام تر خرابیوں اور برائیوں کے باوجود عربوں میں دنیا کی دیگر اقوام کے مقابلے میں بہترین انسانی صلاحیتیں بدرجہ اُتم موجود تھیں۔ بہادری، حریت پسندی، سخاوت، مہمانداری، عربی زبان کی فصاحت و بلاغت، شجاعت اور دوسری بے شمار خوبیاں جو انسانی اخلاق کا بہترین سرمایۂ حیات قرار دی جا سکتی ہیں، وہ بھی عربوں میں پائی جاتی تھیں۔ بعض علوم و فنون کا موجد ہونے کے علاوہ عربوں نے دوسری اقوام سے بھی علوم و فنون کو حاصل کیا۔ یہ دونوں قسم کے علوم و فنون کچھ اس طرح ہیں :۔

ا : علوم لسانی : لغت، شعر، خطابت، انساب، امثال، حکم اور اخبار وغیرہ۔

ب : علوم طبیعی : طب، بیطاری، الریافتہ (پانی کے محل وقوع کو معلوم کرنے کے طریقوں کا علم)۔ الملاحتہ (جہاز رانی)، الانواء (موسمی کیفیات کا علم)۔ مہاب الریاح (ہواؤں کی تفصیلات)۔

ج : علوم ریاضی : نجوم، ہیئت، توقیت، (اوقات و ایام وغیرہ کا علم)۔

د : مابعد الطبیعی علوم : الکہانتہ (پیشین گوئی)۔ العرافتہ (ماضی کے

حالات بتانا)۔ القیافتہ (کہانتہ کی ایک شاخ ہے، جو زیادہ تر نفسیاتی مطالعہ سے متعلق ہے)، الزجر (پرندوں کے اُڑنے سے نیک و بد کی فال لینا)۔
تعبیر رویاء، رمل، علم الاصنام اور عیافتہ وغیرہ۔

ادب کی سرپرستی

دنیا بھر کے دوسرے ادبیات کی طرح عربی ادب بھی شعروسخن کے اُبلتے ہوئے چشموں سے پھوٹ نکلا ہے۔ جس طرح یونانی ادب نے ھومر کی شاعری سے فوری نشوونما پائی، اسی طرح عربی ادب کے سوتے بھی شاعری سے پھوٹ نکلے۔ عرب ادب کی بھرپور سرپرستی کرتے تھے۔ اس عہد کی نثر بھی سجع اور توافی سے خالی نہ ہوتی تھی[1]۔ جسے مسجع کہتے تھے مگر تمام بول چال نسبتاً سادہ نثر پر مشتمل ہوتی۔ جسے "مرسل" کہا جاتا تھا۔ عربوں میں زندگی کے ہر باب میں شعر کا غلبہ تھا۔

مثل عربوں میں کثرت سے رائج تھی۔ اس میں چھوٹے چھوٹے جملے ہوتے جو بطور کہاوت گفتگو میں کثیر الاستعمال تھے۔ ابو عبید کہتا ہے :-

"جاہلیت اور اسلام میں امثال عربوں کی حکمت پسندی کو ظاہر کرتا ہے[2]"

اس میں تین خوبیاں جمع ہیں، کم سے کم الفاظ سے کام لینے کی قوت، صحتِ معانی، اور ندرتِ تشبیہہ۔ شاعری کی طرح عربوں میں خطابت کا فن پورے عروج پر تھا۔ عربوں میں خطابت، بلندئ خیال اور فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی تھی۔ عربوں کی حریت پسندی اور فراستِ طبع ان کی خطابت سے بخوبی ظاہر ہے۔ خطیب کے لئے وجیہہ، جمیل، بلند و گرجدار آواز کا مالک، خوش گفتار، نکتہ رس اور سحر بیان ہونا ضروری تھا۔ شاعروں، خطیبوں اور پڑھے لکھے افراد کی تمام قبیلہ عزت کرتا تھا۔ اور ان کی ہر طرح کی سہولت کا خاص خیال رکھا جاتا تھا[3]۔

۱- مقدمہ تاریخ ادبیاتِ عرب، از: ایچ۔ اے۔ آر۔ گب، ص: ۲۳
۲- تاریخ ادبیاتِ عربی، از: سیّد ابوالفضل، ص: ۲۸
۳- ایضاً

عربی شاعری کے آغاز کی متعین اور مستند تاریخ نہیں ملتی ۔ جہاں تک محققین ادب عربی اور علمائے ادب کے بیانات شاہد ہیں ، صرف اس قدر پتہ چلتا ہے کہ اشعار کی ابتداء گانے سے ہوئی یا بعض کے خیال میں قرینیں سے ہوئی ۔ قرینیں اونٹ کے گلے کی وہ آواز ہے ، جو جگالی کرتے وقت اس کے منہ سے نکلتی ہے ۔ ایچ ۔ اے ۔ آر ۔ گب ، کے مطابق :-

" عربی زبان کی شاعری کی ابتدا کا پتہ سیدھے سادے اشعار سے چلتا ہے ۔ جس میں کبت کی طرح وزن کا پہلا رکن غیر تاکیدی اور دوسرا تاکیدی ہوتا ہے ۔ اس کے بعد مقفی نثر د سجع) ، میں رجز یہ کلمات ہیں ، جن کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ان میں جادو کی طاقت موجود ہے ۔ شاعر کے اس تصور کی عام فہم مثال بلعم باعور کی کہانی ہے ۔ کوئی سامی زبان بھی ایسی نہیں جو زمانۂ جاہلیت کے عربوں کی شاعری کے مشابہ ہو ۔ اس کی سولہ بحروں کی ابتدار ، جن میں ارکان کی اعلیٰ درجے کی پیچیدہ تقسیم قائم کی گئی ہے اب تک مبہم ہے ۔ اس کی تشریح جو مقامی ماہرینِ لسانیات نے کی ہے اور جسے ہمارے زمانے کے چند علمار نے بھی تسلیم کر لیا ہے ، یہ ہے کہ سب سے پہلے تو یہ اونٹ کی موزوں اور باقاعدہ چال اور رفتار کی حرکات پر مبنی ہے ۔ یہ بات بھی یقینی ہے کہ ابتدائی شاعری زیادہ تر ان قبائل میں ترقی پذیر ہوئی ، جو تہذیب و تمدن سے بہت کم اثر انداز ہوئے "[1]

عقل یہ بات تسلیم نہیں کر سکتی کہ شاعری اپنے ابتدائی دور میں ہی اس قدر پاکیزہ اور شستہ اور حسین و کامل شکل میں نمودار ہوئی ہو ۔ جیسی کہ وہ مہلہل بن ربیعہ اور امراؤالقیس کے شعروں میں نظر آتی ہے ۔ یقیناً اس پر مختلف ادوار گزرے ہوں گے ۔ وہ انقلاباتِ زمانہ سے متأثر ہوئی ہوگی ۔ زبانوں نے اس کو رواں کیا ہوگا ، تب کہیں جا کر اس کے اسلوب میں شائستگی اور اس کے موضوعات میں وسعت پیدا ہوئی ہوگی ۔ مسجع

---

۱ ۔ مقدمہ تاریخِ ادبیاتِ عرب ، از : ایچ ۔ اے ۔ آر ۔ گب ، ص : ۲۴ ۔

نثر ہی شعر کی سب سے پہلی شکل ہے، جسے کاہنوں نے دیوتاؤں سے مناجات کرنے، حکیمانہ مقولوں کو محفوظ رکھنے، پہیلیوں میں جوابات دینے، سامعین کو محوِ حیرت کرنے کے لئے اختیار کیا تھا۔ جب عربوں میں غنا و موسیقی کا مذاق بڑھا اور شعر عبادت گاہوں سے نکل کر صحراؤں اور بیابانوں میں پہنچا، دعاؤں کے علاوہ حدی خوانی کی خدمت بھی انجام دینے لگا تو وزن و قافیہ مل جانے کی وجہ سے رجز کی شکل نمودار ہو گئی۔ پھر سُروں اور راگوں کے اختلافات کی وجہ سے متعدد اوزان پیدا ہوئے، چنانچہ فخر و شجاعت اور بہادری کے لئے الگ وزن بنا اور غزل کے لئے الگ، ترنم کے لئے الگ اور اسی طرح تمام دیگر اوزان وجود میں آئے، جنھیں خلیل بن احمد نے پندرہ کی تعداد میں شمار کیا ہے۔ ان میں سے ہر وزن کو بحر کہا جاتا ہے۔

شاعری کا اوّلین مصوّر غنا ہے، کبوتر کی آواز سے سجع، اونٹوں کی چال اور ان کی حرکتوں سے رجز کا جنم لینا بھی اسی امر کی دلیل ہے۔ پھر خود شعر جو عبرانی لفظ "شیر" سے ماخوذ ہے، اس کے معنے راگ اور بھجن کے ہیں نیز آج تک شعر پڑھنے کے لئے عربی میں "انشاد" (گانا) کا لفظ استعمال کرنا، اس کی پوری تائید کرتے ہیں کہ واقعتاً شعر کا مآخذ غنا و موسیقی ہے۔[1] عرب میں اشعار کے سنانے اور پڑھنے کو گانا ہی کہتے ہیں، جس کے لئے "انشاد و نشید" کے الفاظ مستعمل ہیں۔ خلفائے بنی امیہ اور بنی عباس کے درباروں میں یہی رواج تھا۔ ان درباروں میں گا کر شعر سنانے والوں نے بڑی مقبولیت حاصل کی تھی، جیسے الدارمی، حطیہ اور اسحٰق موصلی وغیرہ۔ عربی شعر کی محرکات میں موسیقی کا پہلا درجہ ہے۔ ابتداءً قریض نے جگہ پائی۔ اس کے بعد سجع کا دور شروع ہوا (سجع لغت میں اونٹنی، کبوتر یا قمری کی نغمہ سرائی کا نام ہے)۔ سجع میں وزن نہ تھا، لیکن قافیہ ضرور تھا۔ گویا سجع بے وزن مقفّیٰ عبارتیں تھیں۔ سجع کی ترقی یافتہ شکل رجز ہے، جس میں پہلے پہل وزن نے بھی جگہ پائی۔ رجز ابتداءً

۱۔ تاریخ ادبِ عربی، از: احمد حسن زیات، مترجم عبدالرحمٰن طاہر سورتی، ص: ۳۷

طویل سفروں کی تھکن کرنے اور ان کے تھکے ماندے اونٹوں پر ایک نشاط اور زندگی پیدا کرنے کے لئے "کورس" کے طور پر گایا جاتا تھا۔ یہی سادہ رجز وسعت پا کر پُر جوش اور قوی الاثر نظموں میں تبدیل ہونے لگا جس سے مایوسیوں میں نئی رُوح پھونکنے اور جوش و غضب کو اُبھارنے کا کام لیا جانے لگا۔ اسی علم نے آگے چل کر حُدی کی مستقل شکل اختیار کی، جس کو عموماً طویل سفروں میں مضمحل اونٹوں اور تھکے ہوئے اہل کارواں کے لئے تازگی و نشاط کی تشکیل کے لئے استعمال کیا جاتا۔ رجز سے قصائد کی بنیاد پڑی اور یہی ان کی شاعری کا آغاز ہے۔ ارتقار کی ان منازل کو نظر انداز کر کے بعض قدماء لکھتے ہیں کہ عرب اپنے مکارمِ اخلاق کے بیانات، افتخار نسبی کی داستانیں مہیب جنگوں اور معرکوں کے تذکرے، محبوب ہم وطنوں کی تعریف، اپنے خوبصورت اور وفادار گھوڑوں یا قوی اونٹوں کی توصیف کے لئے جو موزوں و مقفیٰ کلام تیار کرتے اور گاتے تھے، اس کا نام شعر ہوا۔

عربی شاعری کے آغاز، ارتقار، خصوصیات اور اس کی لٹریری اپروچ —— Literary Approach کا اگر طائرانہ جائزہ بھی لیا جائے تو دفتروں کے دفتر درکار ہیں۔ یہاں پر صرف ایک مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے تاکہ عربی شاعری کے پس منظر اور اس کی خصوصیات کا خاکہ ذہن میں اُجاگر ہو جائے۔

صحرائی ورشتی و سنگلاخی، کھُری اور رُوکھی زندگی، آزادیٔ فکر، آب و ہوا کی تاثیر، دیہاتی سادگی، بہادری، شجاعت، مہمان نوازی کی روایتی طرزِ زندگی، یہ وہ عوامل ہیں، جن کے اثر نے جاہلیت کی شاعری کو ایک خاص رنگ میں رنگ کر اُسے دنیا کے ہر قسم کے شعری ادب میں Pioneer کی حیثیت دلائی ہے۔ شاعری کی تین قسمیں ہیں، پہلی قسم غنائی یا وجدانی ہے، جس میں شاعر اپنی طبیعت سے مدد لیتا، اپنی قلبی واردات بیان کرتا اور اپنے احساسات کی ترجمانی کرتا ہے۔ شاعری کی دوسری قسم قصصی یا بیانیہ ہے، جس میں لڑائیوں کے واقعات اور بلند قومی کارنامے قصہ کی شکل میں نظم کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ھومر کی ایلیڈ، فردوسی کا شاہنامہ، تیسری قسم

کی شاعری تمثیلی یا ڈرامائی شاعری کہلاتی ہے، جس میں شاعر ایک کہانی یا واقعہ کو مدِنظر رکھتا ہے۔ شاعری کی مندرجہ بالا اقسام میں سب سے پہلے رونما ہونے والی قسم غنائی شاعری ہے۔ زمانۂ جاہلیت کی جمع کی گئی شاعری کو یکجا کرنا یا پھر اسے یاد کرنا تقریباً ناممکن ہے، جب کہ اس شاعری کا بڑا حصّہ راویانِ شعر کے مختلف جنگوں میں مرجانے کی وجہ سے تلف ہو گیا۔ ابو عمرو بن العلاء کا مقولہ ہے :۔

"عرب کی شاعری کا بہت ہی کم حصّہ تم تک پہنچا ہے، اگر وہ بکمال اور تمام ملتا تو علم و حکمت اور شعر و ادب کا بہت بڑا حصّہ تم کو ملتا ۔۔۔۔"(۱)

عربی شاعری میں رجز کے بعد ہی قصائد کی بنیاد پڑی، اس ادبی زبان کی تشکیل میں اوّلیت کے دعوے مختلف قبائل کی طرف سے ہوتے رہے ہے۔ اسلامی کتب میں اکثر یہ بیان پیش کیا گیا ہے کہ جاہلیت کی شاعری کا آغاز بنو ربیعہ میں مہلہل سے ہوا، بعض کی رائے میں اسے مہلہل اس لئے کہا گیا کہ اس نے شعر کو "رقت، نرمی اور موسیقی" سے لبریز کیا، یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہیں۔ پھر شاعری قبیلہ قیس میں منتقل ہوئی، جہاں نابغۃ زبیانی اور زہیر نے عروج حاصل کیا اور آخر کار یہ بنو تمیم میں پہنچی اور اسی قبیلے میں یہ ظہورِ اسلام تک باقی رہی۔

مہلہل کے زمانے میں سینکڑوں قصیدہ گو شاعر پیدا ہوئے، جنھوں نے شاعری کے ہر موضوع پر قصیدے کہے۔ ان بے شمار قصائد میں اوّلین مرتبہ "معلقات" کو حاصل ہے۔ یہ مجموعہ سات قصیدوں پر مشتمل ہے، جنھیں آٹھویں صدی کے ایک راوی نے بیان کیا۔ ان کے ساتھ عام طور پر تین دوسرے قصیدوں کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے۔ یہ دس شاعروں کے دس قصیدے ہیں۔ معلقات کی تعداد اور مصنفین کے ناموں میں اختلافات پائے جاتے ہیں اور یہ کہ حقیقی معلقات کون سے ہیں۔ مصنفین میں مندرجہ ذیل نام معتبر سند سے بیان کئے جاتے ہیں :۔

۱۔ تاریخ ادبِ عربی، از: احمد حسن زیات، مترجم: عبدالرحمٰن طاہر سواتی، ص : ۸۰ -

(۱) امرؤالقیس (۲) زہیر بن ابی سلمیٰ (۳) طرفۃ (۴) لبید
(۵) عمرو بن کلثوم (۶) عنترہ (۷) حارث (۸) نابغتہ
(۹) اعشیٰ (۱۰) عبید بن الابرص (۱۱) علقمہ۔

(معلقات کے زمانہ کا ایک اور مجموعہ بھی ہے، جو اس کے مؤلف "المفضل ماہر لسانیات" کے نام پر "مفضلیات" کے نام سے مشہور ہے۔ اس مجموعے میں تقریباً ۱۲۰ قصائد اور اجزا ہیں، جو زیادہ تر جاہلیت کے زمانہ کے دراکم رتبہ شعراء کا کلام ہے)۔

بہرحال معلقات کی ترتیب میں اختلاف ہو یا زمانۂ تدوین میں، عرب ان قصائد کو الہامی اشعار سمجھتے تھے اور وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ ہر شاعر کا ایک جن ہوتا ہے اور مضامین اور عمدہ خیالات کا القاء کرتا ہے، اس لئے ان قصائد کے اشعار زبان زدِ خاص و عام ہوگئے۔ اور عوام الناس اس پر یقین کرنے لگے کہ یہ انسانی سوچ کی پیداوار نہیں بلکہ الہام والقاء کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ ان کے بعض عمدہ اشعار پر بڑے بڑے شاعر سجدہ کر بیٹھتے جسے "سجدۂ شعری" کہتے تھے۔ اس کی مثال اسلام کے بعد بھی ایک واقعہ سے ملتی ہے کہ فرزدق نے جو کہ خود بھی بہت بڑا شاعر تھا، لبید کے اس شعر کو سنا تو بے اختیار کہا کہ اگر سجدہ شعری جائز ہوتا تو اس شعر پر میں بار بار سجدہ کرتا، لبید کا شعر ہے: ؎

وَجَلَا السُّیُولُ عَنِ الطُّلُولِ کَاَنَّھَا
وُھُرٌ تُجِدُّ مُتُونَھَا اَقْلَامُھَا

(جن ٹیلوں پر معشوق کا قیام رہا، وہ اس کے سفر کرنے کے بعد ویران ہوگئے۔ ان پر بار بار آندھیاں اور سیلاب آتے، جب ایک موت کے بعد شاعر وہاں پہنچا تو یہ دیکھتا ہے کہ معشوق کے قیام کے زمانہ کے کچھ دبے ہوئے آثار سیلابوں کے بہاؤ سے ابھر آئے ہیں، جس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی قدیم کتاب کے مٹتے ہوئے اور مدھم الفاظ کو ازسرِنو سیاہی پھیر کر تازہ کیا گیا ہے)[1]۔

۱۔ تاریخ ادبیاتِ عرب، از: سید ابوالفضل، ص: ۴۷۔

دورِ جاہلیت میں عرب شاعری میں قصیدے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جیسا کہ "معلقات" سے پتہ چلتا ہے۔ دنیا کے بہترین Encyclopaedias کے فاضل مقالہ نگار قصیدے کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں :-

"Only by considering how poetry is composed in Arabic can the evolution of the qasidah be reconstructed. In its simplest form, verse is composed extempore, su g to some traditional tune, in one bait at a time; it is then taken up b the company, sung to rhythmical movement and hand clapping".[1]

"The Kasidah, the distinctive artistic production of this poetic literature, is essentially an art-form, which has little in common with the forms of artistic poetry in other literatures. Its main theme is boasting or panegyric, led up to by a journey theme. In any case, it seems reasonably certain that the Kasidah constituted a new departure in Arabic poetic art, consisting of the combination of a number of existing themes of Arabic poetry into a subjectively related pattern".[2]

"Poetry, however, shows the pre Islamic genius as its most inspired. The long epic poem remained unknown to the Arabs, even their longest poems, called "qasidah", do not exceed 100 distichs. Although the subjects treated by the poets are various, their stylistic presentation follows certain patterns which are scarcely, if ever, ignored. Hence, there is in Arabic poetry a certain monotony, which, however, is counterbalanced by an unsurpassed variety in verbal profusion".[3]

"The earliest and most abiding literary expression in Arabic is poetical. Moreover, through the nine centuries being considered here, although the poetry constantly changed its milieu and its

---

1. Princeton Encyclopaedia of Poetry and Poetics, Edited by, Alex Preminger, Princeton University Press, New Jersey, U.S.A. 1974, P 43.
2. Encyclopaedia Islam, Edited by, Bosworth, Van Donzel, B. Lweis, Ch. Pellat., E. J. Brill, Leiden, The Netherlands, 1986, Vol. I, P 583.
3. Collier's Encyclopaedia, Editorial Director, William D. Halsey, Macmillan Educational Corporation, New York, 1978, Vol. 2, P 391, 394.

purpose, it preserved an astonishing unity of matter (at least superficially) as well as of form. A classic Arabic definition of poetry is "Metrical, rhyming, meaningful utterance, of more than one line in extent". The typical genre is the qasidah, a sort of ode that may run from 15 to some 100 couplets, through usually fluctuating between 30 and 50. It was Pagan, heroic verse. Over the later centuries of sophisticated urban life, however, one or another element tended to be more heavily stressed within a given poem - the erotic , the bacchanalian, the moralistic, the Panegyric, the satirical, and so on. The poem itself thus usually became fragmented, judged by earlier standards, although many later poems were very long indeed".[1]

"The most typical genre preserved is the qasidah, a stylized ode of varying length, uniform rhyme, and complicated meter, extolling the merits of desert life and a bounding in descriptions of nature, usually its vaunts the poet's tribe, his steed, and his (often tragically separated) beloved. The best known early collection is the Muallaqat (sometimes called golden ods), they number seven, but there is not universal agreement on more than five, the collection having been made perhaps two centuries after its original composition".[2]

"The earliest known literature of Arabia is heroic poetry. The development of themes is emotive rather than logical. Short poems on single subject existed, but the staple ode-form, the qasidah had a traditional order of themes".[3]

The earliest Arabic poetry established the qasidah as a constant feature of Arabic literature throughout its subsequent history".[4]

---

1. The Encyclopaedia Americana, Grolier Incorporated, U.S.A. 1980, Vol. 2, P 153.
2. Encyclopaedia International, Lexicon Publications, New York 1982, Vol. I, P 509.
3. Cassell's Encyclopaedia of world literature, Edited by S. H. Steinberg, New York 1973, P 41.
4. Everyman Encyclopaedia, Edited by D. A. Girling, J. M. Dent Sons Ltd. London 1978, Vol. I, P 391.

"Its main interest for modern readers lies in the dramatic descriptions of early Bedouin desert life, the most important collection in the Muallaqat".[1]

In the oldest established of the literary genres, poetry, an almost two-thousand-year-old tradition did not easily give way to new forces. Criticism too, resisted change. But drama and fiction, relatively new forms to Arabic literature, readily embraced European influences.[2]

In the rich intricacy of his language the Arab experiences an intellectual and aesthetic pleasure unique perhaps in the world. To him Ar. is the greatest of the arts and its noblest expression is in poetry. Nor is this an art become the thing of a small coterie of the elite, divorced from the life of the common man; it remains a part of every day, to express the emotions, to commemorate an occasion, or to lampoon the latest twist of current politics.[3]

قصیدہ کی اقسام

قصیدہ عربی شاعری کی اصطلاح میں ایک شعری ڈھانچے کا نام ہے، جو متعدد اشعار پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کے تمام اشعار مکمل ہوتے ہیں۔ اس کے تمام اشعار ہر طرح مکمل اور صحیح الوزن ہوتے ہیں۔ علمائے عرب کے نزدیک قصیدے کے اشعار کی مقدار مقرر نہیں۔ ابنِ منظور نے ابوالحسن الاخفش سے نقل کیا ہے کہ اس کے نزدیک تین ابیات ہوں تب بھی قصیدہ ہے، لیکن ابنِ جنّی کے نزدیک تین سے دس بلکہ پندرہ تک کا مجموعہ ابیات "قطعہ" کہلاتا ہے۔ پندرہ سے زائد ہوں تو "قصیدہ" کہلاتا ہے۔ تھانوی نے صاحب مجمع الفصحاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ فصحائے عرب کے نزدیک قصیدے کی ابیات پانچ سو سے زائد بھی ہو سکتی ہیں۔ قدیم ترین عربی قصائد کا منتخب مجموعہ المعلقات السبع جو سات قصائد پر مشتمل ہے، ان کے اشعار کی تعداد کا اوسط اسّی

1. Macmilan Encyclopaedia P 66.
2. Encyclopaedia of World Literature in the 20th Century, General Editor, Leonard S. Kelin, Fredrick Ungar Publishing Company, New York 1984, Vol. 4, P 398.
3. Princeton Encyclopaedia of poetry and poetics, P 42.

(۸۰) ابیات کے لگ بھگ ہے۔ ان میں طویل ترین قصیدہ طرفہ بن العبد کا ہے جو ۱۰۷ ابیات پر مشتمل ہے اور مختصر ترین قصیدہ زہیر بن ابی سلمٰی کا ہے جو صرف ۶۴ ابیات پر مشتمل ہے۔ باقی معلقات میں سے عنترہ اور امرؤ القیس کا قصیدہ ۸۱، لبید کا ۸۹، حارث بن حلزہ کا ۸۴ اور عمرو بن کلثوم کا ۱۰۴ ابیات پر مشتمل ہے[۱]۔

عہدِ جاہلیت سے اواخر عہدِ بنو امیہ تک عربی قصیدے کے اوزان اور قوافی میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ عربوں کے فطری ذوق کے طفیل جو اوزان ارتقائی منازل طے کر کے رواج و قبولیت پا گئے۔ عرب شعرا انھیں کے مطابق اپنے قصائد تخلیق کرتے رہے۔ عرب شعراء کے نزدیک امر پسندیدہ یہی تھا کہ قصیدے کی بنیاد ایک ہی قافیے پر ہونی چاہیئے[۲]۔

"قصیدے سے عربی شاعری میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا جو عربی شاعری کے متعدد پہلے سے موجود مطالب اور ذاتی احساسات کا امتزاج تھا اور یہ نمونہ جب ایک دفعہ قائم ہو گیا تو وہ شعراء کی آئندہ نسلوں کے لئے معیار بن گیا اور مختلف مضامین کی آمیزش ہونے کے سبب ان کی شاعری کے پرکھنے کے لئے سب سے بڑا معیار قرار پایا[۳]۔"

۱- (i) حل المعلقات للسبع المعلقات، از: سید ابوالحسن، دہلی، ۱۸۸۴ء، ص: ۵۴
(ii) اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، جلد ۱۶/۲، ص: ۲۸۸

۲- ساعات بین الکتب، از: عباس محمود العقاد۔ منشورات المکتبۃ المصریۃ، بیروت، ۱۹۶۹ء، ص: ۱۰۸۔

۳- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد: ۱۳، ص: ۱۸۸

"ایک مکمل نظم کا معیاری نمونہ قصیدہ یا غزل ہے"۔ (۳)

عرب شعراء اور ناقدینِ شعر کے ہاں عربی قصائد کے ان کے مخصوص اوصاف کے باعث مخصوص اصطلاحی نام دیئے جاتے تھے۔ نادر قصیدے کو الیتیمہ کہتے تھے مشہور و مقبول قصائد کو السموط کہا جاتا تھا، جن قصائد پر شعراء بہت محنت کرتے۔ چھان پھٹک اور کانٹ چھانٹ کے بعد پیش کرتے تھے، انھیں الحولیات (ایک سال والے) المقلدات (قابلِ تقلید)، المنقحات (کانٹ چھانٹ کر تیار کئے ہوئے)۔ المحکمات (پختہ کئے ہوئے) اور ایسا کرنے سے شاعر کو ایک ماہرِ فن اور استاد مانا جاتا تھا۔

ظہورِ اسلام اور نزولِ قرآن مجید کے بعد عربی قصیدے کی ساخت یا ترتیب میں کوئی بہت بڑا تغیر رونما نہیں ہوا۔ اسی طرح لفظی اور معنوی اسالیب فصاحت و بلاغت میں بھی کوئی کمی بیشی نہیں آئی۔ تاہم چند ایک نئے موضوعات کا اضافہ ہوا۔ عہدِ اسلام کے شعراء نے مدح میں مبالغہ آرائی اور ہجو میں فحش گوئی سے اجتناب کیا۔ جب کہ جاہلی دور کے شعراء کے ہاں یہ عناصر موجود ہیں۔

قصیدہ گوئی میں مسلمانوں نے بہت گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں سب سے پہلے حضرت حسان بن ثابتؓ نے مدح سرائی کی۔ انتہے بہترین اشعار کہے، جس کو عربی ادب میں بہترین شاعری تصور کیا جاتا ہے۔ بعد میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں نئے نئے اسالیب کا اضافہ ہوتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں ایک قصیدہ معروف بہ "البُردۃ" جسے پُر تکلف بدیع میں البوصیری المصری (۶۹۴ھ / ۱۲۹۵ء) نے نظم کیا تھا، مذہبی شاعری کی ایک کلاسیکی نظم کے طور پر مشہور ہوگیا۔ اور اب تک مشہور ہے۔ فنِ شاعری کو ترکیب بند نظم کے جدید تر نمونوں میں اظہار کا زیادہ موزوں اور مناسب ذریعہ مل گیا۔

۳۔ مقدمہ تاریخ ادبیات عربی، از: ایچ اے آر گب، مترجم سید اولاد علی گیلانی، ص: ۳۰

مذہب اور شاعری

مذہب اور شاعری کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ادیانِ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً تمام مذاہب کی تعلیمات میں شاعری کے عنصر کی شمولیت اہم رہی ہے۔ اس لئے کہ ان ادیانِ عالم کے مذہبی گیت، دعائیں اور مذہبی تعلیمات اشعار پر مشتمل ہیں۔ اور عبادت کے دوران انھیں گا کر ادا کیا جاتا ہے، جیسا کہ اب بھی عیسائیت، ہندوازم اور دوسرے مذاہب میں ہوتا ہے۔ مذہب اور شاعری کے تعلق کے بارے میں جے روبرٹ برتھ J. Robert Barth کا کہنا ہے:

"When Shelly observes in his defence of poetry (1821) that "in the youth of the world, men dance and sing and imitate natural objects, observing in these actions, as in all others, a certain rhythm or order" and that this order "makes the before unapprehension" he is pointing to the origin of poetry in ritual. This observation has been confirmed by the findings of anthropologists before and since. The poetry preserved in oral traditions may represent a particularly vivid reminder of this ritual origin.

Whether one sees the passage from ritual to art as progress or decline, it remains true that religion has continued to be seen as part of the poetic experience. While no one would claim an identity of religion and poetry, a relationship between them has often been affirmed –, even as new theories of poetry have emerged. Today, views of this relationship range all the way from the dedication of poetry to the service of religious doctrine to the affirmation that a poem exists for its own sake and in a world of its own, whose values are irrelevant to religion or philosophy or even human life. Between these two extremes, however, there is room for an enormous range of other views. Poetry as an exploration of moral dilemmas posed by religious quest or commitment, poetry as a manifestation of human concern for ultimate realities; poetry as a surrogate for a religious belief that has been lost man's refuge from the chaos around him. How we have reached this diversity of view can be appreciated by considering some of the types of poetry that have been called religious.[1]

ادیانِ عالم کی تعلیمات پر شاعری نے گہرا اثر ڈالا ہے۔ بائبل میں کافی مذہبی

1. The Encyclopaedia of Religion, Editor in chief, MIRCEA ELIADE, Macmillan Publishing Company, New York 1987, Vol. II, P 371.

مضامین گیتوں کی شکل میں شاعری کے ذریعے ادا کئے گئے ہیں۔

ہندوستان کی معتبر مذہبی کتاب رگ وید میں سنسکرت میں مذہبی تعلیمات اشعار کی شکل میں ملتی ہیں۔

بائبل میں مذہب اور شاعری کا تعلق

یہودیت اور عیسائیت کی تعلیمات میں بھی مذہب اور شاعری کا امتزاج بہترین انداز میں موجود ہے۔ بائبل میں استثناء کے باب ۳۱، آیت ۲۴ میں درج ہے:۔

"اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰؑ ایسی شریعت کی باتوں کو ایک کتاب میں لکھ چکا اور وہ ختم ہو گئیں تو موسیٰؑ نے لاویوں سے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھایا کرتے تھے، کہا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پاس رکھ دو تا کہ وہ تیرے برخلاف گواہ رہے، کیونکہ میں تیری بغاوت اور گردن کشی کو جانتا ہوں، دیکھو ابھی تو میرے جیتے جی تم خداوند سے بغاوت کرتے رہے ہو، تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ نہ کرو گے۔ تم اپنے قبیلوں کے سب بزرگوں اور منصب داروں کو میرے پاس جمع کرو تا کہ میں یہ باتیں ان کے کانوں میں ڈال دوں اور آسمان اور زمین کو ان کے برخلاف گواہ بناؤں، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد تم اپنے کو بگاڑ لو گے اور اس طریق سے جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے، پھر جاؤ گے۔ تب آخری ایام میں تم پر آفت ٹوٹے گی کیونکہ تم اپنی کرنیوں سے خداوند کو غصہ دلانے کے لئے وہ کام کرو گے، جو اُس کی نظر میں بُرا ہے۔

سو موسیٰؑ نے اس گیت کی باتیں اسرائیل کی ساری جماعت کو آخر تک کہہ سنائیں:۔

کان لگاؤ اے آسمانو! اور میں بولوں گا
اور زمین میرے منہ کی باتیں سُنے
میری تعلیم مینہ کی طرح برسے گی

میری تقریر شبنم کی مانند ٹپکے گی
جیسے نرم گھاس پر پھوار پڑتی ہو
اور سبزی پر جھڑیاں۔
کیونکہ میں خداوند کے نام کا اشتہار دوں گا
تم ہمارے خدا کی تعظیم کرو
وہ وہی چٹان ہے۔ اس کی صنعت، کامل ہے
کیونکہ اس کی سب راہیں انصاف کی ہیں
وہ وفادار خدا اور بدی سے مبرا ہے
وہ منصف، اور برحق ہے
یہ لوگ اس کے ساتھ بری طرح سے پیش آئے۔ یہ اس کے فرزند
نہیں۔ یہ ان کا عیب ہے۔
یہ سب کجرو اور ٹیڑھی نسل ہیں
کیا تم اے بے وقوف اور کم عقل لوگو!
اس طرح خداوند کو بدلہ دو گے!
کیا وہ تمہارا باپ نہیں، جس نے تم کو خریدا ہے؟
اس نے ہی تم کو بنایا اور قیام بخشا
قدیم ایام کو یاد کرو
نسل در نسل کے برسوں پر غور کرو
اپنے باپ سے پوچھو، وہ تم کو بتائے گا
بزرگوں سے سوال کرو، وہ تم سے بیان کریں گے
جب حق تعالیٰ نے قوموں کو میراث بانٹی
اور بنی آدم کو جدا جدا کیا
تو اس نے قوموں کی سرحدیں

بنی اسرائیل کے شمار کے مطابق ٹھہرائیں
کیونکہ خداوند کا حصّہ اس کے لوگ ہیں
یعقوب اس کی میراث کا قرعہ ہے
وہ خداوند کو ویرانے
اور سُونے ہولناک بیابان میں ملا
خداوند اس کے چوگرد رہا
اس نے اس کی خبر لی
اور اسے اپنی آنکھ کی پُتلی کی طرح رکھا
جیسے عقاب اپنے گھونسلے کو ہلا ہلا کر
اپنے بچوں پر منڈلاتا ہے
ویسے ہی اس نے اپنے بازوؤں کو پھیلایا
اور اُن کو لے کر اپنے پَروں پر اُٹھا لیا
فقط خداوند ہی نے ان کی رہبری کی
اور اس کے ساتھ کوئی اجنبی معبود نہ تھا''[1]

بائبل میں قضاۃ کے باب چہارم، آیت ۲۳ میں ہے کہ :-

''سو خداوند نے اس دن کنعان کے بادشاہ یابین کو بنی اسرائیل کے سامنے نیچا دکھایا اور بنی اسرائیل کا ہاتھ کنعان کے بادشاہ یابین پر زیادہ غالب ہی ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ انھوں نے شاہِ کنعان یابین کو نیست کر ڈالا۔ اُسی دن دبورہ اور ابی نوعم کے بیٹے برق نے یہ گیت گایا کہ :-

پیشواؤں نے جو اسرائیل کی پیشوائی کی

۱۔ کتاب مقدس، یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ۔ پاک بائبل سوسائٹی لاہور۔ لندن میں چھپا، ۱۹۸۵ء، ص: ۱۹۸ تا ۱۹۹۔

اور لوگ خوشی خوشی بھرتی ہوئے
اس کے لئے خداوند کو مبارک کہو
اے بادشاہو! سُنو ،
اے شاہزادو! کان لگاؤ ،
میں خود خداوند کی ستائش کروں گی
میں خداوند اسرائیل کے خدا کی مدح گاؤں گی
اے خداوند جب تو شعیر سے چلا
جب تو ادوم کے میدان سے باہر نکلا
تو زمین کانپ اٹھی اور آسمان ٹوٹ پڑا
ہاں بادل برسے
پہاڑ خداوند کی حضوری کے سبب سے
اور وہ سینا بھی خداوند اسرائیل کے خدا کی حضوری کے
سبب سے کانپ گئے۔
عنات کے بیٹے شمجر کے دنوں میں
اور یاعیل کے ایام میں شاہراہیں سُونی پڑی تھیں
اور مسافر پگڈنڈیوں سے آتے جاتے تھے
اسرائیل میں حاکم موقوف رہے ، وہ موقوف رہے
جب تک کہ میں دبورہ برپا نہ ہوئی
جب تک کہ میں اسرائیل میں ماں ہو کر نہ اٹھی
انھوں نے نئے نئے دیوتا چُن لئے
تب جنگ پھاٹکوں پر ہی ہونے لگی
کیا چالیس ہزار اسرائیلیوں میں بھی
کوئی ڈھال یا برچھی دکھائی دیتی تھی

میرا دل اسرائیل کے حاکموں کی طرف لگا ہے
جو لوگوں کے بیچ خوشی خوشی بھرتی ہوئے
تم خداوند کو مبارک کہو
اے تم سب جو سفید گدھوں پر سوار ہوا کرتے ہو
اور تم جو نفیس غالیچوں پر بیٹھتے ہو
اور تم لوگ جو راستہ چلتے ہو،
سب اس کا چرچا کرو
تیر اندازوں کے شور سے دُور پنگھٹوں میں
وہ خداوند کے صادق کاموں کا
یعنی اس کی حکومت کے اُن صادق کاموں کا
جو اسرائیل میں ہوئے، ذکر کریں گے
اس وقت خداوند کے لوگ اُتر اُتر کر پھاٹکوں پر گئے
جاگ جاگ اے دبورہ!
جاگ جاگ اور گیت گا!"(۱)

بائبل میں سموئیل کے باب اول، آیت ۱۷ میں ہے کہ :-

"اور داؤد نے ساؤل اور اس کے بیٹے یونتن پر اس مرثیہ کے کے ساتھ ماتم کیا اور اُس نے ان کو حکم دیا کہ بنی یہوداہ کو کمان کا گیت سکھائیں

دیکھو وہ یاشر کی کتاب میں لکھا ہے :-

اے اسرائیل! تیرے ہی اُونچے مقاموں پر تیرا فخر مارا گیا
ہائے! زبردست کیسے کھیت آئے
یہ جات میں نہ بتانا

۱۔ کتاب مقدس، ص : ۲۲۳ -

اسقلون کے کوچوں میں اس کی خبر نہ کرنا
نہ ہو کہ فلستیوں کی بیٹیاں خوش ہوں
نہ ہو کہ نامختونوں کی بیٹیاں فخر کریں
اے جلبوعہ کے پہاڑو!
تم پر نہ اوس پڑے اور نہ بارش ہو اور نہ ہدیہ کی
چیزوں کے کھیت ہوں
کیونکہ وہاں زبردستوں کی سپر بُری طرح سے
پھینک دی گئی
یعنی ساؤل کی سپر جس پر تیل نہیں لگایا گیا تھا
مقتولوں کے خون سے زبردستوں کی چربی سے، یونتن
کی کمان کبھی نہ ٹلی
اور ساؤل کی تلوار خالی نہ لوٹی
ساؤل اور یونتن اپنے جیتے جی عزیز اور دل پسند تھے
وہ اپنی موت کے وقت الگ نہ ہوئے
وہ عقابوں سے تیز
اور شیر ببروں سے زور آور تھے
اے اسرائیل کی بیٹیو! ساؤل پر رؤو
جس نے تم کو نفیس نفیس ارغوانی لباس پہنائے
اور سونے کے زیوروں سے تمہاری پوشاک کو آراستہ کیا
ہائے لڑائی میں زبردست کیسے کھیت آئے
یونتن تیرے اونچے مقاموں پر قتل ہوا
اے میرے بھائی یونتن! مجھے تیرا غم ہے
تو مجھ کو بہت ہی مرغوب تھا

تیری محبت میرے لئے عجیب تھی
عورتوں کی محبت سے بھی زیادہ
ہائے زبردست کیسے گیت آئے
اور جنگ کے ہتھیار نابود ہو گئے"[1]

بائبل میں خروج کے باب ۱۵، آیت ایک میں ہے کہ :۔

"تب موسیٰؑ اور بنی اسرائیل نے خداوند کے لئے یہ گیت گایا اور یوں کہنے لگے :۔

میں خداوند کی ثنا گاؤں گا
کیونکہ وہ جلال کے ساتھ فتح مند ہوا
اس نے گھوڑے کو سوار سمیت سمندر میں ڈال دیا
خداوند میرا زور اور راگ ہے۔ وہی میری نجات بھی ٹھہرا
وہ میرا خدا ہے، میں اس کی بڑائی کروں گا
وہ میرے باپ کا خدا ہے، میں اس کی بزرگی کروں گا
خداوند صاحب جنگ ہے، یہوداہ اس کا نام ہے
فرعون کے رتھوں اور لشکر کو اس نے سمندر میں ڈال دیا
اور اس کے چیدہ سردار بحرِ قلزم میں غرق ہوئے"[2]

انجیل متی کے باب ۱۲، آیت ۱۵ میں ہے کہ :۔

"یسُوع یہ معلوم کرکے وہاں سے روانہ ہوا اور بہت سے لوگ اس کے پیچھے ہولئے اور اس نے سب کو اچھا کر دیا۔ اور ان کو تاکید کی کہ مجھے ظاہر نہ کرنا تاکہ جو یسعیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا، وہ پورا ہو کہ :۔

دیکھو یہ میرا خادم ہے، جسے میں نے چُنا
میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے

۱۔ کتاب مقدس، ص : ۲۹۴ (۲) ایضاً، ص : ۶۷

میں اپنا رُوح اس پر ڈالوں گا
اور یہ غیر قوموں کو انصاف کی خبر دے گا
یہ نہ جھگڑا کرے گا نہ شور
اور نہ بازاروں میں کوئی اس کی آواز سُنے گا
یہ کُچلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا
اور دھُواں اٹھتے ہوئے سن کو نہ بجھائے گا
جب تک کہ انصاف کی فتح نہ کرائے
اور اس کے نام سے غیر قومیں اُمید رکھیں گی ۔"(۱)

انجیل لوقا کے باب اوّل، آیت ۴۵ میں ہے کہ :۔

"..... اور مبارک ہے وہ جو ایمان لائی کیونکہ جو باتیں خداوند کی طرف سے اس سے کہی گئی تھیں، وہ پوری ہوں گی، پھر مریمؑ نے کہا کہ :۔

میری جان خداوند کی بڑائی کرتی ہے
اور میری رُوح میرے منجی خدا سے خوش ہوئی
کیونکہ اس نے اپنی بندی کی پست حالی پر نظر کی
اور دیکھو اب سے لیکر ہر زمانہ کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے
کیونکہ اس قادر نے میرے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں
اور اس کا نام پاک ہے
اور اس کا رحم اُن پر جو اس سے ڈرتے ہیں
پُشت در پُشت رہتا ہے
اس نے اپنے بازو سے زور دکھایا
اور وہ جو اپنے تئیں بڑا سمجھتے تھے، ان کو پراگندہ کیا

۱۔ کتاب مقدس، انجیل متی، ص: ۱۵

اس نے اختیار والوں کو تخت سے گرا دیا
اور پست حالوں کو بلند کیا
اُس نے بھوکوں کو اچھی چیزوں سے سیر کر دیا
اور دولت مندوں کو خالی ہاتھ لوٹا دیا
اُس نے اپنے خادم اسرائیل کو سنبھال لیا
تاکہ اپنی اس رحمت کو یاد فرمائے
جو ابراہام اور اس کی نسل پر ابد تک رہے گی
جیسا اس نے ہمارے باپ دادا سے کہا تھا ۔"[1]

"THE DREAM OF THE ROAD" اینگلوسیکسن نظم موجود ہیں، اسی طرح لاطینی میں "DE LA ROSE" اور رومن میں "DIES IRAE" کی شکل میں مذہبی شاعری کی گئی ہے۔ دنیا کے تمام ادیان کے ساتھ ساتھ تمام زبانوں میں مذہبی شاعری موجود ہے۔ اس ضمن میں بہت زیادہ شعری مذہبی مواد مہیا کیا جا سکتا ہے۔ شیخ فریدالدین عطار حکیم سنائی، مولانا جامی، مولانا رومی، شیخ سعدی، علامہ اقبال اور دوسرے مسلم علماء نے قرآن و حدیث کو اپنی شاعری کا ماخذ بنایا، جس زمانے میں اردو وجود میں آئی، اُس زمانے میں ہندوستان میں شاعری کا رواج تھا۔ ایسی صورت میں علماء و صوفیاء کیلئے تبلیغ کا ایک ذریعہ شاعری بھی تھا۔"[2]

اسلام میں شاعری کا تصور

دینِ اسلام کے ساتھ شاعری کا معاملہ عام ڈگر سے ہٹ کر ہے، اس میں قبل از اسلام کے حالات اہلِ عرب کے تہذیب و تمدن کے اثرات، عربی زبان کی فصاحت اور بلاغت اور عربی شاعری کے انتہائی عروج کے علاوہ اسلام بحیثیت ایک مکمل

۱۔ کتاب مقدس، انجیل لوقا، ص: ۵۲، ۵۳ (۲) شعر الہند، جلد دوم، ص: ۱۷۲

ضابطۂ حیات اور قیامت تک کے لئے آخری دینِ ہدایت ہونے کے ساتھ ساتھ اس دنیائے رنگ و بُو کے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک احیائے اسلام کے عوامل کارفرما ہیں۔

سب سے پہلے ایک بات خاص طور پر ذہن نشین رہے کہ ایسا نہیں ہے کہ اسلام شاعری کی مذمت کرتا ہے یا اسلام میں شاعری ایک ناپسندیدہ عمل ہے بلکہ اسلام تو ایک ایسا دینِ ہدایت ہے، جو زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری احسن طریقے سے راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے جس طرح انسانی تہذیب و تمدّن اور انسانی زندگی کے ہر پہلو میں اچھائی اور بُرائی کی تمیز کی ہے۔ اسی طرح اسلام نے اچھی اور بُری شاعری کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے اور شاعری کو مذہب اور اخلاق کی حدُود کے اندر متعیّن کیا ہے۔

دینِ اسلام کے ساتھ شاعری کا ٹکراؤ ظہورِ اسلام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ عرب اپنی فصاحت و بلاغت میں بے نظیر تھے اور زبان کی فصاحت و بلاغت کی بنا پر ہی وہ غیر عرب کو عجمی یا گونگا کہتے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت کی ابتداء سے لے کر ظہورِ اسلام تک اہلِ عرب شعر و شاعری پر فخر کرتے تھے اور ان کی تہذیبی زندگی کا اہم جزو شعر و شاعری تھا، جس کے ذریعے وہ اپنے قبیلے کی روایات کو زندہ رکھتے، اپنے بزرگوں کے مکارم کا ذکر کرتے اور ان کی یاد کو تازہ رکھتے۔ اپنے اپنے قبیلے کے بہادروں کے کارناموں کو بیان کرتے۔ اپنی جنگوں میں اشعار کے ذریعے اپنے اپنے قبیلے کے جنگجوؤں کی حوصلہ افزائی کرتے اور انھیں وطن، قبیلے اور خاندان کے بہادروں کا واسطہ دے کر بہادری کے ساتھ لڑنے کی تلقین کرتے۔ حُسن و عشق اور محبت کے اسرار و رموز اور حکایتیں بیان کرتے۔ آپ بیتی اور جگ بیتی کا ذکر کرتے۔ شراب، جُوا اور دوسری برائیوں کی شاعری میں تعریفیں کرتے۔ اپنے دیوتاؤں کے محاسن اور خوبیاں شاعری میں بیان کرتے۔ اور عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کی بنا پر اپنے حافظے کے ذریعے اپنے آباؤ اجداد کے نسب نامے یاد رکھتے حتیٰ کہ عربوں کو اپنے گھوڑوں تک کے نسب نامے زبانی یاد ہوا کرتے تھے غرضیکہ

ان کی مذہبی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی زندگی کے ہر پہلو پر شعر و شاعری کا غلبہ تھا۔

ان حالات میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مذہبی، معاشرتی، سیاسی معاشی اور اخلاقی لحاظ سے پستی میں گرے ہوئے لوگوں کو ایک ایسے دین کی دعوت دی، جو توحید کا اعلان کرتا ہے، جو رواداری، عدل، مساوات اور اخوت کی تلقین کرتا ہے اور جو دین ہر قسم کی برائیوں کو ختم کر کے مکارمِ اخلاق کی تلقین کرتا ہے اور ان کے سامنے ایسا کلامِ خدا قرآن مجید کی شکل میں پیش کیا، جو قیامت تک کے لئے اس دنیائے رنگ و بُو کے ہر قسم کے معاشرے میں ہر قسم کے حالات میں، ہر قسم کے انسان کی ہر طرح سے بہترین انداز میں راہنمائی کرتا ہے اور صراطِ مستقیم دکھاتا ہے، تو اہلِ عرب کی زندگی میں ہلچل پیدا ہو گئی اور انھوں نے اسلام کی مخالفت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور معجزاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھنے کے بعد بھی اسلام کی مخالفت جاری رکھی۔

وہ چونکہ زبان کی فصاحت و بلاغت میں بے مثال تھے، اس لئے انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر اور قرآن مجید کو شاعر کا کلام کہنا شروع کر دیا۔ کفارِ عرب کے نزدیک ہر شاعر کے ساتھ ایک جن ہوتا تھا، جو اس شاعر کی طرف مضامین الہام کرتا ہے، اسی لئے انھوں نے آپؐ پر الزام لگایا کہ آپؐ کے ساتھ ایک جنّ ہے، جو کہ آپؐ کو شاعری بتاتا ہے اور آپؐ اس کو بیان کر دیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں کئی جگہ کفارِ عرب کے ان الزامات کا ایسا جواب آیا کہ کفار کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور وہ جواب نہ دے سکے۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا" (القرآن: ۱۷: ۸۸)۔

اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شاعر نہیں ہیں، بلکہ اللہ کے رسولؐ اور آخری نبیؐ ہیں اور آپؐ جو کلام پیش کرتے ہیں، وہ الہامی کلام ہے، جو اللہ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام لے کر نازل ہوتے ہیں اور یہ کہ شاعری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ (۳۶) یٰسٓ ، ۶۹)۔

ترجمہ: "اور ہم نے ان (پیغمبرؐ) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور نہ وہ ان کے شایاں ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ سے کفار کے ان دعوؤں کی تردید ہو جاتی ہے، جو وہ آپؐ کے شاعر ہونے کے متعلق کرتے تھے۔ اس کا ثبوت آپؐ کی زندگی میں نمایاں طور پر ملتا ہے کہ کسی کا شعر پڑھتے تھے تو بھی صحیح طور پر ادا نہیں ہوتا تھا، یا پورا یاد نہیں ہوتا تھا۔ حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں:۔

"اولادِ عبدالمطلب کا ہر مرد و عورت شعر کہنا جانتا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس سے کوسوں دُور تھے" (ابنِ عساکر)۔

حسن کی روایت سے بغوی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ شعر بطور مثل پڑھا:۔

كَفٰى بِالْاِسْلَامِ وَالشَّيْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا

(اسلام اور بالوں کی سفیدی آدمی کو گناہوں سے روکنے کے لئے کافی ہے)۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:۔

"اے اللہ کے نبیؐ شاعر نے تو اس طرح کہا ہے:۔

كَفَى الشَّيْبُ وَالْاِسْلَامُ بِالْمَرْءِ نَاهِيًا "

آپؐ نے دوبارہ پڑھا تو پھر بھی پہلے ہی کی طرح پڑھا۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے کہا:۔

"بے شک آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل درست فرمایا ہے:۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ" (یٰسٓ: ۶۹) (ابنِ ابی حاتم)

عبدالرحمٰن بن ابی الزنادؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ عباس بن مرداس سلمیؓ سے فرمایا، تم نے ہی تو یہ شعر کہا ہے: ؎

اَتَجْعَلُ نَهْبِيْ وَنَهْبَ الْعُبَيْدِ
بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ

انھوں نے کہا حضورؐ دراصل یوں ہے :۔

"بِشْنَ عُیَیْنَہَ وَالْاَقْرَعِ"

آپؐ نے فرمایا، چلو سب برابر ہے، مطلب تو فوت نہیں ہوتا؟ صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ۔ سہیلی نے الروض الانف میں اس تقدیم تاخیر کی ایک عجیب توجیہ کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اَقْرَع کو پہلے اور عُیَیْنَہ کو بعد میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ عُیَیْنَہ خلافتِ صدیقی میں مُرتد ہوگیا تھا۔ بخلاف اَقْرَع کے کہ وہ ثابت قدم رہا تھا۔ مغازی اموی میں ہے کہ بدر کے مقتول کافروں کے درمیان گشت لگاتے ہوئے حضور صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا :۔

نُفَلِّقُ ھَامًا (آگے کچھ نہ فرما سکے، اس پر جناب ابوبکر صدیقؓ نے پورا شعر پڑھ دیا)۔

مِنْ رِجَالٍ اَعِزَّۃٍ ۔۔ عَلَیْنَا وَھُمْ کَانُوْا اَعَقَّ وَاَظْلَمَا۔

یہ کسی عرب شاعر کا شعر ہے، جو حماسہ میں موجود ہے۔ مسندِ احمد میں ہے۔ کبھی کبھی رسُولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم طرفہ کا یہ بیت پڑھتے تھے :۔

وَیَاتِیْکَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدٖ

اس کا پہلا مصرع یہ ہے : ع

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاَیَّامُ مَا کُنْتَ جَاھِلًا

یعنی زمانہ تجھ پر وہ امور ظاہر کر دے گا، جن سے تو بے خبر ہے اور تیرے پاس ایسا شخص خبریں لائے گا جسے تو نے توشہ نہیں دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال ہوا کہ کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم شعر پڑھتے تھے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ بغض آپ کو شعروں سے تھا، ہاں کبھی کبھی بنو قیس والے کوئی شعر پڑھتے، لیکن اس میں بھی غلطی، تقدیم یا تاخیر کر دیا کرتے تھے، حضرت ابوبکرؓ فرماتے، حضورؐ یوں نہیں بلکہ یوں ہے تو آپؐ فرماتے نہ میں شاعر ہوں، نہ شعر گوئی میرے شایانِ شان ہے۔ (ابنِ ابی حاتم)

دوسری روایت میں شعر اور آگے پیچھے پڑھنے کا ذکر بھی ہے، یعنی :۔

وَ يَاتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَالَمْ تُزَوِّدْ کو آپؐ نے مَنْ لَمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ، پڑھا تھا۔ اور بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ پورا شعر آپؐ نے کبھی نہیں پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ ایک مصرعہ پڑھ لیتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خندق کھودتے ہوئے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار پڑھے۔ سو یاد رہے کہ آپؐ کا یہ پڑھنا صحابہؓ کے ساتھ تھا:

لَاهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لفظ "اَبَيْنَا" کو کھینچ کر پڑھتے اور ساتھ ہی بلند آواز سے پڑھتے۔ ان اشعار کا ترجمہ ہے:۔

"کوئی غم نہیں اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ صدقہ دیتے اور نہ نمازیں پڑھتے۔ اب تو ہم پر تسکین نازل فرما اور جب دشمنوں سے لڑائی چھڑ جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔ یہی لوگ ہم پر سرکشی کرتے ہیں۔ ہاں یہ جب کبھی فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔"

اسی طرح ثابت ہے کہ حنین والے دن آپؐ نے اپنے خچر کو دشمنوں کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا:۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

اس کے بارے میں یہ یاد رہے کہ اتفاقیہ ایک کلام آپؐ کی زبان سے نکل گیا، جو وزنِ شعر پر پورا اترا، نہ کہ قصداً آپؐ نے شعر کہا۔ حضرت جندبؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں، ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے

کہ آپؐ کی انگلی زخمی ہو گئی تھی، تو آپؐ نے فرمایا :۔

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيتِ
وَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ

ترجمہ :" تو ایک انگلی ہی تو ہے اور تو راہِ خدا میں خون آلود ہوئی ہے "۔

یہ بھی اتفاقیہ ہے قصداً نہیں۔ اسی طرح ایک حدیث اِلَّا اللَّمَمَ کی تفسیر میں آئے گا کہ آپؐ نے فرمایا :۔

اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا
وَ اَیُّ عَبْدٍ لَکَ مَا اَلَمَّا

ترجمہ :" خدایا تو جب بخشے تو ہمارے تمام گناہ بخش دے، ورنہ یوں تو تیرا کوئی بندہ نہیں جو چھوٹی چھوٹی لغزشوں سے بھی پاک ہو "۔

پس یہ سب کے سب اس آیت کے منافی نہیں، کیونکہ خدا کی تعلیم آپ کو شعرگوئی کی نہ تھی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو قرآنِ عظیم کی تعلیم کی تھی، جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا۔ علماء نے کہا ہے کہ جو رجز وغیرہ کے اشعار آپؐ نے کہے ہیں، وہ بلا قصد ہیں اور بلا قصد شعر نہیں ہوتا۔

اسی طرح کہانت سے اور گھڑ لینے سے اور جادو کے کلمات سے جیسے کہ کفّار کے مختلف گروہ مختلف بولیاں بولتے تھے، آپؐ کی طبیعت ان صناعتوں سے معصوم تھی، صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَآلہٖ وَسَلَّم۔[۱] آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَآلہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والا قرآن مجید کتبِ سماوی وغیر سماوی میں ہر لحاظ سے بہترین مقام رکھتا ہے۔ اور قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے اور ابھی تک اصل حالت میں ہونے کا اقرار مستشرقین بھی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کا اسلوبِ بیان اور مضامین خالص الٰہی ہیں،

۱۔ تفسیر ابنِ کثیر، از: علامہ ابنِ کثیر۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، کراچی، جلد: چہارم، ص: ۱۷۔

اور شاعری سے سینکڑوں گنا برتر و اعلیٰ ہیں۔ قرآن پاک شاعری سے کروڑوں گنا زیادہ بلکہ بے حساب، فضیلت و بزرگی کا حامل ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے :-

وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ہ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ ہ وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ہ (الشعراء ، ۲۲۴ تا ۲۲۷)

ترجمہ:۔ "شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں، جو بھٹکے ہوئے ہوں۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک جنگل میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں، سوائے اُن کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، جنھوں نے ظلم کیا ہے، وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں"۔

عرب کے شاعروں کا دستور تھا، کسی کی مذمت اور ہجو میں کچھ کہہ ڈالتے تھے۔ لوگوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی تھی اور اس کی ہاں میں ہاں ملانے لگتی تھی۔ امام احمدؒ نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ ہم لوگ ایک وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عرج میں جا رہے تھے، جو ایک شاعر شعر خوانی کرتا ہوا ملا۔ آپؐ نے فرمایا، اس شیطان کو پکڑو، یا فرمایا روک لو، تم میں سے کوئی شخص خون اور پیپ سے اپنا پیٹ بھرے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے اپنا پیٹ بھرے۔ انھیں جنگل کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے کس نے نہیں دیکھا، ہر لغو میں یہ گھس جاتے ہیں، کلام کے ہر فن میں بولتے ہیں۔ کبھی کسی کی تعریف میں زمین و آسمان سر پر اٹھاتے ہیں۔ جھوٹی تعریفیں، خوشامدانہ باتیں، جھوٹی برائیاں، گھڑی ہوئی بدیاں ان کے حصّے میں آتی ہیں۔ یہ زبان کے بھانڈ ہوتے ہیں، لیکن کام کے کاہل۔ ایک انصاری اور ایک دوسری قوم کے شخص نے مقابلتہً ہجو کی، جس میں دونوں کی قوم کے بڑے بڑے

لوگ بھی ان کے ساتھی ہو گئے۔ پس اس آیت میں یہی ہے کہ ان کا ساتھ دینے والے گمراہ لوگ وہ وہ باتیں بکا کرتے ہیں، جنہیں کبھی کی نہ ہوں۔ اسی لئے علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ اگر کسی شاعر نے اپنے شعر میں کسی ایسے گناہ کا اقرار کیا ہو، جس پر حدِ شرع واجب ہوتی ہو، آیا وہ اس پر جاری کی جائے گی یا نہیں؟ .... دونوں طرف علماء گئے ہیں، واقعی وہ فخر و غرور کے ساتھ ایسی باتیں بک دیتے ہیں کہ میں نے یہ کیا اور یہ کیا، حالانکہ نہ تو کچھ کیا ہو اور نہ کر سکتے ہوں۔

محمد بن اسحاق نے طبقات میں، محمد بن سعد نے کتاب الفکاہتہ میں، زبیر بن بکار نے روایت کی کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت نعمان بن عدی بن فضلہ کو بصرے کے شہر میسان کا گورنر مقرر کیا تھا، وہ شاعر تھے، ایک مرتبہ اپنے شعروں میں کہا کہ کیا حسینوں کو یہ اطلاع نہیں ہوئی کہ ان کا محبوب میسان میں ہے، جہاں ہر وقت شیشے کے گلاسوں سے دورِ شراب چل رہا ہے، اور گاؤں کی بھولی لڑکیوں کے گانے اور ان کے رقص و سرور مہیا ہیں، ہاں اگر میرے کسی دوست سے ہو سکے تو اس سے بڑے اور بھرے ہوئے جام مجھے پلائے، لیکن ان سے چھوٹے جام مجھے سخت ناپسند ہیں۔ خدا کرے امیر المومنین کو یہ خبر نہ پہنچے، ورنہ وہ بُرا منائیں گے اور سزا دیں گے۔ یہ اشعار سچ مچ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تک پہنچے۔ آپؓ سخت ناراض ہوئے اور اسی وقت آدمی بھیجا کہ میں نے تجھے تیرے عہدے سے معزول کیا اور آپؓ نے ایک خط بھیجا، جس میں بسم اللہ کے بعد حٰمٓ کی تین آیتیں الیہ المصیر تک لکھ کر پھر تحریر فرمایا کہ تیرے اشعار میں نے سنے۔ مجھے سخت رنج ہوا، میں تجھے تیرے عہدے سے معزول کرتا ہوں۔ چنانچہ اس خط کو پڑھتے ہی حضرت نعمانؓ دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے اور بادب عرض کیا کہ امیر المومنین، وَاللہ نہ میں نے کبھی شراب پی، نہ ناچ رنگ اور گانا بجانا دیکھا یہ تو صرف شاعرانہ ترنگ تھی۔ آپؓ نے فرمایا، یہی میرا خیال ہے لیکن میری

ہمت تو نہیں پڑتی کہ ایسے فحش گو شاعر کو کوئی عہدہ دوں - پس معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بھی شاعر اپنے شعروں میں کسی جرم کے اعلان پر، گو وہ قابلِ حد ہو، حد مارا نہ جائے گا، اس لئے کہ وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں۔ ہاں وہ قابلِ ملامت اور لائقِ سرزنش ضرور ہیں۔

ابوداؤد میں ہے، حضرت نے فرمایا، میرے نزدیک یہ تینوں باتیں برابر ہیں۔ تریاق کا پینا، گنڈے کا لٹکانا، اور شعر بنانا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ شعر گوئی سے آپ کو طبعاً نفرت تھی۔ دعا میں آپ کو جامع کلمات پسند آتے تھے اور اس کے سوا چھوڑ دیتے تھے۔ (احمد)۔

مسند احمد کی ایک حدیث غریب میں ہے :-

"جس نے عشاء کی نماز کے بعد کسی شعر کا ایک مصرعہ بھی باندھا تو اس کی اس رات کی نماز نامقبول ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

"اگر کسی کے پیٹ میں لہو پیپ بھرا ہو کہ اس کی صحت کو غارت کر دے، تو اس سے بہتر ہے کہ اس کے اندر شعر بھرے ہوں"۔ (رواہ البخاری اور مسلم واحمد و ابوداؤد والترمذی والنسائی وابنِ ماجہ)۔

حضرت ابنِ مسعودؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :-

"کلام میں انتہائی مبالغہ کرنے والے غارت ہو گئے"۔ حضورؐ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے مقرب تم میں سے وہ لوگ ہوں گے، جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔ اور میرے لئے سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے

زیادہ دُور تم میں سے وہ لوگ ہوں گے، جن کے اخلاق سب سے زیادہ بُرے ہوں گے۔ فضول بکواس کرنے والے ہوں، بنا بنا کر خلافِ حقیقت کثیر کلام کرنے والے ہوں، حلق پھاڑ کر بغیر احتیاط کے کلام کو پھیلاتے والے ہوں۔ میں کہتا ہوں شعراء کی یہی حالت ہوتی ہے۔ ترمذی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بھی حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔ مندرجہ بالا حدیث میں جو نشانیاں بیان کی گئی ہیں، جن شعراء میں یہ نشانیاں یا خصلتیں ہوں، وہ شعراء بے شک قابلِ ملامت ہیں، لیکن جن شعراء میں مندرجہ بالا نشانیاں نہیں پائی جاتیں، وہ شعراء کسی طور پر بھی قابلِ ملامت نہیں ہیں اور نہ ہی اسلام کے قوانین اس طرح کے شعراء پر کسی قسم کی گرفت کرتے ہیں۔(۱) کیونکہ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے :-

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا وَّ انۡتَصَرُوۡا
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا ظُلِمُوۡا۔ (الشعراء : ص : ۲۲۷)-

ترجمہ : ” سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا۔“

ابنِ ابی حاتم اور ابنِ جریر اور حاکم نے ابوالحسن براد کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب آیت والشعراء یتبعھم .... الخ، نازل ہوئی تو حضرت حسّان بن ثابتؓ، عبداللہ بن رواحہؓ، کعب بن مالکؓ روتے ہوئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم شاعروں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں۔ اس پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ آیت تلاوت کی :-

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ..... الخ

۱۔ الشعر والغناء فی المدینۃ ومکۃ لعصر بنی امیہ از الدکتور شوقی ضیف مکتبۃ الدراسات الادبیہ، دارالمعارف، القاھرہ، ۱۹۷۶ء، ص : ۱۴۱ -

"کہ ایمان لانے والے، نیک عمل کرنے والے تم ہو، اللہ کا ذکر تم کثرت سے کرتے ہو۔ مظلوم ہوکر بدلہ لینے والے تم ہو پس تم ان سے مستثنیٰ ہو"

یہی قول ابن عباس و عکرمہ و مجاہد و قتادہ و زید بن اسلم کا ہے اور صرف انصار کے شعراء ہی اس آیت کے زمرے میں نہیں آتے بلکہ اگر کسی شاعر نے زمانۂ جاہلیت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشعار کہے اور بعد میں وہ شاعر مسلمان ہوگیا اور توبہ کرکے اللہ کا ذکر کثرت سے کیا تو وہ اس بُرائی سے بچ گیا۔ کیونکہ حسنات سیئات کو دور کر دیتی ہیں۔ جب اس نے اسلام اور مسلمانوں کو بُرا کہا تو وہ بُرا تھا۔ لیکن جب اس نے مدح کی تو وہ بُرائی اچھائی سے بدل گئی۔ جیسے حضرت عبداللہ بن الزبعریٰؓ نے اسلام سے پہلے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہجو بیان کی تھی، لیکن اسلام کے بعد بڑی مدح بیان کی اور اپنے اشعار میں اس ہجو کا عذر بھی بیان کر دیا کہ اس وقت میں شیطانی پنجہ میں پھنسا ہوا تھا۔ اسی طرح ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب باوجود آپؐ کا چچازاد بھائی ہونے کے آپؐ کا جانی دشمن تھا اور بہت ہی ہجو کیا کرتا تھا۔ لیکن اسلام قبول کیا تو ایسے مسلمان ہوئے کہ انھیں دنیا بھر میں سب سے زیادہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات ہی محبوب ہوگئی اور انھوں نے اکثر آپؐ کی مدح بیان کی اور آپؐ کی ذات سے بہت عقیدت و محبت کرنے لگے۔

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابو سفیان صخر بن حرب جب مسلمان ہوا تو حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے کہنے لگا، مجھے تین چیزیں عطا فرمائیے۔ ایک تو یہ کہ میرے لڑکے معاویہؓ کو اپنا کاتب بنا لیجئے۔ دوسرے مجھے کافروں سے جہاد کے لئے بھیجئے اور میرے ساتھ کوئی لشکر کر دیجئے تاکہ جس طرح میں کفر میں مسلمانوں کے خلاف لڑا کرتا تھا، اب اسلام میں کافروں کی خبر لوں۔ ایک تیسری درخواست بھی کی گئی، جو قبول کی گئی۔ پس ایسے لوگ اس آیت کے حکم سے اس دوسری آیت سے الگ کر لئے گئے۔ ذکرِ خدا خواہ وہ اپنے اشعار

میں بکثرت کریں۔ خواہ اور طرح اپنے کلام میں یقیناً وہ اپنے اگلے گناہوں کا بدلہ اور کفارہ ہے۔

بغوی نے شرح السنۃ اور معالم میں لکھا ہے۔ استیعاب میں عبدالبر نے لکھا ہے۔ ابویعلی و ابن مردویہ نے کعب بن مالکؓ سے روایت کی کہ کعبؓ نے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا:۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شاعری کے متعلق اللہ نے جو کچھ نازل کیا ہے، وہ آپ کو معلوم ہے، اب ہمارا کیا بنے گا؟"

آنحضرتؐ نے فرمایا، تم ان میں نہیں ہو۔ مومن تو جس طرح اپنی تلوار سے جہاد کرتا ہے، اسی طرح اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے۔ واللہ تم لوگوں کے اشعار تو کافروں کو تیروں کی طرح چھید ڈالتے ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت براءؓ بن عازبؓ کی روایت سے مذکور ہے کہ غزوۂ قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا' ہجو و معک، روح القدس مشرکوں کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حسان بن ثابتؓ سے یہ بھی فرمایا کہ میری طرف سے ان کو جواب دو۔ اے اللہ روح القدس کے ذریعے سے ان کی مدد کر۔[1]"

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرما رہے تھے کہ روح القدس برابر تیری مدد پر رہے گا، جب تک تو اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی طرف سے دفاع کرے گا۔ اور حسانؓ نے ان کی ہجو کی، شفا دی اور شفا دینے والی چیز بیان کر دی۔

بخاری نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت حسانؓ کے لئے مسجد کے اندر منبر رکھوا دیتے تھے، جس پر وہ کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے فخریہ ودفاعیہ کلام پڑھتے تھے۔ اور آپؐ فرماتے تھے، اللہ روح القدس سے حسانؓ کی مدد کرواتا ہے، جب تک

(۱- اگلے صفحہ پر حوالہ ملاحظہ کیجئے ——)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حسانؓ دفاع کرتا ہے۔(۱)

بغوی نے حضرت عائشہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قریش کی ہجو کرو، یہ ان کے لئے تیر لگنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے پھر ابن رواحہؓ کے پاس آدمی بھیجا اور ان کو حکم دیا، ان کی ہجو کرو اور ان سے ہجو میں مقابلہ کرو، لیکن وہ حضورؐ کی خوشی کے مطابق ہجو نہ کر سکے۔ پھر کعب بن مالکؓ کو بلوایا، پھر حسانؓ بن ثابت کو بلوایا۔ جب حسانؓ آئے تو فرمایا، اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شیر کی طرح بھیجو جو دُم ٹپک رہا ہے۔ (یعنی حملہ کے لئے تیار ہے)۔ پھر حضرت حسانؓ نے اپنی زبان منہ سے باہر نکالتے ہوئے ہلا کر کہا:۔

"قسم ہے اُس کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اپنی زبان سے ان کو چمڑے کی طرح چیر ڈالوں گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جلدی نہ کرو۔ ابوبکرؓ قریش کے نسبوں سے بخوبی واقف ہیں، میرا نسب بھی قریش کے اندر ہی ہے۔ ابوبکرؓ میرے نسب کو ان کے اندر سے الگ چھانٹ دیں گے۔ حسانؓ، ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئے پھر لوٹ کر آئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ابوبکرؓ نے آپؐ کے نسب کو چھانٹ دیا۔ قسم ہے اس کی، جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں آپؐ کو ان کے اندر سے اس طرح کھینچ نکالوں گا، جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا:۔

اھج قریشا فو اللہ لھجاؤک علیھم اشد من وقع السھام
فی غلس الظلام اھجھم و معک جبریل روح القدس۔(۲)

ایک دوسری جگہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

اذھب الی ابی بکر فلیحدثک حدیث القوم و ایامھم و

۱۔ پچھلے صفحہ کا حوالہ: دیوان یحیٰی بن حکم از الدکتور محمد رضوان الدایۃ، دار قتیبۃ، دمشق ۱۹۸۲ء، ص: ۸ تا ۲۰

۲۔ الشعر غایۃ و وسائط از الدکتور مدحت الجیار، القاہرہ، ۱۹۸۶ء، ص: ۲۶۔
۳۔ العمدۃ لابن رشیق، القاہرہ، ۱۹۲۵ء، ج: اول، ص: ۱۲

اُصابھم، ثم اھجھم و جبریل معک :[1]

ھَجَوْتَ مُحَمَّداً فَاَجَبْتُ عَنْہُ
وَعِنْدَ اللّٰہِ فِی ذَاکَ الْجَزَاءُ

أَتَھْجُوْہُ وَلَسْتَ لَہٗ بِکُفْوٍ
فَشَرُّکُمَا لِخَیْرِکُمَا فِدَاءُ

ھَجَوْتَ مُبَارَکاً بَرّاً حَنِیْفاً
أَمِیْنَ اللّٰہِ شِیْمَتُہُ الْوَفَاءُ

فَمَنْ یَھْجُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْکُمْ
وَیَمْدَحُہٗ وَیَنْصُرُہٗ سَوَاءُ

فَاِنَّ أَبِیْ وَوَالِدَہٗ وَعِرْضِیْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْکُمْ وِقَاءُ[2]

ترجمہ: ۱۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی تو میں نے اس کا جواب دیا۔ اس کا اجر اپنے اللہ سے لوں گا۔

۲۔ تم نے اس ذات کی ہجو کی، جس سے تمھاری برابری نہیں ہے۔ تم اشرالناس اور وہ خیرِ خلائق ہے، کیوں نہ تم اس پر قربان ہو جاؤ۔

۳۔ تم نے ایک برکت والی نیک فطرت اور بے ریا شخصیت کی توہین کی اور اُسے بُرا کہا، جس کی طبیعت میں حیا ہے۔

۴۔ اور اگر تم میں سے کوئی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرتا ہے یا ان کی تعریف کرتا اور انھیں مدد دیتا ہے، میرے نزدیک سب برابر ہیں۔

۱۔ أغانی ۔ جلد: ۴ ، ص: ۱۳۸ ۔ (۲) دیوان حسّانؓ بن ثابت، از حضرت حسّانؓ بن ثابت ۔ حققہ وعلق علیہ الدکتور ولید عرفات، لندن، ۱۹۷۱ء ۔ الجزالاوّل، ص: ۱۸ ۔

۵۔ کیونکہ میرا ماں باپ اور میری عزت ہر چیز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لئے ڈھال ہے۔

امام احمد و ابن سعد نے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ حسان بن ثابتؓ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کا ذکر ہوا تو گوشۂ چشم سے حضرت عمرؓ نے حضرت حسانؓ کی طرف دیکھا تو حسانؓ نے عرض کیا کہ میں تو اس وقت میں شعر پڑھتا تھا، جب آپؓ سے بہتر یہاں تھے، یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس عمرؓ خاموش رہے۔ پھر حضرت حسان بن ثابتؓ نے ابوہریرہؓ کی طرف رُخ کر کے کہا کہ میں تجھے قسم دلاتا ہوں کہ کیا تُو نے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دے میری طرف سے، الٰہی اس کی تائید کر روح القدس کے ساتھ۔ تو ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہاں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعر خوب، مثل کلام خوب کے ہے اور شعر قبیح مثل کلام قبیح کے ہے۔ قرطبیؒ نے کہا کہ اس حدیث کو اسمٰعیل بن عیاش نے عبداللہ بن عوف الشامی سے روایت کیا اور ابن عیاش کی حدیث اہلِ شام سے صحیح ہے، جیسا کہ یحییٰ بن حسین وغیرہ نے کہا ہے۔

عمرو بن الشرید نے اپنے باپ کی روایت سے بیان کیا کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ردیف میں تھا۔ فرمایا کیا امیہ بن صلت کا کوئی شعر تمہیں یاد ہے۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا لاؤ۔ میں نے ایک شعر سُنا دیا۔ فرمایا اور لاؤ۔ میں نے ایک شعر اور سُنا دیا۔ فرمایا اور پڑھو، یہاں تک کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو اشعار پڑھ کر سنائے۔ (رواہ مسلم)

بعض اشعار نصیحت، ادب اور حکمت کے لئے ہوتے ہیں، جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ کے شعراء کے کلام میں ایسے اشعار پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ امیہ بن صلت کے اشعار کی بابت فرمانِ رسولؐ ہے کہ اس کے اشعار تو ایمان لا چکے ہیں، لیکن اس کا دل کافر ہی رہا۔ ابوداؤد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کہ بعض بیان مثل جادو کے ہے اور بعض اشعار سراسر حکمت والے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے اچھا کلام جو کسی شاعر نے کہا ہو، وہ لبید کا یہ کلام ہے: ؎

الا کل شئ ما خلا اللہ باطلُ
وَ کلّ نعیم لا محالۃَ زائل[1] (متفق علیہ)

ترجمہ: "خوب سن لو اللہ کے سوا ہر چیز بے حقیقت ہے اور ہر نعمت ختم ہونے والی ہے۔"

شعبی کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ بھی شعر کہتے تھے اور عمرؓ بھی شعر کہتے تھے اور علیؓ بھی شعر کہتے تھے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابنِ عباس مسجد کے اندر خود بھی شعر پڑھتے تھے اور پڑھواتے بھی تھے۔ ایک بار عمرو بن ربیع کو طلب فرما کر اس سے اس کا قصیدہ سنا۔ جس کا پہلا شعر یہ تھا: ؎

امن آلِ نُعمٰی انتَ غادٍ وَ مبکرٌ
غداۃَ غدٍ اَم رائحٌ فمُھجّرٌ[2]

ابنِ ربیعہ نے آپ کو پورا قصیدہ آخر تک سنا دیا، جو تقریباً ستر اشعار کا تھا۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے دوبارہ لوٹ کر سنا دیا، کیونکہ آپؓ پورا قصیدہ ایک بار سن کر یاد کر لیا کرتے تھے۔

دخولِ مکہ کے وقت عبداللہ بن رواحہؓ کے یہ اشعار مروی ہیں: ؎

خلوا بنی الکفّار عن سبیلہ — الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضرباً یزھل الہام عن مقیلہ — ویذھب الخلیل عن خلیلہ

۱۔ التطوّر والتجدید فی الشعر الاموی۔ از: الدکتور شوقی ضیف۔ دار المعارف، القاہرہ، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۹۔
۲۔ دیوان عمر بن ابی ربیعہ، عمر بن ابی ربیعہ۔ دار صادر، بیروت، ص: ۱۲۰۔

تو عمرؓ نے کہا کہ اے ابنِ رواحہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے اور حرم الٰہی میں اشعار پڑھتا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمرؓ اس کو چھوڑ دو کہ قریش میں یہ تیر مارنے سے زیادہ اثر کرتے ہیں۔

مطرف فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ سے بصرہ تک حضرت عمران بن حصینؓ کے ساتھ سفر کیا اور ہر منزل پر وہ اشعار سناتے تھے۔

طبری نے کبارِ صحابہؓ اور کبارِ تابعین کے متعلق کہا کہ وہ شعر کہتے تھے، سنتے تھے اور سناتے تھے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ شعر کہا کرتی تھیں۔

ابو یعلی نے ابنِ عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ شعر ایک کلام ہے، اگر اس کا مضمون اچھا اور مفید ہے تو شعر اچھا ہے اور اگر مضمون بُرا یا گناہ کا ہے تو شعر بُرا ہے۔ (فتح الباری)۔

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دوسرے بزرگوں کی طرف بعض اشعار منسوب ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:۔ (حضرت عبداللہ بن عباسؓ)

"انّ الشعر دیوان العرب"

اور حضرت عائشہؓ کے بارے میں یہ مذکور ہے:۔

"وکانت عائشہ رضی اللہ عنہا کثیرۃ روایۃ للشعر"

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حدیث ہے:۔

"انما الشعر کلام مولف فما وافق الحق منہ فھو حسن و مالم یوافق الحق منہ فلا خیر فیہ"

ایک اور حدیث ہے:۔

"انما شعر کلام فمن الکلام خبیث و طیب"

حضرت علیؓ کا قول ہے:۔ "الشعر میزان القوم"

ترجمہ: "شعر کسی قوم کے حق و باطل یا اخلاق کا آئینہ دار ہوتا ہے۔"

فقہاء کا اشعار کہنا

تفسیر قرطبی میں ہے کہ مدینہ منورہ کے فقہاء عشرہ جو اپنے علم و فضل میں معروف ہیں، ان میں سے عبیداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ مشہور قادر الکلام شاعر تھے۔ اور قاضی زبیر بن بکار کے اشعار ایک مستقل کتاب میں جمع تھے۔ پھر قرطبی نے لکھا کہ ابو عمرؒ نے فرمایا ہے کہ اچھے مضامین پر مشتمل اشعار اہلِ علم اور اہلِ عقل میں سے کوئی برا نہیں کہہ سکتا، کیونکہ اکابر صحابہؓ جو دین کے مقتدا ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں، جس نے خود اشعار نہ کہے ہوں۔ یا دوسروں کے اشعار نہ پڑھے یا سنے ہوں اور پسند نہ کیا ہو۔

جن روایات میں شعر و شاعری کی مذمت کی گئی ہے، اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ شعر و شاعری میں انسان اتنا اپنے آپ کو ڈبو لے کہ اسے عبادتِ خدا اور احکامِ خدا کی پابندی کے لئے وقت نہ ملے تو ایسے شاعر کے لئے ہدایت ہے کہ جو احکامِ خداوندی کی بجا آوری کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرتا ہے اور پاکیزہ شاعری کرتا ہے تو اس پر کسی قسم کی قدغن یا رکاوٹ نہیں ہے اور وہ شاعری کر سکتا ہے۔ اگر اشعار میں اللہ کا ذکر ہو، یا علمِ دین ہو، یا مسلمانوں کو وعظ و نصیحت ہو تو ایسی شاعری عبادت ہے۔[1]

حضرت ابی بن کعبؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بعض شعر حکمت ہوتے ہیں" (رواہ البخاری)۔

صخر بن عبداللہ بن بریدہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے:۔

"بعض بیان جادو ہوتے ہیں اور بعض علم جہالت اور بعض شعر

۱۔ الشعر والغناء فی المدینۃ والمکۃ لعصر بنی امیۃ، از: دکتور شوقی ضیف۔ دار الثقافۃ، بیروت، ۱۹۶۷ء، ص: ۹۶۔

حکمت اور بعض قول عیال "۔ (رواہ ابوداؤد) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکوں سے جہاد کرو، اپنے مالوں سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔

جو نکتہ خصوصیت سے سورۂ شعراء میں ذہن نشین کرایا گیا، وہ یہ ہے کہ ایسے حضرات سے ہوشیار رہو، جو دل میں جاگزیں ہو کر گمراہی کا باعث بنتے ہیں اور احادیث میں شعراء کے اس کلام کی طرف توجہ دلائی گئی، جو محض قیاس آرائی اور طبع آزمائی ہوتی ہے۔ حق سے اس کا دُور کا واسطہ نہیں ہوتا۔ جو ان کے خیال میں آتا ہے، کہتے ہیں، اس پر عمل سے ان کا تعلق نہیں ہوتا۔[1]

شعر کا عیب و صواب شاعر کی طرف منسوب ہوتا ہے نہ کہ نفسِ شعر کی طرف۔ چنانچہ امراؤالقیس کو جو دورِ جاہلیت کا جلیل القدر شاعر تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، اشعر الشعراء وقائدھم الی النار، یعنی سب سے بڑا شاعر اور شاعروں کا جہنمی لیڈر فرمایا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی نسبت، جو عہدِ رسالت کے شاعر تھے، ارشاد ہوا :۔

" ان اللہ یوید حسان بروح القدس "

ترجمہ: " بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعہ حسان رضی اللہ عنہ کی مدد کرتا ہے "

اس قسم کی احادیث جن سے شعراء کی موافقت ہوتی ہے، اور بھی ہیں، مثلاً :۔

" الشعراء تلامیذ الرحمٰن "

" شاعر رحمٰن کے شاگرد ہوتے ہیں۔ یعنی شعراء کو سرچشمۂ رحمت سے الہام ہوتا ہے "

" ان اللہ تعالیٰ کنوزاً تحت العرش مفاتیحہا السنۃ الشعراء "

" عرشِ معلےٰ کے نیچے اللہ کے خزانے ہیں، جن کی کنجیاں شعراء کی زبانیں ہیں "

۱۔ الشعر والشعراء، از: ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ، الجزالاول، دارالثقافۃ بیروت، ص: ۸ تا ۱۱ ۔

"علموا صبیانکم الشعر فانہ یورث الشجاعت"

ترجمہ: "اپنے بچوں کو شعر سکھاؤ، اس سے شجاعت پیدا ہوتی ہے"

صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا، شعر کہنا اچھا ہے یا بُرا؟، فرمایا:۔

"ھو کلام فحسنہ حسن وقبیحہ قبیح"

یعنی شعر بھی عام کلام کی طرح دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اچھی قسم کے شعر اچھے ہوتے ہیں، بُری قسم کے بُرے۔

اِنّ المومن یجاھد بسیفہ وَلسانہ

یعنی جو شعراء تائیدِ اسلام اور ہجوِ کفار میں اشعار کہتے ہیں، وہ گویا تلوار سے جہاد کرنے والے مومن کی طرح زبان سے جہاد کرتے ہیں۔

وَالذی نفسی بیدہ لکانما ترمونھم نضح النبل

قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، البتہ تم کافروں کو اس طرح تیروں سے مارتے ہو، جس طرح جہاد میں تیر چلاتے ہو"[1]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

"ان من الشعر لحکمۃ"[2]

"شعر کی بابت علمائے اسلام نے فیصلہ کر دیا ہے کہ حمد و ثناء، وعظ و پند کے اشعار اچھے ہیں اور بُرے مضامین کے بُرے ہیں"[3]

۱۔ نقوش، جلد نہم، ص: ۱۴۳

۲۔ بین الکتب والناس۔ از عباس محمود العقاد۔ الناشر دار الکتب العربی، بیروت، ۱۹۶۶ء، ص: ۹۸

۳(ا)۔ رحلتہ حیاۃ، از: الدکتور احمد شلبی، القاہرہ، ۱۹۸۲ء، ص: ۸۷

(ا) تفسیر ابن کثیر از علامہ ابن کثیر، نور محمد کارخانہ تجارت کراچی، ج: چہارم، ص: ۵۶

(بقیہ حوالے اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہوں)

اسلام ایسی شاعری کی مذمت کرتا ہے، جو مذہب کی اقدار کو پامال کرے۔ اور جس شاعری سے اخلاقِ انسانی کی توہین کی جائے یا جس شاعری میں ایسے مضامین بیان کئے جائیں، جن کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو۔ بلکہ صرف شاعر کی تخیلاتی اڑان ہو۔ جو شاعری مذہب، ملت اور اخلاق کی حدود کو پامال کرے، وہ اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ شاعری ہے، جب کہ جس شاعری سے مذہب کی تعلیمات کو بیان کیا جائے یا وطن کی محبت کا ذکر ہو اور جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کرنے کے لئے شاعری کی جائے اور جس شاعری سے معاشرے میں موجود برائیوں کی نشاندہی کر کے اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی جائے یا ایسی شاعری جس میں حکمت، اخلاق، علم اور انسانی جذبوں کا ایسے انداز میں بیان ہو، جس میں اخلاق گراوٹ کا عنصر نہ ہو تو ایسی شاعری اسلام میں حرام نہیں بلکہ جائز ہے۔

---

iii - تفسیر مظہری، علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی - ندوۃ المصنفین دہلی - ۱۹۷۱ء،
جلد: نہم، ص: ۲۲۳

iv - تفسیر حقانی - محمد عبدالحق حقانی دہلوی - مکتبۃ الحسن لاہور، ج: ۳، ص: ۲۳۹

v - تفسیر ثنائی - مولانا ثناء اللہ امرتسری - ادارہ ترجمان السنہ لاہور، ج: ۲، ص ۴۰۲

vi - ضیاء القرآن - پیر محمد کرم شاہ - ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، ۱۳۹۹ھ، ج: ۳، ص: ۴۳۳

vii - تفہیم القرآن - مولانا سید مودودی - مکتبۂ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۳۹۲ھ، ج: ۳، ص: ۵۴۹

viii - معارف القرآن - مولانا مفتی محمد شفیع - ادارۃ المعارف کراچی، ۱۹۷۲ء، ج: ۶، ص: ۴۴۲

ix - تدبر القرآن - امین احسن اصلاحی - انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۷۶ء
جلد: چہارم، ص: ۷۰۱

x - فیوض القرآن - ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی - ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ج: ۲، ص ۸۸۸

اِسلام سے قبل شاعری

ظہورِ اسلام سے پہلے پاکیزہ شاعری بھی ہوتی رہی ہے، جو کہ شاعری کے ساتھ وابستہ لغویات سے پاک ہوتی تھی اور جس میں جذبات و احساسات کا اظہار ادبی پیرائے میں کیا جاتا تھا اور پاکیزہ خیالات و محسوسات کو اشعار کی شکل میں بیان کیا جاتا تھا۔

جب آنحضرت صَلّی اللّٰہ علیہ وَآلہٖ وسَلّم اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر پہنچے تو حضرت آمنہؓ بیمار ہوگئیں۔ حضورؐ صَلّی اللّٰہ علیہ وَآلہٖ وَسلّم آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے، اچانک آپ کی والدہ بیہوش ہوگئیں۔ جب ہوش آیا تو اپنا چہرہ آنحضرت صَلّی اللّٰہ علیہ وَآلہٖ وسلّم کی طرف کرکے فرمایا: ؎

بَارَكَ اللّٰهُ فِيكَ مِنْ غُلَامٍ   إِنْ صَحَّ مَا أَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ

فَأَنْتَ مَبْعُوثٌ إِلَى الْأَنَامِ

مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۱)

تُبَّعَ، جس کا نام قرآن مجید میں بھی آیا ہے، یمن کا بادشاہ تھا، اس نے یثرب پہنچکر اوس اور خزرج و یہود سے جنگ کی تھی۔ اہلِ یثرب دن کو لڑتے اور رات کو تُبّع کی مہمانی کرتے۔ تین شب اسی طرح گزر گئیں۔ تبّع شرمندہ ہوا اور اُس نے صلح کی درخواست کردی۔ معاہدہ صُلح کے طے کرنے کی غرض سے اُحیحہ بن الجلاح اَوسی اور بنیامین قرظی مامور ہوئے۔ اُحیحہ نے تبّع سے عرض کیا کہ ہم تو آپ ہی کی قوم سے ہیں، ہم سے کیوں جنگ کی گئی۔ بنیامین یہودی نے کہا کہ آپ اس شہر کو فتح بھی نہیں کرسکتے۔ تبّع نے کہا، کیوں؟، کہا یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے، جو

۱۔ شواہدالنّبوۃ، مولانا نورالدین، عبدالرحمٰن جامی، مترجم: بشیر حسین، لاہور، ۱۹۸۳ء، ص: ۷۰

قریش میں سے ہوگا۔ تُبّع نے اس پر یہ شعر پڑھا: ؎

اَنْتَی اِلَی نَصِیْحَۃً کَیْ اَزْدُجِر
عَنْ قَرْیَتِہٖ مَحْجُوْرَۃٌ بِمُحَمَّد

ترجمہ: "اس نے مجھے نصیحت کی کہ میں اس آبادی سے ہٹ جاؤں، جو محمدؐ کی وجہ سے محفوظ رکھی گئی ہے"

پھر یہ اشعار تصنیف کئے: ؎

شَہِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّہٗ ۔۔۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰہِ بَارِیِ النَّسَمِ
فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِہٖ ۔۔۔ لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّہٗ وَابْنَ عَمٍّ

ترجمہ اشعار: "میں شہادت دیتا ہوں کہ احمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس اللہ کے رسولؐ ہیں، جو جان آفریں ہے۔ اگر میری عمر اس کی عمر تک لمبی ہو تو میں ضرور اس کا وزیر اور ابنِ عم بنوں گا"

تلمسانی کا قول ہے کہ اشعار بالا بہ طور تواتر ثابت ہوئے ہیں۔

قُس بن ساعدہ نجران کا اسقف اور حکمائے عرب میں سے تھا، اس کے اشعار ہیں: ؎

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ! ۔۔۔ لَمْ یَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَث
اَرْسَلَ فِیْنَا اَحْمَدًا ۔۔۔ خَیْرَ نَبِیٍّ قَدْ بُعِث
لَمْ نُحِیْتَنَا مِنْہُ سُدًی ۔۔۔ مَنْ بَعْدَ عَیْشٍ وَاکْتَرِث
صَلّٰی عَلَیْہِ اللّٰہُ مَا ۔۔۔ حَجَّ لَہٗ رَکْبٌ وَحَث

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثت سے قبل میں تجارت کے ارادے سے یمن گیا تو عسکلان بن ابی العوالم کے ہاں ٹھہرا۔ اُس نے مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بابت پوچھا اور کہا کہ اُن پر ایمان لے آؤ۔ اور یہ چند ابیات میری طرف سے اُنھیں پہنچا دینا: ؎

اشهد باللہ ذی المعالی — وخالق اللیل بالصباح
اشهد باللہ ربّ موسیٰ — انک ارسلت بالبطاح
فکن شفیعی الیٰ ملیک — یدعو البرایا الی الصلاح

ترجمہ: "میں بلندیوں والے اللہ کی گواہی دیتا ہوں۔ جو رات کو صبح سے پیدا کرنے والا ہے۔ میں ربِ موسیٰؑ کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک بطحا والوں کی طرف رسول ہو کر آئے ہیں، تو آپ میرے شفیع بھی اس بادشاہ کے سامنے ہو جائیے، جو مخلوق کو اصلاح کی طرف دعوت دیتا ہے۔"(۱)

ترجمہ: "فعل حرام کے ارتکاب کرنے سے تو مر جانا ہی اچھا ہے۔ حلال کو بے شک میں پسند کرتا ہوں مگر اس کے لئے اعلان ضروری ہے۔ تم مجھے بہکاتی اور پھسلاتی ہو، مگر شریف انسان کو لازم ہے کہ اپنی عزت اور دین کی حفاظت کرے۔"

جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دودھ پلانے کے لئے اپنے گاؤں لے کر جانے لگیں تو سیدہ آمنہؓ نے یہ اشعار پڑھے: ؎

اعیذہ باللہ ذی الجلال — من شر ما مر علی الجبال
حتی اراہ حامل الحلال — ویفعل العرف الی الموالی
وغیرهم من حشوة الرجال

ترجمہ: "میں اپنے بچے کو خدا ذو الجلال کی پناہ میں دیتی ہوں۔ اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے شتر پر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں کے ساتھ اور درماندہ لوگوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے والا ہے۔"

سیدہ آمنہؓ نے اپنے شوہر حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلبؓ کی وفات پر مندرجہ ذیل

۱۔ شواہد النبوۃ، ص: ۹۰۔

اشعار کہے :-

عفا جانب البطحاء من ابن ھاشم

وجاور لحدا خارجا فی الغماغم

دعته المنایا دعوۃ فاجابھا

وما ترکت فی النّاس مثل ابن ھاشم

عشیۃ راحوا یحملون سریرہ

تعاورہ اصحابہ فی التزاحم

فان یک غالتہ المنایا وریبھا

فقد کان معطاءً کثیر التراحم

ترجمہ: "ہاشم کا ایک فرزند بطحا کی جانب جا کر چھپ گیا وہ لحد میں بہادروں کی بانگ وخروش کے ساتھ جا سویا، موت نے اُسے پکارا اور وہ چلا گیا، افسوس کہ موت نے اس کا نظیر بھی دنیا میں کوئی نہ چھوڑا۔ اس کے دوست شام کے وقت اس کی لاش اُٹھائے چلے اور ازراہِ محبت وہ نوبت بہ نوبت کاندھا دیتے تھے اور اس کے اوصاف باری باری بیان کرتے تھے۔ خواہ موت نے اُسے ہم سے دُور ہی کر دیا مگر اس میں تو شک نہیں کہ وہ بہت زیادہ سخی اور غریبوں پر بہت زیادہ ہمدرد تھا۔"

جب حضرت عبداللہ بن عبدالمطلبؓ کے نام ذبح ہونے کا قرعہ نکلا تو حضرت ابو طالبؓ نے اس کی مزاحمت کی اور مندرجہ ذیل اشعار میں اپنا مدعا بیان کیا :-

کلا ورب البیت ذی الانصاب

ما ذبح عبداللہ بالتلعاب

یا شیب ان الریح ذو عقاب

ان لنا جرۃ فی الخطاب

احوال صدق کاسود الغاب[1]

۱۔ رحمۃ للعالمین از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔ لاہور، ج: ۲، ص: ۸۷

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلبؓ کی عفتِ نفس کا ایک واقعہ ابو نعیم و خرائطی و ابن عساکر نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنتِ مرالخثعمیہ نے ان سے اظہارِ محبت کیا اور اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے سو اونٹوں کا عطیہ بھی ان کو دینا چاہا، لیکن انھوں نے اس درخواست کے جواب میں یہ قطعہ پڑھ کر سنایا: ؎

اما الحرام فالممات دونہ   والحِلّ لا حل فاستبینہ

فکیف الی الاالذی تبغینہ   یحمی الکریم عرضہ و دینہ

بعثتِ اسلام کے بعد شاعری

ابن اسحاق نے کہا۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۷ھ میں عمرے کے لئے مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو عبداللہ بن رواحہؓ آپؐ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھتے جا رہے تھے: ؎

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ   خلوا فکل الخیر فی رسولہ

یا رَبِّ انی مومن بقیلہ   اعرف حق اللّٰہ فی قبولہ

ترجمہ: ”اے منکرینِ توحید و رسالت کی اولاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا راستہ چھوڑ دو اور الگ ہٹ جاؤ (دنیا کی) ساری خیر و فلاح رسول اللہ ہی کے ساتھ ہے۔ اے پروردگار میں ان کے تمام اقوال پر یقین رکھتا اور انھیں مانتا ہوں۔ انھیں ہی مان کر اللہ تعالیٰ کا حق پہچانتا ہوں۔“

نحن قتلنا کم علیٰ تاویلہ   کما قتلنا کم علیٰ تنزیلہ

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ   و یذھل الخلیل عن خلیلہ

ترجمہ: ”جس طرح ہم نے تم سے اس بات پر جنگ کی کہ تم نے قرآن میں تاویلیں کیں، اسی طرح اب بھی ہم تم سے لڑ کر قتل و خون کریں گے۔ اگر تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو واپس جانے کے لئے کہا تو ایسی تلوار سے

قتل وخون کریں گے، جو تمہاری کھوپڑیوں کو اپنے سونے کی جگہ سے ہمیشہ کے لیے جدا اور ایک ایک دوست کو الگ کر دے گی۔"

عبداللہ بن رواحہؓ سنہ ۸ھ جنگِ موتہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ الوداع کہی اور یہ اشعار پڑھے: ؎

فثبت اللہ ما آتاک من حسن ۔۔۔ تثبیت موسیٰ ونصراً کالذی نصروا

انی تفرست فیک الخیر نافلۃ ۔۔۔ اللہ یعلم انی ثابت البصر

انت الرسول فمن یحرم نوافلہ ۔۔۔ والوجہ منہ فقد ازری بہ القدر

ترجمہ: "بہر صورت اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو محاسن عطا فرمائے، وہ پایۂ ثبوت پر پہنچ گئے ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے محاسن پایۂ ثبوت تک پہنچ گئے تھے۔ اس نے آپ کی مدد و نصرت کا معاملہ بھی پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ جیسا کہ اس سے قبل دیگر انبیاءؑ کی پوری مدد و نصرت کی گئی تھی۔ میں نے یہ بات بفراست سمجھ لی کہ آپ کی خیر و فلاح اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ تحفہ ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں یہ بات علیٰ وجہ البصیرت سمجھتا ہوں آپ پیغمبرِ خدا ہیں۔ پس جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے عطیوں اور ہدایتوں سے نیز اس کی خوشنودی سے محروم رہے گا۔ اس کی شومئ قسمت اسے کوتاہ دست اور خوار رکھے گی۔"(۱)

حضرت عمر فاروقؓ کے اشعار (الشہید ۶۴۴ء)

۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَظْھَرَ دِیْنَہٗ
عَلٰی کُلِّ دِیْنٍ قَبْلَ ذٰلِکَ حَائِدٍ

۲۔ وَاَسْلَمَہٗ مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ بَعْدَمَا
تَدَاعَوْا اِلٰی اَمْرٍ مِنَ الْغَیِّ فَاسِدٍ

۱۔ سیرۃ ابن ہشام، جلد دوم، ص: ۴۳۵، ۴۳۹۔

۳- غَدَاةَ اَجَالَ الْخَيْلُ فِی عَرَصَاتِهَا
مُسَوَّمَۃٌ بَیْنَ الزُّبَیْرِ وَخَالِدٍ

۴- فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ عَزَّ نَصْرُہٗ
وَاَمْسٰی عَدَاہُ مِنْ قَتِیْلٍ وَّشَارِدٍ

ترجمہ: ۱- کیا نہیں دیکھا تم نے کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا، ہر اس دین پر جو اس سے پہلے تھا، حق سے پھرا ہوا۔

۲- اور اللہ نے اہلِ مکہ کو محروم کر دیا حضورؐ سے جب ان لوگوں نے گمراہی کے خیالِ فاسد یعنی قتل پر کمر باندھی۔

۳- اور پھر وہ صبح، جب گھوڑے اس کے میدانوں میں جولانیاں دکھانے لگے جن کی باگیں چھوٹی ہوتی تھیں، زبیر و خالد کے درمیان۔

۴- پس رسُول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ بخشا اور اُن کے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھا کے بھاگے۔

حضرت سواد بن قاربؓ جب ایمان لائے تو انھوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہؓ کو مندرجہ ذیل اشعار مجلس میں سنائے: ؎

وَاشھد ان اللّٰہ لا شیٔ غیرہ — وَانک مامون علی کل غائب
وَانک ادنیٰ المرسلین وسیلہ — الی اللّٰہ یا ابن الاکرمین الاطائب
فمرنا بما یاتیک یا خیر من مشیٰ — وان کان فیما جاء شیب الذوائب
وکن لی شفیعًا یوم لا ذو شفاعتہ
سواک بمغنی عن سواد بن قارب

حضرتِ سواد بن قاربؓ کہتے ہیں کہ اس حکایت سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور صحابہؓ کرام بہت شادمان ہوئے کیونکہ میں نے خوشی کے آثار ان کے چہرے پر چمکتے ہوئے دیکھے۔(۱)

۱- شواہد النبوۃ، ص: ۲۰۱۔

ابو دجانہؓ میدانِ جنگ میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے کود پڑے : ؎

انا الذی عاھد فی خلیلی   وَنحن بالسفح لدی النخیل
الا اقوم الدھر فی الکیول   اقرب بسیف اللہ وَالرسول

ترجمہ: " میں وہی ہوں جس سے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے کھجور کے درختوں کے قریب پہاڑ کے دامن میں عہد و پیمان لیا تھا۔ میں کھڑے ہو کر آخری صف تک برابر مقابلہ کرتا رہوں گا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تلوار برابر چلاتا جاؤں گا۔" (سیرت ابنِ ہشام، ص: ۵۰)

کعبؓ بن مالک نے کہا : ؎

وَفینا رسُول اللہ نتبع امرہ
اذا قال فینا القول لا نتطلع

ترجمہ: " اور ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کے پیغمبرؐ موجود ہیں۔ ہر معاملے میں ہم ان کا اتباع کرتے ہیں۔ وہ ہمارے بارے میں جب کچھ فرماتے ہیں تو ہم احترام واکرام سے نظر بھی نہیں اٹھاتے۔" (سیرۃ ابنِ ہشام، ص: ۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا : ؎

رسُول اللہ مصطبر کریم   بامر اللہ ینطق اذ یقول

ترجمہ: " اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) صابر اور کریم آدمی ہیں، وہ جب کچھ فرماتے ہیں، اللہ ہی کی بات دہن مبارک سے نکالتے ہیں۔"
(سیرت ابنِ ہشام، ص: ۱۲۹)

عاصم بن ثابتؓ مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے ہوئے جنگ میں گئے اور شہادت حاصل کی : ؎

ما علتی وَ انا جلد نابل   وَالقوس فیھا وَترعنابل
تنزل عن صفحتھا المقابل   الموت حق والحیاۃ باطل

ترجمہ: " میں ایک مضبوط بہادر اور اچھا تیرانداز ہوں اور میری کمان میں ایک

سخت تانت لگی ہوئی ہے جس سے طویل و عریض دھار والے تیر تیزی سے نکل سکتے ہیں تو پھر میرے اندر کس بات کی کمی ہے۔ موت تو حق ہے اور زندگی ایک ناپائیدار چیز ہے۔" (سیرت ابن ہشام، ص: ۱۹۰)۔

قیس بن بحر اشجعی نے کہا: ـــ

ہان اخاکم نا غلمن محتدا — تلید الندی بین الحجون و زمزم

ترجمہ: "قریشیوں کو بتادو کہ اچھی طرح سمجھ لو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تمہارے ہی بھائی ہیں حجون اور زمزم کے درمیان جود و کرم کی ایک مثال ہیں۔"

فدینوا لہ بالحق تجسم امورکم — وتسموا من الدنیا الی کل معظم

ترجمہ: "پس حق قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کر لو تو تمہارے معاملات کو اہمیت حاصل ہو جائے گی، پھر دنیا میں بلند سے بلند تر مقام پر پہنچ جاؤ گے۔" (سیرت ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۲۱)

سیرت ابن ہشام اور سیرت کی دوسری مستند کتابوں میں ایسے اشعار بکثرت ملتے ہیں، جو صحابہؓ کرام نے کہے اور وہ اسلام کی تعلیمات سے متناقض نہیں تھے۔

ابن اسحاق نے کہا مجھ سے ابراہیم ابن حارث تیمی نے ابوالہیثم ابن نصر (ابن دہر اسلمی) سے نقل کرتے ہوئے بتایا، ابوالہیثم سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ انھوں نے (ابوالہیثم کے باپ نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیبر جاتے ہوئے عامر ابن اکوع جو سلمہ ابن عمرو ابن اکوع کے چچا ہیں (اکوع کا نام سنان تھا) سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن اکوعؓ اترو اور ہمیں حُدی کے گیتوں میں سے کوئی سناؤ۔ ابن اکوعؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اشعار سنائے: ـــ

واللہ لولا اللہ ما اہتدینا — ولا تصدقنا ولا صلینا

ترجمہ: "خدا کی قسم اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقات دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔"

انا اذا قوم لبغوا علینا — وان ارادو فتنۃ ابینا

ترجمہ: "کوئی قوم جب ہماری بغاوت یا کوئی فتنہ برپا کرتی ہے تو ہم اس سے اِبا (نفرت) کرتے ہیں"

فانزلن سکینۃ علینا — وثبت الاقدام ان لاقینا

ترجمہ: "پس اے اللہ! تو ہم پر وقار و طمانیت نازل فرما اور دشمن سے مقابلہ آپڑے تو ہمیں ثابت قدم رکھ" (سیرت ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۹۲)

اسلام لانے کے بعد بھی بعض صحابہ کرام عام بول چال میں اشعار سے مدد لیتے تھے اور اپنا مدعا اشعار میں بیان کرتے تھے۔ (سیرت ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۴۴۴، ۹۸)

مدینہ میں جب وبائی بخار پھیلا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے والد جناب ابو بکر صدیقؓ سے حال احوال دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا:

کل امری مصبح فی اھلہ — والموت ادنی من شراک نعلہ

ترجمہ: "ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دُور پڑے ہیں)۔ حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے"

پھر حضرت عائشہؓ نے عامر بن فہیرہؓ سے حال دریافت کیا، انھوں نے کہا:

لقد وجدت الموت قبل ذوقہ — ان الجبان حتفہ من فوقہ

ترجمہ: "میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اُسے پا لیا اور بزدل کی موت تو اس کے اُوپر سے بیٹھے بٹھائے آگرتی ہے۔ وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادر نہ موت مرا نہیں کرتا"

کل امری مجاھد بطوقہ — کالثور یحمی جلدہ بروقہ

ترجمہ: "ہر شخص اپنی قوت کے مطابق بچاؤ کی کوشش کرتا ہے، جس طرح بیل اپنے سینگوں کے ذریعے سے محفوظ کرتا ہے"

اُمّ المومنینؓ نے کہا واللہ عامرؓ جو کچھ کہہ رہا ہے اُسے اسکا ہوش نہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا تو گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے یہ کہتے : ؎

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ ‎ ‎ بفخ وحولی اذخر و جلیل

ترجمہ: "کیا ایسا نہیں ہوگا، کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں کوئی رات مقام فخ (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کرسکوں گا کہ میرے گرد اذخر اور جلیل (نامی بوٹیاں) ہوں۔"

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ ‎ ‎ وھل یبدون لی شامۃ و طفیل

ترجمہ: "اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جا سکوں گا اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل بھی مجھے نظر آئیں گے۔"

(سیرت ابن ہشام، ج: اوّل، ص: ۶۷۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے دعا کی اور اہلِ مدینہ کو اس وبائی بخار سے نجات مل گئی۔

حضرت زباب بن حارثؓ نے یہ اشعار کہے : ؎

ولما رایت اللّٰہ اظہر دینہ ‎ ‎ اجبت رسول اللّٰہ عین رمانی

تبعت رسول اللّٰہ اذ جاء بالھدیٰ ‎ ‎ وخلفت اصحابی بدار الھوان

ستودہ علیہا شدۃ وترکھا ‎ ‎ کان لم یکن فی الدھر ذو حدثان

فمن مبلغ سعد العشیرۃ اننی

شربت الذی یبقیٰ بآخر فانی (ص۱۱۱)

جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو عورتیں اور بچے یہ اشعار پڑھ رہے تھے : ؎

طلع البدر علینا ‎ ‎ من ثنیات الوداع

وجب شکر علینا ‎ ‎ ما دعیٰ للّٰہ داع

حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق بنی نجار کی کنیزیں گھروں سے باہر نکل آئیں اور دف بجا بجا کر یہ شعر پڑھتی تھیں: ؎

نحن جوار من بنی افتخار
ما حبذا محمد من جار (۱)

ابوالعاصؓ کو سیدہ زینبؓ سے بہت محبت تھی، ان کی مدح میں ابوالعاصؓ کے یہ دو شعر ہیں: ؎

ذکرت زینب لما رکبت ارما　　فقلت سقیا لشخص یسکن الحرما
بنت الامین جزاھا اللہ صالحۃ　　وکل بعل سیثنی بالذی علما

ترجمہ: "مجھے زینبؓ یاد آئی تو میں نے کہا کہ حرم کا ہر ایک باشندہ سرسبز و شاداب رہے۔ زینبؓ تو امین کی بیٹی صالح ہے اور ایک شوہر اپنی ایسی بیوی کی تعریف ہی کرے گا، جیسے اوصاف کہ مجھے اس کے معلوم ہیں"

حضرت عثمانؓ اور سیدہ رقیہؓ کے نکاح پر سعدیٰ بنت کرز العبشیہؓ صحابیہ کے یہ اشعار ہیں: ؎

ھدی اللہ عثمان الصفی لقولہ
فارشدہ واللہ یھدی الی الحق۔
فبایع بالرای السدید محمدا
وکان ابن اروی لایصد عن الحق
وانکحہ المبعوث احدی بناتہ
فکان کبدر مازج الشمس فی الافق
فداؤک یا ابن الھاشمیین مھجتی۔
فانت امین اللہ ارسلت فی الخلق

۱۔ شواہد النبوۃ، ص: ۱۲۲

حضرت امام حسین علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اشعار اپنی بیوی ربابؓ بنت امرئی القیس الکلبی اور اپنی بیٹی سکینہؓ کے لئے جو ربابؓ کے بطن سے ہیں انشاء فرمائے تھے :- ؎

لَعَمرُكَ اِنَّنِی لَاُحِبُّ اَرْضًا ۔۔۔ تَحُلُّ بِهَا سُکَینَةُ وَالرَّبَاب
اُحِبُّهُمَا وَاَبْذُلُ جُلَّ مَالِی ۔۔۔ وَلَیْسَ لِعَاتِبٍ عِنْدِی عِتَاب
فَلَسْتُ لَهُمْ وَاِنْ غَابُوْا مُضِیْعًا ۔۔۔ حَیَاتِی اَوْ یُغَیِّبَنِی التُّرَاب

کَاَنَّ اللَّیْلَ مَوْصُولٌ بِلَیْلٍ
اِذْ اُذرَتْ سُکَیْنَةُ وَالرَّبَاب

ترجمہ:" سچ تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے محبت رکھتا ہوں، جہاں سکینہ اور رباب ٹھہری ہوئی ہیں۔ مجھے ان دونوں سے محبت ہے۔ میں ان پر دولت کثیر خرچ کرتا ہوں اور عاتب کے عتاب کی پرواہ نہیں کرتا۔ گو وہ یہاں نہیں ہیں مگر میں ان کی غور و پرداشت سے بے خبر نہیں رہوں گا، جب تک زندہ ہوں اور جب تک مٹی مجھے چھپا نہ دے گی۔ جب سکینہؓ اور ربابؓ اپنے اقارب سے ملنے گئی ہوئی ہوں تو رات ایسی لمبی نظر آتی ہے، گویا رات کے ساتھ دوسری رات مل گئی ہو۔" (پہلا اور چوتھا شعر الروض الانف از سہیلی اور تیسرا شعر اغانی میں درج ہے)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ نبی اکرمؐ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آرہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے، جو اُبھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو فرمایا، عائشہؓ تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے دیکھا کہ حضورؐ کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر چمکتا دمکتا نور ہے، بخدا

اگر ابو کبیر ہذلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ پاتا تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں آپ نے فرمایا، اس نے شعر کیا ہیں۔ میں نے یہ اشعار پڑھ کر سُنا دیئے: ؎

وَمبرّأُ من کلّ غبّرِ حَیضَۃٍ وَرَضَاعِ مُغیلَۃٍ وَداءٍ مُعضِلِ
فاِذَا نظرتَ اِلیٰ اَسِرّۃِ وجہِہٖ بَرَقَتْ کبرقِ العارضِ المتہلّلِ (۱)

ترجمہ: "وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرّا ہیں۔ ان کے درخشاں چہرہ پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں جو کچھ تھا، اُسے رکھ دیا، پھر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیشانی کو چُوما اور زبان مبارک سے فرمایا:-

مَا سَرَرْتِ مِنّی کَسُرُوْرِی مِنْکِ -

(یعنی، جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا، اس قدر سُرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا۔

اُمّ المومنین اُمّ سلمہؓ نے اپنے چچا زاد بھائی ولید کی وفات پر یہ اشعار فرمائے تھے: ؎

یا عین فابکی الولید ابن الولید بن المغیرہ
قد کان غیثاً فی السنین وَ رحمۃ فیناوَ میرہ
ضخم الدسیعہ مَاجداً یسموا الیٰ طلب الوتیرہ
مثل الولید بن الولید الیٰ الولید کفی العشیرہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ دورِ خلافت میں رات کو گشت کے لئے نکلے تو سُنا کہ ایک عورت دھنک رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی ہے: ؎

۱۔ الشعر والشعراء، از ابی محمد عبداللہ ابن مسلم بن قتیبہ۔ دار الثقافتہ، بیروت الجز الثانی، ص: ۵۶۲ -

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلٰوۃُ الْاَبْرَارِ ‏ ‏ ‏ ‏ صَلّٰی عَلَیْہِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارِ

قد کان قوّاما بکی بالاسحارِ ‏ ‏ ‏ ‏ یَالَیْتَ شِعْرِیْ وَالمنایا اطوارِ

هَل تجمعنی وَ حبیبی الدارِ

ترجمہ: "محمدؐ پر ابرار کے دُرود، ان پر طیبون و اخیار درُود پڑھ رہے ہیں، وہ توراتوں کو جاگنے والے، سحر کو رونے والے تھے۔ موت تو بھتیری طرح آتی ہے، کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے حضور صَلّی اللّٰہ علیہ وَآلہٖ وَسلّم کی زیارت نصیب ہوگی"

حضرت عمرؓ وہیں بیٹھ گئے، روتے رہے اور چند دن تک صاحبِ فراش رہے۔

حضرت عبداللّٰہ بن عباسؓ، حضرت عباسؓ کے فرزندوں میں سے سب سے زیادہ مشہور ہیں، ۶۸ھ میں، ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آنحضرت صَلّی اللّٰہ علیہ وَآلہٖ وَسلّم نے آپ کے بارے میں فرمایا:۔

اَللّٰھم علمہ الحکمۃ وَتاویل القرآن۔

ایک اور حدیث میں آنحضرتؐ نے دُعا فرمائی:۔

اَللّٰھم بارک فیہ وانشر منہ واجعلہ من عبادک الصالحین۔

مسروق کہتے ہیں کہ ابنِ عباسؓ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ حسین ہیں، گفتگو سن کر یقین ہوتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ فصیح ہیں اور ان کی روایات سن کر معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب سے بڑھ کر عالم ہیں۔ آخر عمر میں ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں، اس پر ان کے اشعار ہیں:

ان یاخذ اللّٰہ من عینی نورھما ‏ ‏ ‏ ‏ ففی لسانی وقلبی منھما نور

قلبی ذکی وعقلی غیر ذی دخل ‏ ‏ ‏ ‏ وفی فمی صارم کالسیف ماثور

حضرت عبداللّٰہ بن عباسؓ علوم شعر وانساب اور ایام عرب، وقائع عرب، اور علم حدیث وفقہ وتفسیر میں امام تھے۔ خلفاء عباسیہ انہی کی اولاد ہیں۔ آپ نے

ڈیڑھ ہزار سے زائد احادیث روایت کی ہیں۔ چنانچہ ثابت ہوتا ہے کہ شاعری کا صحیح استعمال جائز ہے۔

کعبؓ بن مالک الانصاری بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعرائے خاص میں سے تھے۔ حضرت کعبؓ ان تین بزرگوں میں سے ہیں، جن کی توبہ قبول کئے جانے کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ وہ غزوۂ احد کے متعلق فرماتے ہیں :

غَدَاۃً اَجَابَتْ بِاَسْیَافِھَا   جَمِیْعًا بَنُوا الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ
وَاَشْیَاعُ اَحْمَدَ اِذْ شَایَعُوا   عَلَی الْحَقِّ ذِی النُّوْرِ وَالْمَنْھَجِ

ترجمہ: "صبح کے وقت تمام بنو اوس و خزرج نے اپنی اپنی تلواروں کو سنبھال کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔

اشیاع احمد (مہاجرین) نے بھی ایسا ہی کیا، وہ سب نبیؐ کے ساتھ حق پر چلتے ہیں۔"

کعب بن مالکؓ واقعۂ خیبر کے متعلق فرماتے ہیں :

وَنَحْنُ وَرَدْنَا خَیْبَرًا وَفُرُوْضَہٗ   بِکُلِّ فَتًی عَارِی الْاَشَاجِعِ مِذْوَدِ
یَرَی الْقَتْلَ مَجْدًا اِنْ اَصَابَ شَھَادَۃً   مِنَ اللّٰہِ یَرْجُوْھَا وَفَوْزًا بِاَحْمَدِ

ترجمہ: "ہم خیبر اور اس کے قلعوں تک پہنچے، ہمارا ہر جوان پھرتیلا اور عمدہ بچاؤ سے لڑنے والا۔

ہم میں سے ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ اگر شہادت ملی تو ایسا مرنا خدا کے ہاں سے فضیلت اور احمدؐ کی خوشنودی حاصل کرنے کا سبب ہوگا۔"

حضرت عبداللہ بن جحشؓ کے اشعار بطن نخلہ کے متعلق ان کے یہ اشعار ہیں :

وَاِخْرَاجُکُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰہِ اَھْلَہٗ   لِئَلَّا یُرٰی لِلّٰہِ فِی الْبَیْتِ سَاجِدٌ

ترجمہ: "کہ تم نے مسلمانوں کو بیت اللہ سے اس لئے نکال دیا ہے کہ خدا کو سجدہ کرنے والا ایک شخص بھی نظر نہ آئے (مطلب ہے کہ ایک قوم کی آزادی مذہب کا سلب کرلینا قتل واحد سے زیادہ سخت ہے)۔

فَاَنَّا وَاِنْ عَیَّرْتُمُوْنَا بِقَتْلِہٖ   وَاَرْجَفَ بِالْاِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

ترجمہ: ”اگرچہ تم اس قتل پر ہم کو الزام لگاتے ہو اور اسلام کی بابت ہر ایک باغی و حاسد نے بہت کچھ بکواس بھی کی ہے“

سقینا من ابن الحضرمی رماحنا   بنخلۃ لما اوقد الحرب وَاقدُ

ترجمہ: ”لیکن بات یہ ہے کہ جب خواہ مخواہ، جنگ کرنے والے نے جنگ کی آگ کو سلگایا، تب ہم نے نخلہ میں اپنے نیزے کو ابن الحضرمی کے خون سے سیراب کیا“

ابو احمد عبد اللہ شاعر تھے، انھوں نے بھی ہجرت حبش و مدینہ کی تھی۔ ان کی ظاہری آنکھیں نہ تھیں۔ فارعہ بنت ابو سفیان اموی ان کے گھر میں تھیں۔ ۲۰ھ میں اپنی بہن ام المومنین زینبؓ کے بعد وفات پائی۔

ہجرت کے متعلق ان کے اشعار ہیں: ؎

لما راتنی ام احمد غادیا   بذمۃ من اخشٰی بغیب وارھبُ

ترجمہ: ”جب میری بیوی ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں خدا کے بھروسے پر سفر کو تیار ہوں۔ وہ خدا جس سے میں بن دیکھے ڈرتا ہوں“

تقول فاما کنت لابد فاعلاً   فیمم بنا البلدان ولتنأ یثربُ

ترجمہ: ”تب اس نے کہا، اگر یہاں سے جانا ہی ہے، تب ہمیں کسی اور شہر میں لے چل، اور یثرب کا خیال چھوڑ دے“

فقلت لھا بل یثرب الیوم وجھنا   وَمَا یَشَا الرَّحْمٰنُ فَالعَبْدُ یَرْکَبُ

ترجمہ: ”میں نے کہا، اب تو یثرب ہی ہمارا مقصود ہے۔ اور عبد اللہ تو ادھر ہی جائے گا، جدھر رحمٰن چاہتا ہے“

اِلَی اللّٰہِ وَجْھِیْ وَالرَّسُوْلِ وَمَنْ یُّقِمْ   اِلَی اللّٰہِ یَوْمًا وَجْھَہٗ لَا یُخَیَّبُ

ترجمہ: ”میرا رخ خدا اور رسولؐ کی جانب ہے اور جس نے آج اپنا رخ خدا کی جانب کر لیا، وہ خسارے میں نہ رہے گا“

نکلنا قد ترکنا من حمیم مناصح — وناصحۃ تبکی بدمع وتندب

ترجمہ: "ہم نے بہت سے گرم جوش خیر خواہ دوستوں کو چھوڑا۔ اور خیر خواہ بیوی روتی اور چلاتی سے منہ موڑا ہے۔"

تری ان وترا فاتنا عن بلادنا — ونحن نری ان الرغائب نطلب

ترجمہ: "جو سمجھتی تھی کہ ہمارا شہر سے جانا تباہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے مقصد کی تلاش میں جا رہے ہیں۔"

دعوت بنی غنم لحقن دمائہم — وللحق لما لاح للناس ملحب

ترجمہ: "میں نے بنی غنم سے کہا کہ خون ریزی سے بچو! یہ سچی بات تھی، جو سیدھی سڑک جیسی ہے۔"

اجابوا بحمد اللہ لما دعاھوا — الی الحق داع والنجاح فاوعبوا

ترجمہ: "الحمد للہ کہ جب حق اور نجات کے لئے داعی نے ان کو بلایا تو انھوں نے کہنا مان لیا اور وہ سب ہجرت کر کے مدینے چلے آئے۔"

وکنا واصحابا لنا فارقوا الھدیٰ — اعانوا علینا بالسلاح واجلبوا

ترجمہ: "اب ہم اور ہمارے وہ پرانے ساتھی جو ہدایت سے دور پڑ کر ہمارے خلاف ہتھیار اور جماعت فراہم کر رہے ہیں۔"

کفوجین اما منھما فموفق — علی الحق مھدی وفوج معذب

ترجمہ: "دو جماعتیں بن گئی ہیں، جن میں سے ایک تو حق پر ہدایت یافتہ اور توفیق یافتہ ہے، دوسری گمراہ مخذول اور معذب ہے۔"

طغوا وتمنوا کذبۃ وازلھم — عن الحق ابلیس وخابوا وخیبوا

ترجمہ: "انھوں نے سرکشی کی اور خوب جھوٹ کے طوفان باندھے اور شیطان نے ان کو حق سے پھسلایا، یہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔"

ورعنا الی قول النبی محمد — فطاب ولاۃ الحق منا وطیبوا

ترجمہ: "ہم تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودے پر جھک پڑے ہیں۔ اور ان کے فدائیوں کے حالات اور افعال پاک بن گئے ہیں۔"

تمت بارحام الینا قریبۃ ولا قرب بالارحام اذ لا تقرب

ترجمہ: "ہم نے قریب کی رشتہ داریوں سے توسل ڈھونڈا مگر رشتہ داری کب کام آتی ہے، جب رشتہ دار ہی قریب نہ آئیں"

فای بن اخت بعدنا یا منکم وای صھر بعد صھری مرقب

ترجمہ: "بتاؤ کہ ہمارے بعد اب کون سا بھانجا ہوگا جو تم پر بھروسہ کرے گا اور کون سا داماد ہوگا جو تم سے فلاح کی امید کریگا (کیونکہ میں تو بھانجا بھی تھا اور داماد بھی اور تم نے میرا لحاظ نہ کیا)"

ستعلم یوما اینا اذا تنزایلوا و زیل امر الناس للحق اصوب

ترجمہ: "عنقریب اس روز جب مومن و مشرک کی الگ الگ جماعت بندی کی جائے گی اور ہر ایک حالت نمایاں کی جائے گی، یہ دشمن جان لیں گے کہ ہم میں سے حق پر کون تھا" (۱)

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اشعار

قریش زبردست تکلیفیں دینے کے بعد جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو صلیب پر لٹکانے لگے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صلیب کے نیچے کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے اور اسلام چھوڑنے کے بدلے جان بخشی کی بجائے اللہ کی خاطر موت کو خوش آمدید کہا: ؎

لقد جمع الاحزاب حولی و الّبوا	انبوہ در انبوہ لوگ میرے گرد اگرد کھڑے ہو رہے
قبائلھم واستجمعوا کل مجمع	ہیں اور انھوں نے بڑی جماعتوں کو بلا لیا ہے
وکلھم مبدی العداوۃ جاھد	یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں اور میرے
علیّ لانی فی وثاق بمضیع!	خلاف جوش دکھا رہے ہیں اور میں اس ہلاکت
وقد جمعوا ابناءھم ونساءھم	گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔ قبیلوں نے اپنی عورتوں
وقربت من جزع طویل ممنع	اور بچوں کو بھی بلا رکھا ہے اور مجھے ایک مضبوط
	بند لکڑی کے پاس لے آئے ہیں۔ انھوں نے
	کہہ دیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی

۱؎ رحمۃ للعالمین، جلد: دوم، ص: ۱۷۳ — ۱۷۴ -

وقد خیرانی الکفر والموت دونہ
وقد ھملت عینای من غیر مجزع
فلست بمبد للعدو تخشعا
ولا جزعا انی الی اللہ مرجعی
ومالی حذار الموت انی لمیت
ولکن حذاری حجم نار ملفع
فذوا العرش صبرنی علی مایراد بی
فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی
الی اللہ اشکو غربتی ثم کربتی
وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فواللہ ما ارجوا اذا مت مسلما
الی ای جنب کان فی اللہ مصرعی
وذلک فی ذات الالہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع

مل سکتی ہے مگر اس سے تو موت میرے لئے بہت سہل ہے۔ میری آنکھوں سے آنسو لگاتار جاری ہیں مگر مجھے کچھ ناشکیبائی نہیں۔ میں دشمن کے سامنے نہ عاجزی کرونگا اور نہ روؤں اور چلاؤں گا۔ میں جانتا ہوں کہ میں خدا کی طرف جا رہا ہوں۔ موت سے مجھے اس لئے ڈر نہیں کہ میں مر جاؤں گا لیکن میں تو لپیٹ والی آگ کے خون چوسنے سے ڈرتا ہوں۔ اس عرش عظیم کے مالک نے مجھ سے کوئی خدمت لینی چاہی اور مجھے شکیبائی کے لئے فرمایا ہے۔ اب انھوں نے زدو کوب سے میرا تمام گوشت کوٹ دیا ہے اور میری امید جاتی رہی ہے۔ میں اپنی درماندگی اور بے وطنی و بے کسی کی فریاد اور ان ارادوں کی جو میرے جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں، خدا سے کرتا ہوں۔ بخدا جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو میں یہ پروا نہیں کرتا کہ راہِ خدا میں کس پہلو پر گرتا اور کیونکر جان دیتا ہوں۔ خدا کی ذات سے اگر وہ چاہے۔ یہ بالکل امید ہے کہ وہ پارہ ہائے گوشت کے ہر ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے گا۔(۱)

۱۔ رحمۃ للعالمین، از قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، لاہور، جلد اول، ص ۱۱۲

نعتیہ شاعری

نعتیہ شاعری سے مراد ایسی شاعری ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح سرائی کی جائے۔ آنحضرتؐ کے مناقب کا بیان اشعار کی شکل میں خوبصورت الفاظ کے ذریعے بہترین انداز میں کیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ادیانِ عالم میں، تمام پیغمبروں میں اس لحاظ سے بھی افضلیت ہے کہ اسلام روزِ ازل سے خدا کا پسندیدہ دین ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ : (۳ : ۱۹) القرآن۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی۔ ارشادِ خداوندی ہے :۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ (۵ : ۳) القرآن)

قرآن مجید کو تمام کتب سماوی و غیر سماوی پر ہر لحاظ سے برتری و فضیلت حاصل ہے۔ اس وقت دنیا کی تمام مذہبی کتابوں میں تحریف و تبدل ہو چکا ہے اور وہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں، جب کہ قرآن مجید اب بھی اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ (۱۵ : ۹ ، القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہی ایسی ذات ہے، جس میں بہترین خوبیاں اپنے عروج کے ساتھ موجود ہیں۔ اور آپؐ کی ذاتِ مبارک کی پاکیزگی اور بزرگی کا اندازہ اس بات سے آسانی سے ہو جاتا ہے کہ خود خدائے بزرگ و برتر جو کائناتِ ارض و سما کا خالق و مالک ہے، اللہ ربّ العزّت اپنے محبوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنے فرشتوں سمیت درود و سلام بھیجتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (احزاب ، القرآن) = ۳۳ : ۵۶

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت سے بہت پہلے نعت گوئی کا آغاز ہو چکا تھا، اس لئے کہ اللہ اور اس کے مقرب فرشتے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود وسلام بھیجتے تھے۔ اس کے علاوہ انبیاء کرام نے آپ کے مبعوث ہونے کی بشارتیں دیں اور آپ کی شان میں تعریفانہ کلمات کہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

"جب بنی اسرائیل بخت نصر کے قہر وغضہ سے ڈر کر منتشر ہو گئے تو ان میں سے حضرت ہارون علیہ السّلام کی اولاد کی ایک ایسی جماعت تھی، جس نے ہمارے محبوب جناب محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نعت ومنقبت اپنی کتابوں میں پڑھی تھی"

کعب بن لوی بن غالب نے جس کی موت ومبعثِ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فرق ہے۔ اہلِ تورات وانجیل سے ذکرِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سن رکھا تھا، اس لئے اپنے خطبوں میں وہ آپ کے صفات ومحاسن بیان کیا کرتا تھا۔ اس کے کلام میں سے یہ بیت بہت مشہور ہے:ؔ

عَلیٰ غَفلَۃٍ یَاتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ
فَخبرَ اَخبَاراً صَدُوقاً خَبِیراً

ترجمہ: "جب لوگ غفلت وجمود میں ہوں گے تو نبی محمدؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائیں گے، جن کے صادق وخبیر ہونے کی خبر سابقہ کتابوں نے دی ہے"[۱]

امام شافعیؒ نے "حُبّ آلِ البیت فرضٌ من اللّٰہ" کے عنوان سے مندرجہ ذیل اشعار فرمائے:ؔ

۱۔ الشواہد النبوۃ، از مولانا جامیؒ، ص: ۴۳-۴۴

يَا آلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبُّكُمُ ... فَرْضٌ مِنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
يَكْفِيكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْفَخْرِ أَنَّكُمُ ... مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَاةَ لَهُ [۱]

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ کا فاضل مقالہ نگار رقمطراز ہے :-

"عشق، محبت، و فرطِ عشق، اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید میں نہیں آیا تاہم وسیع تر معنوں میں اس نے عربی ادب میں خاصی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ اس کے تجزیے میں ہمیں ان حالات کا پتہ چلتا ہے، جن میں عربی، اسلامی، احساس و فکر کی نشوو نما عمل میں آئی، بقول الدیلمی، ہر قسم کے لوگوں نے محبت اور عشق پر، جو محبت کی سب سے زیادہ متحرک شکل ہے، اپنے اپنے خیالات بیان کئے ہیں۔ صحرائی عربوں، بڑے بڑے عالموں، فقہا، دانشوروں، صوفیوں وغیرہ نے عشق کے اسباب اس کے مظاہر، اس کے درجات اور اس کے بارے میں مفصل اظہارِ خیال کیا ہے۔ عشق کی تعریف بیان کرنے کی اولین کوششوں میں الجاحظ کے رسالۃ فی العشق کا نام لیا جاسکتا ہے۔ ایک عام طور پر مسلّمہ تعریف کی رو سے عشق کسی محبوب شے یا ہستی (معشوق) کے حصول کی نا قابل مزاحمت خواہش (شوق، تشویق) کا نام ہے۔ فلسفیوں کے ہاں عشق ایک عقلی چیز ہے۔ یہ اس بلند ترین مسرت (السعادۃ القصوی) کی جانب غیر ارادی، واضح اور باقاعدہ میلان کے مترادف ہے جو ایسی عقل کے لئے، جو حواسِ خمسہ کے ذریعے منتقل ہونے والے علم کے اشتباہات سے آزاد ہو چکی ہو۔ خالص نیکی (الخیر المحض) کا مفہوم حاصل کر لیتی ہے۔ عقل مند انسان ایک سچی واحد ہستی (الواحد الحق) کی تلاش میں جتنا بھی آگے بڑھتا ہے، اسی قدر وہ اپنے اندر اس نا قابلِ

۱- دیوان الشافعی، لابی عبداللّٰہ محمد بن ادریس الشافعی۔ جمعہ وعلق علیہ، محمد عفیف الزعبی دار الجمیل، بیروت، (۱۵۰ تا ۲۰۴ھ)، ص: ۷۲

محو خوشی (ابتہاج) اور لذّتِ مطلق (اللذّۃ المطلقۃ) کو بڑھتا ہوا محسوس کرتا ہے، جو ذاتِ واجب الوجود کے کمال و حسن کے مشاہدے سے حاصل ہوتی ہے۔ صوفیوں کے ہاں عشق کا ولولہ کسی قدر مزاحمت کے باوجود مذہبی زندگی کا ایک جزو ہے۔ کیونکہ یہ اس منظم انس و الفت (محبّۃ) کا ایک قدرتی ارتقاء ہوتا ہے، جس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ (آل عمران : ۳۱)۔

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ (طٰہٰ : ۳۹)[۱]

"عشق کا مفہوم جو عالم و جاہل، پیر و جوان، عارف و غافل ایک لحاظ سے سب پر واضح معلوم ہوتا ہے، جب اس کا تعین اور اس کی تجدید چاہیں تو سب سے زیادہ مبہم ہو جاتا ہے۔ زبان کی کم مائیگی سب سے زیادہ عشق ہی کی تعریف میں نمایاں ہوتی ہے"[۲]

صوفیائے کرام کا قول ہے:۔

"العشق نار تحرق ماسوی المحبوب"

ترجمہ: "عشق ایسی آگ ہے جو محبوب کے علاوہ ہر چیز کو جو غیر ہو جلا ڈالتی ہے"

"فقر عشق ہی کا ایک رُوپ ہے اور اس لئے ان تمام قوتوں کا حامل اور مرکز جو عشق کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں"[۳]

۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد: ۱۳، ص: ۳۵۴

۲۔ اقبال (مجلہ بزم اقبال)، مدیر میاں محمد شریف مقالہ نگار خلیفہ عبدالحکیم، بزمِ اقبال کلب روڈ لاہور۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء۔ ص ۲۰

۳۔ اقبال اور محبتِ رسولؐ، از ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ کلب روڈ لاہور، نومبر ۱۹۷۸ء، ص: ۲۸ - ۲۳۔

"یاد رہے کہ "عشقِ رسولؐ" کا صحیح مفہوم و مدعا ہے "اتباعِ رسولؐ"، اگرچہ "عشق" کا اصل مفہوم ہے کسی ہستی سے مخلصانہ اور والہانہ "انس و محبت" لیکن ہم اس محبت کو "محبت" ہی کیوں کہیں، جو محب کو اپنے محبوب کا مکمل طور پر مطیع و متبع نہ بنا دے؟ بالفاظِ دیگر کیا ہم اس "عشقِ رسولؐ" کو صحیح اور صادق عشق تسلیم کر لیں جو "طاعتِ رسولؐ" سے عاری ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔"

"عشقِ رسولؐ کی شرطِ اوّل طاعتِ رسولؐ ہے۔"

"عشقِ رسولؐ کے بغیر عشقِ حق ناممکن ہے۔"[1]

عشق ایک ایسے جذبے کی معراج ہے، جس میں انسان اپنا تن من دھن اپنے محبوب کے لئے قربان کرنے میں پل بھر بھی دریغ نہیں کرتا۔ انسان جذبوں اور احساسات کے زیرِ اثر رہتے ہوئے زندگی بسر کرتا ہے۔ اور عشق ایسی روشنی ہے، جو انسان کو دنیا کی ہر چیز سے بالاتر ہو کر خالص اور حقیقی راہنمائی عطا کرتی ہے۔ عشق زندگی ہے اور زندگی عشق ہے۔ عشق صرف محبتِ دنیا کے لئے ہی مخصوص نہیں بلکہ عشق انسان کی مادی اور روحانی زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیرِ اثر نعتیہ شاعری پروان چڑھی ہے۔

نعت کا لغوی و معنوی مفہوم

"ن۔ ع۔ ت" عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ کسی چیز کی تعریف میں مبالغہ آرائی پر نعت، کا لفظ مستعمل ہے۔"[2]

۱۔ جوہرِ اقبال، از عبدالرحمٰن طارق، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، بار سوم ۱۹۷۸ء، ص: ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۲۔

۲۔ تاج العروس از سیّد محمد مرتضیٰ الزبیدی، لاہور، ۱۹۷۵ء، جلد اوّل، ص: ۵۹۳۔

خوبی بیان کرنے والے کو ناعت کہتے ہیں اور اس کی جمع نعات ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح سرائی کو بھی نعت کہتے ہیں۔ نعت کی جمع نعوت ہے۔ ابنِ اثیر کے مطابق :۔

"اَلنعت وَصفَ الشئی بِمَا فِیہِ مِن حُسن وَلایقال فِی القبیح اِلا اِن یتکلّف مُتکلّف فیقول نعت سوء وَالوصف فِی الحُسن وَالقبیح"[1]

ترجمہ: "نعت کسی چیز کی خوبیوں کے اظہار بیان کو کہتے ہیں۔ قبیح میں اسے استعمال نہیں کیا جاتا، بجز کسی کے تکلّف کرنے پر"

عربی نعت نگار وصف، منقبت، حمد اور ثناء جیسے الفاظ پر نعت کے لفظ کو بلحاظ معنی و مفہوم ترجیح دیتے ہیں۔ مفسّرین کرام نعت کے لفظ کو آیاتِ قرآنیہ کی تشریح میں وصف کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ احادیثِ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نعت کا لفظ اپنی مختلف نحوی و صرفی صورتوں میں تقریباً ۰۷ سے زیادہ دفعہ استعمال ہوا ہے۔ احادیث میں یہ لفظ مطلق اظہار اور بیان محض سے لے کر عام اشیاء و افراد کی تعریف، صفت، علامت، حالت، کیفیت، صورتِ احوال، خصوصیّت اور کسی چیز کی خاصیت یا کسی شخص کے حُلیہ کے بیان میں استعمال ہوتا ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لفظ سِدرۃ المنتہیٰ اور مسجدِ اقصیٰ کی تعریف میں ملتا ہے۔ اللہ کی صفات اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے اوصاف کے بیان اور ارکانِ اسلام کی تشریح و توضیح میں بھی نعت کا لفظ مستعمل نظر آتا ہے۔[2] ڈاکٹر فرمان فتحپوری کے نزدیک :۔

"اصولاً نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح کے متعلق

۱۔ النھایتہ فی غریب الحدیث والاثر، از ابنِ اثیر، بیروت، ۱۹۶۱ء، جلد پنجم، ص ۷۹

۲۔ خصائص الکبریٰ، از علامہ جلال الدین سیوطی۔ لاہور، ۱۹۸۲ء، ۲ ص: ۱۴ تا ۱۷

نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا، لیکن اردو اور فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے" (۱)

ڈاکٹر ریاض مجید نعت کے لفظ کے اولیں استعمال کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر کے حوالے سے لفظ نعت کا استعمال (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصف میں) آپ کی بعثت و ولادت سے پہلے زمانے تک جا پہنچتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے:۔

وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ۔

(پ: ۱، ع: ۱۱، القرآن)

ترجمہ: "اس سے پہلے وہ اس نبیؐ کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے، تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے۔"

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مستند مفسرینِ کرام نے بتایا کہ یہودی کس طرح دعا مانگتے تھے، یہ عبارت نقل کی ہے:۔

"اللھم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد نعتہ وصفتہ فی التوراۃ"

ترجمہ: "اے اللہ ہماری مدد فرما اس نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے جو آخرِ زمانہ میں بھیجے جائیں گے۔ جن کی نعت اور صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔"

(انوارِ محمدیہ فی سیرت المصطفویہ، از: محمد ضیاء اللہ قادری، ص: ۲۰۹، بحوالہ تفسیر جلالین، ص: ۱۴، تفسیر نیشاپوری، جلد: اول، ص: ۳۲۷، سراج المنیر، ص: ۷۳، مدارک جلد اول، ص: ۴۷، ابوالسعود، جلد اول،

۱- اردو کی نعتیہ شاعری از ڈاکٹر فرمان فتحپوری، لاہور، ص: ۲۱

ص: ۲۹۲، جامع البیان، ص: ۱۶)۔[1]

نعت سے وصف کے معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ وصف کے معنی ہیں کشف اور اظہار، شاعرانہ اصطلاح میں وصف کسی چیز کے عوارض اور اس کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کو کہتے ہیں۔ صاحبِ تاج العروس کے مطابق نعت کے معنی وصف کے ہیں۔ ابنِ قدامہ کے نزدیک بہترین وصف شعار شاعر وہ ہے، جو اپنے شعر میں ان اوصاف کے اکثر حصے لائے، جن سے موصوف مرکب ہے۔ اس کے بعد وہ اوصاف اس قسم کے ہوں، جو موصوف میں زیادہ نمایاں ہیں اور اس کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھتے ہوں۔ جب کسی چیز کے وصف میں مبالغہ سے کام لیا جائے تو اس وقت نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن ہمارے ادب میں اس کا استعمال مجازاً صرف حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے وصف محمود ثنا کے لئے ہوا ہے۔ ابنِ سیدہ کہتے ہیں کہ ہر عمدہ اور جید چیز کو جس کے اظہار میں مبالغہ سے کام لیا جائے، نعت کہتے ہیں۔ ابن الاعرابی لکھتے ہیں کہ نعت کا لفظ اس انسان کے لئے بھی استعمال ہوگا جو نہایت خوبرو اور حُسن و جمال کی صفات رکھتا ہو![2]

نعت سے مراد انسانی اخلاق کی اعلیٰ ترین خوبیوں کا بلند مرتبہ ہے، یعنی صلاحیتوں اور خوبیوں کا اپنی انتہا کو پہنچنا ہے۔ نعت اور وصف کے لفظ میں اہلِ لغت نے معنوی لحاظ سے فرق کیا ہے۔ ابنِ اثیر کے مطابق نعت میں صرف خوبیوں کا بیان ہوتا ہے، جب کہ صفت میں خوبیاں اور خامیاں دونوں ہی شامل ہیں[3]۔ جب کہ بعض علماء نے (جوہری اور فیومی) نعت اور وصف کو

۱۔ نقوش "رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمبر" مدیر محمد طفیل، ادارہ فروغ اردو لاہور جنوری، ۱۹۸۴ء، جلد: دہم، ص: ۱۹

۲۔ شعر الہند، از عبدالسلام ندوی، اعظم گڑھ، جلد دوم، ص: ۳۸۹

۳۔ النھایہ فی غریب الحدیث والاثر، از ابن اثیر، جلد پنجم، ص: ۷۶

ہم معنی قرار دیا ہے، جب کہ نعت کے عربی ماہرین لغت کے لفظ کو وصف، صفت، تعریف، ثناء اور حمد جیسے الفاظ سے اعلیٰ اور بہتر قرار دیتے ہیں۔ دوسرے لفظ صرف اپنے اندر ایک ایک معنی اور متعلقہ خصوصیات کا صرف بیان ہی رکھتے ہیں جب کہ نعت کا لفظ نہ صرف یہ کہ اوصافِ حمیدہ کے لئے استعمال ہوتا ہے بلکہ اعلیٰ خوبیوں کے بیان کرنے میں اور بہترین اور قابلِ نمونہ اخلاق و عادات اور صفات کے بیان میں مستعمل ہے۔ بعض مفسرین نے قرآن کے ترجمہ و تشریح میں نعت کو وصف کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ جب کہ احادیث میں یہ لفظ مطلق اظہار اور بیان محض سے لے کر عام اشیاء و افراد کی تعریف، صفت، حالت اور کسی چیز کی خاصیت یا کسی شخص کے حلیہ کے بیان میں استعمال ہوا ہے۔ فارسی زبان میں نعت کا لفظ وصف کے معنوں میں بھی آیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ستائش کہنے میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اردو میں بھی عربی اور فارسی لغات کی طرح نعت کا لفظ صرف وصف اور مدحِ رسول کے معنوں میں آیا ہے۔ مولوی نور الحسن کاکوروی کے نزدیک یہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے، لیکن اس کا استعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ستائش کے لئے مخصوص ہے۔(۱)

عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے اردو شعر و ادب کے آغاز تک یہ لفظ وصف مطلق کی عمومیت سے نکل کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اور مدح کے لئے مخصوص ہو چکا تھا۔ اور لفظ محض کی بجائے ایک مخصوص ادبی و شعری اصطلاح کے طور پر رواج پا چکا تھا۔ اہلِ قلم حضرات نے لفظ حمد کو اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لئے اور لفظ نعت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء و صفت بیان کرنے کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

۱۔ نور اللغات از مولوی نور الحسن کاکوروی، جلد چہارم، ص: ۶۸۱۔

الدکتور محمد عبدالمنعم خفاجی نے نعت کی مندرجہ ذیل اقسام بیان کی ہیں :-
نعت المدح ۔ نعت الھجار ، نعت المراثی ۔ نعت التشبیہ ۔ نعت الوصف ۔ نعت النسیب ۔ اور ان پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔[1]

عربی ، فارسی ، اردو کے علاوہ دنیا کی تقریباً ہر زبان میں نعت سے مراد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدح و ستائش اور منقبت بیان کرنا لیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر یونس حسنی کے بقول :-

"ایسی تمام نظمیں جن میں رسولِ خدا سے محبت اور عقیدت کا اظہار کیا جائے ، یا ان کے محاسن بیان کئے جائیں ، نعت کی تعریف میں آتی ہیں"۔[2]

ممتاز حسن "خیر البشر کے حضور میں" ، نعت کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

"میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے ، جس کا تأثر ہمیں حضور رحمتٌ للعالمین کی ذاتِ گرامی سے قریب لائے۔ جس میں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی مدح ہو یا حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے ، جس میں محض پیکرِ نبوت کے صوری محاسن سے لگاؤ کی بجائے مقصدِ نبوت سے دلبستگی پائی جائے۔ جن میں جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح یا خطاب با لواسطہ

۱۔ نقد الشعر لابی الفرج قدامہ بن جعفر از الدکتور محمد عبدالمنعم خفاجی ، مکتبۃ الکلیات الازھریۃ ، القاہرہ ، ۱۹۷۸ء ، الطبعۃ الاولیٰ ، ص : ۹۱ تا ۱۴۴
۲۔ اختر شیرانی اور جدید اردو ادب ، از ڈاکٹر یونس حسنی ، ص : ۲۵۲۔

ہو، یا بلاواسطہ اور وہ شعر نظم ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث، مخمس ہو یا مسدس، اس سے نعت کی نوعیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دار و مدار اس کے نفسِ مضمون پر ہے۔ اگر اس کا مقصد ذاتِ رسالت کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی جوابہیت نوعِ انسانی اور جملہ موجودات کے لئے ہے، اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا مستحق ہے۔"[1]

فرمان فتحپوری کے مطابق :۔

"اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کے متعلق نثر اور نظم کے ہر ٹکڑے کو نعت کہا جائے گا، لیکن اردو اور فارسی میں جب نعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے عام طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منظوم مدح مراد لی جاتی ہے۔"[2]

ڈاکٹر سید رفیع الدین اشفاق اپنی کتاب "اردو میں نعتیہ شاعری" کے صفحہ نمبر ۳۰ پہ لکھتے ہیں کہ :۔

شمائل ترمذی کی ایک حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سب سے پہلے نعت کا لفظ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے استعمال کیا۔ حضرت علیؓ نے اپنے لئے بجائے واصف کے ناعت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جب کہ نقوش "رسولؐ نمبر"، جلد نہم، صفحہ ۱۹ میں نعت کے لغوی مفہوم پر ایک بہترین علمی اور تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر ریاض مجید حوالہ جات دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نعت کا لفظ حضرت علیؓ کی زیرِ بحث روایت

۱۔ خیر البشرؐ کے حضور میں، از ممتاز حسن، ادارہ فروغِ اردو لاہور، ۱۹۷۵ء، ص: ۱۵

۲۔ اردو کی نعتیہ شاعری، از ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ص: ۲۱۔

سے پہلے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس زمانہ کے یہودی عالموں کی زبان سے بلکہ آپؐ سے پہلے یہود کی دعاؤں میں آپؐ کی مدح و توصیف اور اوصاف و خصائص کے حوالے سے استعمال ہوتا رہا ہے۔ بظاہر نعت کے موضوع کا تعین بہت آسان نظر آتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ نعت حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح ہی کا نام ہے، لیکن اگر عربی، فارسی اور اردو میں موجود نعتیہ کلام کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس موضوع کی عظمت اور وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ دربارِ رسالتؐ کے شاعروں نے کفار کے رد میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے حسب نسب اور کردار و صفات کی توصیف و ستائش میں جو مدحیہ منظومات لکھیں انھیں عربی نعت کے اوّلین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دربارِ رسالتؐ سے وابستہ شاعروں کی نعتوں میں آپؐ کی سیرت مبارکہ کی صفت و ثناء، جمالِ ظاہری، شجاعت، سخاوت، دیانت، امانت، صداقت، عدالت اور باطنی حسن کی تعریف حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے خلق و ہدایت کا بیان، آپؐ کے آباؤ اجداد اور اصحابؓ و آلؓ کی مدح دوسرے پیغمبروں کے مقابلہ میں آپؐ کی فضیلت کا بیان اور اس کے ساتھ ساتھ اسلامی عقائد اور اسلامی تحریک کا تذکرہ اور تبلیغ اسلام میں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مساعیٔ جمیلہ کا ذکر ملتا ہے۔ یوں مدح کے ساتھ اسلام اور سیرتِ رسولؐ کے لامحدود پہلوؤں کا تذکرہ نعت کے موضوعات میں شامل ہو گیا۔

نعتیہ شاعری کا ارتقاء

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہد میں صحابہ کرامؓ نے نعتیہ اشعار کہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسّان بن ثابتؓ، حضرت کعبؓ بن زہیرؓ، حضرت کعبؓ بن مالکؓ، حضرت عائشہؓ اور بہت سے دوسرے صحابہؓ کرام اور صحابیاتؓ اور اکابرینِ اُمت

کہے اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وستائش بیان کی۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کی مدح میں کچھ عرض کروں۔ آنحضرتؐ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا :-

لایفضض اللہ فاک (ترجمہ) اللہ آپ کی زبان کبھی بند نہ کرے۔

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ اشعار پیش کئے :-

۱۔ مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي	مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
۲۔ ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ	أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقُ
۳۔ بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ	أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ
۴۔ تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ	إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ
۵۔ وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيلِ مُكْتَتِمًا	فِي صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ
۶۔ حَتَّى احْتَوَى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ	خِنْدِفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
۷۔ وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَ	رْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ
۸۔ فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّ	ـورِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

(حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ، المتوفی ۶۵۳ء)

ترجمہ: ۱- آپ اس سے پہلے سایۂ خاص میں بسر کر رہے تھے اور اُس منزلِ محفوظ میں تھے، جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا۔

۲- پھر آپ بستی میں اُترے، مگر نہ تو ابھی آپ بشر تھے، نہ گوشت پوست اور نہ لہو کی پھٹکی۔

۲۔ بلکہ وہ آبِ صافی، جو کشتیوں پر سوار تھا، جب سیلاب کی موجیں چوٹی کو چھو رہی تھیں اور لوگ ڈوب رہے تھے۔

۴۔ منتقل ہوتا رہا صلب سے رحم کی طرف، پھر جب ایک عالم گزر چکا مرتبۂ حال کا ظہور ہوا۔

۵۔ آپؐ آتشِ خلیل میں اترے۔ چھپے چھپے، آپؐ ان کی صلب میں تھے تو وہ کیسے جلتے۔

۶۔ تا آنکہ آپؐ کا محافظ وہ صاحبِ شوکت گھرانا ہوا، جو خندف جیسی رفیع المرتبت خاتون کا ہے، جس کا دامن زمین پر لوٹتا تھا۔

۷۔ اور آپؐ جب پیدا ہوئے تو چمک اُٹھی زمین اور روشن ہو گئے آفاقِ سماوی آپؐ کے نور سے۔

۸۔ تو اب ہم لوگ اسی روشنی اور اسی نور میں ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں نکال رہے ہیں۔

حضرت ابو طالبؓ بن عبد المطلبؓ (المتوفی ۶۲۰ء) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ اشعار پیش کئے: ؎

۱۔ وَاللّٰہِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْکَ بِجَمْعِھِمْ — حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا

۲۔ فَاصْدَعْ بِاَمْرِکَ مَا عَلَیْکَ غَضَاضَۃٌ — وَاَبْشِرْ وَقَرِّ بِذَاکَ مِنْکَ عُیُوْنَا

۳۔ وَدَعَوْتَنِیْ وَزَعَمْتَ اَنَّکَ نَاصِحِیْ — وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَکُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنَا

۴۔ وَعَرَضْتَ دِیْنًا لَا مُحَالَۃَ اِنَّہٗ — مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنَا

۵۔ لَوْلَا الْمَلَامَۃُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّۃٍ — لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنَا

ترجمہ: ۱۔ خدا کی قسم وہ اپنی جمعیت کے ساتھ تجھ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے، جب تک مجھے دفن کر کے مٹی میں ٹیک لگا کر لٹا نہ دیا جائے۔

۲۔ تُو اپنا کام کئے جا، تجھ پر کسی قسم کی تنگی نہیں ہے اور خوش رہ اور اس کام کے ساتھ اپنی آنکھیں ٹھنڈی کئے جا۔

۳۔ اور تُو نے مجھے دعوت دی اور تیرا خیال ہے کہ تُو میرا خیر خواہ ہے، تُو نے سچ کہا اور پھر تُو تو ایک امانت دار (امین) ہے۔
۴۔ اور تُو نے وہ دین پیش کیا جو یقیناً دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے۔
۵۔ اگر ملامت کا خوف اور سبکی کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس دین کو قبول کر لینے میں تُو یقیناً مجھے برملا فراخ دل پاتا۔

اعشیٰ اسلام کی نعمت سے محروم رہا۔ اعشیٰ سبعہ معلقہ کا شاعر ہے۔ اسکے نعتیہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں قصیدہ "بانت سعاد" پڑھ رہے تھے، اس شعر پر پہنچے:

اِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ یُستضاءُ بِہ ۔۔۔ مُھنَّدٌ مِن سُیُوفِ الھِندِ مسلولُ

ترجمہ: "رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ایسا نور ہیں، جس سے ساری نوعِ انسانی جگمگا اٹھی ہے اور وہ بے نیام ہندی شمشیر کی طرح تیز اور فیصلہ کن ہیں۔"

تو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا "سیوف الہند" کی جگہ "سیوف اللہ" کر دو۔ اس لفظی اصلاح سے شعر کے معنوں میں بہت بڑا فرق پیدا ہو گیا اور شعر بلاغت کی حدوں کو چھونے لگا۔

ابنِ اسحاق نے کہا یہ اشعار انس بن زنیم نے کہے ہیں:

وَمَا حَمَلَت مِن نَاقَۃٍ فَوقَ رَحلِھَا ۔۔۔ اَبَرُّ وَاَوفٰی ذِمَّۃً مِن مُحَمَّدٖ
اَحَثَّ عَلٰی خَیرٍ وَاَسبَغَ نَائِلاً ۔۔۔ اِذَا رَاحَ کَالسَّیفِ الصَّقِیلِ المُھَنَّدٖ
وَاَکسٰی لِبُردِ الخَالِ قَبلَ ابتِذَالِہٖ ۔۔۔ وَاَعطٰی لِرَاسِ السَّابِقِ المُتَجَرِّدٖ
تَعَلَّمْ رَسُولَ اللّٰہِ اِنَّکَ قَادِرٌ ۔۔۔ عَلٰی کُلِّ صِرمٍ مُتھِمِینَ وَمُنجِدٖ

ترجمہ: "محمدؐ سے زیادہ صالح، محمدؐ سے زیادہ وفائے عہد کرنے والے۔ محمدؐ سے زیادہ بھلائی کے کاموں پر اکسانے والے، محمدؐ سے زیادہ عطا و بخشش

کرنیوالے، جنگ رونما ہونے کے وقت صیقل شدہ ہندی تلوار کی مانند زیادہ تیز چلنے والے۔ یمن کی بہترین اور اعلیٰ چادروں کو استعمال کئے بغیر محمدؐ سے زیادہ دوسروں کو پہنانے والے اور محمدؐ کے گھوڑے سے زیادہ سبقت لے جانے والے، یکتا گھوڑا رکھنے والے انسان کو آج تک کسی ناقہ (اونٹنی) نے اپنے کجاوے پر سوار نہیں کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپؐ سمجھ لیجئے کہ آپؐ ان تمام گھروں پر، جو خواہ نشیبی علاقوں میں ہوں یا بلند علاقوں میں، پوری طرح قادر ہیں"۔(۱)

اسلام لانے کے بعد بھی بعض صحابہؓ کرام عام بول چال میں اشعار سے مدد لیتے تھے اور اپنا مدّعا اشعار میں بیان کرتے تھے۔(۲)

ابنِ اسحاق کے مطابق عبداللہ بن زبعریؓ نے اسلام لانے کے بعد مندرجہ ذیل اشعار کہے:

وَ علیکَ من علم الملیک علامۃ   نور اغرّ وَ خاتم مختوم

ترجمہ: "اور آپؐ میں خداوند تعالیٰ کے علم کی نشانی ہے۔ آپؐ سراپا نور ہیں۔ آپؐ کے ذریعے سے نبوّت و رسالت پر مہر لگ گئی ہے اور یہ مہر اللہ کی لگائی ہوئی ہے"۔

اعطاک بعد محبۃ برھانہٗ   شرفا و برھان الالٰہ عظیم

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مجد و شرف کی محبت آمیز برہان دی ہے اور اللہ کی جو برہان ہوگی اس کی عظمت میں کیا شک کیا جا سکتا ہے"۔

ولقد شہدت بان دینک صادق   حق وَ انک فی العباد جسیم

ترجمہ: "اور میں نے واقعی اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ آپؐ کا دین سچّا اور برحق ہے اور آپؐ تمام بندوں میں سب سے اعلیٰ ہستی ہیں"۔

وَ اللّٰہ یشھد ان احمد مصطفیٰ   متقبل فی الصالحین کریم

ترجمہ: "اور خود اللہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ سیرت ابنِ ہشام، جلد دوم، ص: ۵۰۶۔ (۲) ایضاً، ص: ۴۶۴، ۴۹۸

تمام صلحاء کے منظورِ نظر اور کریم و شریف ہیں۔"

قوم علا بنیانہ من ھاشم　　　فرع تمکن فی الذرا و اروم

ترجمہ: "اور ایک ایسے بہادر سردار ہیں، جن کی بنیاد بنو ہاشم سے اٹھی ہے، وہ فرع بھی ہیں اور اصل بھی اور ان دونوں کا مقام انتہائی بلندیوں پر ہے۔"(۱)

حضرت ابو طالبؓ کا شعر ہے:

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا　　　نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ

ترجمہ: "کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا نبیؐ پایا ہے کہ موسیٰؑ کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔"

حضرت کعبؓ بن مالکؓ کا شعر ہے:

وَ اَبْلِغْ اَبَا سُفْیَانَ اَنْ قَدْ بَدَالَنَا　　　بِاَحْمَدَ نُوْرٌ مِنْ هُدَی اللّٰهِ سَاطِعُ

ترجمہ: "ابو سفیان کو یہ پیغام پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا نور ظاہر ہو گیا ہے۔"(۲)

ابو احمد بن جحش کے اشعار ہیں:

اِلی اللہ وَجھی والرسول و من یقم　　　اِلی اللہ یوما وجھہ لا یخیب

ترجمہ: "میری توجہ اللہ اور رسولؐ کی جانب ہے۔ اللہ کی طرف جو شخص بھی کبھی توجہ کرے، وہ محروم نہیں ہوتا۔"

وَ رعنا الی قول النبی محمد　　　فطاب ولاۃ الحق منا و طیبوا

ترجمہ: "ہم پیغمبر (خدا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بات کی طرف لوٹے حق کی سرپرستی کرنے والے پاک و صاف ہو گئے اور پاک و صاف کر دیئے گئے۔"(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات کے بارے میں ابو قیس صرمہ نے کہا:

۱تا۳۔ سیرت ابن ہشام جلد دوم، ص: ۵۰۰، ۴۹۴، ۵۲۰

وَ الفی صدیقاواطمانت بہ النوی   وکان لنا عونا من اللہ بادیا

ترجمہ: "اور آپ نے ایسا دوست پالیا، جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے، کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی"۔

نعادی الذی عادی من الناس کلھم

جمیعا وان کان الحبیب المصافیا

ترجمہ: "سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں، ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں، اگرچہ وہ مخلص دوست ہو"۔[1]

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (۵۳ : ۳-۴، القرآن)۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور دشمنی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع تھی۔ اس لئے آپ کے ارشادات پر صحابہ کرامؓ نے اپنا تن من دھن قربان کر دیا۔

ابوعزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح اور فضیلت یوں بیان کرتا ہے :۔

من مبلغ عنی الرسول محمدا   بانک حق والملیک حمید

ترجمہ: "میری جانب سے رسول اللہ کو یہ پیام پہنچانے والا کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ حقیقی قابلِ حمد و ثنا ہے"۔

وانت امرؤ تدعوا الی الحق والھدیٰ   علیک من اللہ العظیم شہید

ترجمہ: "اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں۔ آپ کی سچائی پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں"۔

وانت امرؤ بوئت فینا مباءۃ   لھا درجات سھلۃ وصعود

۱۔ سیرت ابنِ ہشام، جلد دوم، ص : ۱۷۵

ترجمہ: "اور آپؐ ایسے ہیں کہ ہم میں آپؐ نے اونچا مقام حاصل فرمالیا ہے، جسکی سیڑھیوں پر چڑھنا ایک لحاظ سے نہایت آسان اور ایک لحاظ سے نہایت مشکل ہے۔"

فانک من حاربتہ لمحارب — شقی ومن سالمتہ لسعید

ترجمہ: "آپؐ کی حالت یہ ہے کہ آپؐ جس سے نبرد آزما ہوں وہ بدنصیب دشمن ہے اور جس سے آپؐ صلح فرمالیں، وہ خوش نصیب ہے۔"

ولکن اذا ذکرت بدرو اھلہ — تاوب حابی حسرۃ وقعود

ترجمہ: "لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے تو حسرت اور کم ہمتی جو مجھ میں موجود ہے مجھے گھیر لیتی ہے"[1]۔

آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حدیث ہے :۔

انا اوتیت بجوامع الکلم

ترجمہ: "مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں، جن کے الفاظ مختصر اور معنی وسیع ہیں۔"

ابن ہشام کے مطابق کعبؓ بن زہیر نے قصیدہ "بانت سعاد" مدینہ منورہ میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسجد نبویؐ میں پڑھا تھا۔ آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے انعام کے طور پر کعبؓ بن زہیرؓ کو اپنی چادر مرحمت فرمائی تھی۔

تابعین میں فرزوق نے بہترین نعتیہ شاعری کی ہے۔ الکمیت بن زید الاسدی، دعبل، الشریف الرضی اور مہیار بھی اسی دور کے شاعر ہیں۔

حضرت کعبؓ بن زہیرؓ کے قصیدہ بردہ کی ہر دور کے مسلمان علماء نے قدر کی ہے۔ اس قصیدہ بردہ کی شرحیں تقریباً دنیا کی تمام اہم زبانوں میں ہو چکی ہیں۔ عربی کی چند مشہور شرحیں درج ذیل ہیں :۔

۱۔ سیرت ابن ہشام، جلد: دوم، ص: ۵۰۴

الاسعاد لحل نظم بانت سعاد	از	مسعود بن حسن بکری القنالی
بلوغ المراد علی بانت سعاد	"	محمد صالح السائی
الجواہر الوقاد فی شرح بانت سعاد	"	احمد بن محمد الیمنی
شرح بانت سعاد	"	ابن ہشام الانصاری
حسن السیر لقصیدۃ کعب بن زہیرؓ	"	عطاء اللہ بن احمد الیمنی
طریق الرشاد الی تحقیق بانت سعاد	"	عطاء اللہ بن احمد الیمنی
فتح باب الاسعاد فی شرح بانت سعاد	"	علی بن سلطان الھروی
القول المراد فی شرح بانت سعاد	"	محمد حسن المرصفی
کنہ المراد فی شرح بانت سعاد	"	جمال الدین السیوطی

جب کہ قصیدہ بردہ پر مخمس، مسدس، مسبع کی شکل میں دوسرے علماء کرام نے نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ ان میں شیخ محمد بن سعید الابوصیری (ان کا قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے، جب کہ کعب بن زہیرؓ کے قصیدہ بردہ کا نام قصیدہ بانت سعاد رکھا ہے، تاکہ دونوں قصائد میں شناخت ہو سکے)۔ متوفی ۶۹۶ھ — یحیٰی بن یوسف صرصری، متوفی ۶۵۶ھ — محمد بن العباس الابیوری متوفی ۵۰۷ھ۔ امام زمخشری متوفی ۵۳۸ھ — عبدالمحسن التنوخی متوفی ۶۴۳ھ — احمد بن عبدالملک الفزازی — ابوحیان اندلسی متوفی ۶۹۲ھ — ابن سید الناس البصری الشافعی متوفی ۷۳۴ھ — نورالدین الہمذانی متوفی ۷۲۹ھ — جمال الدین ابن نباتہ المصری متوفی ۷۶۸ھ — ابن جابر اندلسی متوفی ۷۸۰ھ — برہان الدین القیراطی متوفی ۷۸۱ھ — عبدالرحمٰن بن علی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ — عزالدین الموصلی متوفی ۷۹۰ھ — علاء الدین الدمشقی — محی الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب — اسماعیل بن محمد القلقشندی متوفی ۸۲۱ھ — شمس النواجی متوفی ۸۵۹ھ — قاضی بہاء الدین محمد الباعونی — علاء الدین ملیک الحلبی متوفی ۹۱۷ھ — محمد بن نمر الاسکالی — محمد بن حامد الخطیب۔

مندرجہ بالا تمام قصائد المجموعۃ النبھانیۃ میں موجود ہیں۔

محمد بن سعید بن حماد بن عبداللہ بن صنہاج۔

بوصیری (متوفی ۶۹۶ھ) کا قصیدہ بردہ نعتیہ ادب میں خاص مقام رکھتا ہے۔
عربی نعت میں ابوبکر تقی الدین بن علی بن عبداللہ الحموی (متوفی ۸۳۷ھ) کا قصیدہ بدیعیۃ بھی نہایت اہم ہے، جو "خزانۃ الادب" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ مواعِج ابن نباتۃ المصری بھی عربی نعتیہ ادب میں گرانقدر اضافہ ہے، جو جمال الدین محمد بن محمد مصری (متوفی ۷۶۸ھ) کی تصنیف ہے۔

عہدِ غزنوی میں فردوسی نے شاہنامہ میں تبرکاً نعتیہ اشعار کہے ہیں پھر بابا طاہر، ابوسعید ابوالخیر (متوفی ۴۴۰ھ) اور عبداللہ انصاری (متوفی ۴۸۱ھ) نے نعتیہ اشعار کہے۔ حکیم سنائی (متوفی ۵۲۵ھ)، فریدالدین عطار (وفات: ۱۲۳۰ء)، نظامی (متوفی ۵۹۹ھ)، خاقانی (متوفی ۵۹۵ھ)، رومی (متوفی ۱۲۷۳ء)، سعدی (وفات: ۱۲۹۲ء)، امیر خسرو (متوفی ۷۲۵ھ، ۱۳۲۵ء)، جامی (متوفی ۸۹۸ھ، ۱۴۹۵ء)، عرفی (متوفی ۹۹۹ھ)، قدسی (متوفی ۱۰۵۴ھ) جیسے بلند پایہ شعراء نے فارسی زبان میں نعتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادا کی ہے۔ ان بزرگوں نے قرآن و حدیث کو اپنی شاعری کا مآخذ بنایا۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہندوستان کے تقریباً تمام علماء و مشائخ نے نعت گوئی کو اپنا شعار بنایا۔ امیر خسرو سے لے کر آخر تک برابر ایسے لوگ ہوئے، جنھوں نے نہ صرف فارسی میں قرآن و سنت کے مضامین نظم کئے بلکہ اردو شاعری کے ذریعے بھی یہ خدمت کی۔ الطاف حسین حالی، ڈاکٹر محمد اقبال اور ظفر علی خان جدید نعت گوئی کے پیشرو ہیں۔ غلام علی آزاد بلگرامی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں کئی قصیدے لکھے ہیں اور ان کا ایک مجموعہ "تسلیۃ الفواد" کے نام سے مرتب کیا ہے۔

۱۰۔ عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ از ڈاکٹر زبید احمد، ص: ۲۴۵۔

مختلف شعراء کی نعتیہ شاعری

"تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور میں تمام مذاہب کے علماء اور پرہیزگار لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیۂ عقیدت پیش کیا اور اس عقیدت کو اپنی نجات کا وسیلہ سمجھا ہے۔ خداوند ربِ کریم کی حمد و ثناء کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ستائش میں شعر کہنا عربی و فارسی شعراء کا قدیم دستور ہے۔ دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی گئی ہے، اس لئے کہ جب بھی مسلمان قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اسے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہی راہِ نجات کا پتہ چلتا ہے، اس لئے کہ اسلام کے تمام احکامِ عبادت ارکان اور شریعت کے تمام تقاضوں کی تشریح ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتِ اطہر میں ملتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ ۳۳:۵۶ (احزاب، القرآن)۔

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجا کرو۔"

جب رب العزت اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں تو یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر درُود و سلام بھیجتے تھے، بھیج رہے ہیں اور ابد تک بھیجتے رہیں گے۔ اس دنیائے رنگ و بُو کے باسی قیامت تک اور اس کے بعد بھی نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درُود و سلام بھیجتے رہیں گے اور نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عشق و محبت میں سرشار ہو کر نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مناقب نعتیہ شاعری کی شکل میں بیان کرتے رہیں گے۔ صحابہؓ کرام، علماء کرام اور شعراء کرام کے نعتیہ اشعار بے شمار ہیں۔ یہاں پر چند نعتیہ اشعار پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضرت ابو طالبؓ کا شعر ہے:؎

وَاِن فخرت یوما فان محمدًا　　　ھو المصطفیٰ من سرِّھا وکریمھا

ترجمہ: "اور جب بھی بنی ھاشم نے فخر کیا تو ان میں سے محمدؐ ہی منتخب کیا۔
اس قبیلے کی جان اور ان میں بڑے مرتبے والے نکلے"۔ (ص: ۲۸۵)

حضرت ابو طالبؓ نے ایک طویل قصیدہ کہا، جس چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:؎

کَذَبتُم وَبَیتِ اللہِ نُبزٰی مُحَمَّدًا　　　وَلَمَّا نُطَاعِنُ دُوْنَہٗ وَنُنَاضِلِ

ترجمہ: "بیت اللہ کی قسم تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے
متعلق مغلوب ہو جائیں گے، حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کیلئے
نہ نیزہ زنی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی"۔

وَنُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ حَوْلَہٗ　　　وَنَذْھَلَ عَنْ اَبْنَآئِنَا وَالْحَلَائِلِ

ترجمہ: "تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انھیں تمھارے حوالے کر دیں گے، ہرگز نہیں حتّیٰ کہ ہم
ان کے اطراف میں پچھڑ جائیں گے اور اپنے بیوی بچّوں کو بھول جائیں گے"۔

وَمَا تَرْکُ قَوْمٍ، لَا اَبَا لَکَ، سَیِّدًا　　　یَحُوْطُ الذِّمَارَ غَیْرَ ذَرْبٍ مُوَاکِلِ

ترجمہ: "تیرا باپ مر جائے، ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی بات ہے جو حمایت کے
قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے، نہ فسادی ہے اور نہ اپنا کام دوسروں پر چھوڑنے والا
ہے"۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

ترجمہ: "جو ایسے روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ یتیموں کی سرپرستی کرنے والا اور بیواؤں کی پناہ۔"

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ آلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهُ فِي رَحْمَةٍ وَفَوَاضِلِ

ترجمہ: "بنی ہاشم کے مفلس اس کے ہاں پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس نازونعم میں اور اعلیٰ مراتب پر ہیں۔"

فَأَصْبَحَ فِيْنَا أَحْمَدُ فِي أَرُوْمَةٍ تُقَصِّرُ عَنْهُ سَوْرَةُ الْمُتَطَاوِلِ

ترجمہ: "ہم میں احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے۔ (ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنیوالوں کی سختیاں اُسے ضرر پہنچانے یا اُسکا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔"

حَدِبْتُ بِنَفْسِي دُوْنَهٗ وَحَمَيْتُهٗ وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرَا وَالْكَلَاكِلِ

ترجمہ: "اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی۔ اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی۔"(۱)

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے اشعار: ؎

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا وکنت بنا برّاً ولم تک جافیا

وکنت رحیماً ھادیاً ومعلماً لیبک علیک الیوم من کان باکیا

فدیً لرسول اللہ امی وخالتی وعمی وخالی ثم نفسی ومالیا

فلو ان رب الناس ابقی نبینا سعدنا ولکن امرہ کان ماضیا

علیک من اللہ السلام تحیۃ وادخلت جنات من العدن راضیا (۲)

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وھب کے اشعار: ؎

"ومن لم یسمع بآمنۃ رضی اللہ عنہا ام النبی العربی علیہ السلام"

۱۔ سیرت ابن ہشام، جلد دوم، ص: ۳۰۰

۲۔ شاعرات العرب فی الجاھلیۃ۔ دارالثقافۃ، بیروت، ۱۹۸۳ء، ص: ۲۲۸

آلمها أن تترك محمداً الصغير محروماً من جناحي الأب والأم،

لقد شعرت أن الموت قريب منها، فقالت " وهي فی حال النزع "

بارك فيك الله من غلام — یا ابن الذی فی حومة الحمام
نجا بعون الملك العلام — فودی غداة الضرب بالسهام
بمائة من إبل سوام — إن صح ما أبصرت في المنام
فأنت مبعوث إلی الأنام — تبعث في الحل و في الحرام
تبعث بالتوحيد و الاسلام — دين أبيك البر إبراهام
فالله ینهاك عن الاصنام — أن لا توالیها مع الأقوام (۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (المتوفی: ۶۷۷ء)

مَتَىٰ يَبْدُ فِي الدَّاجِي الْبَهِيمِ جَبِينُهُ — ترجمہ: "اندھیری رات میں ان کی پیشانی
يَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَى الْمُتَوَقِّدِ — نظر آتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے، جیسے روشن چراغ۔
فَمَنْ كَانَ أَوْ مَنْ قَدْ يَكُونُ كَأَحْمَدَ — احمد مجتبیٰ کے جیسا کون تھا اور کون ہوگا۔
نِظَامٌ لِحَقٍّ أَوْ نَكَالٌ لِمُلْحِدِ — حق کا نظام قائم کرنے والا اور ملحدوں کو سزا یا عبرت بنا دینے والا"(۲)

حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ (المتوفی: ۳۲ھ، ۶۵۳ء)

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُقُ

ترجمہ: "اور جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آسمان کے کنارے (افق) آپ کے نور سے منور ہو گئے"

۱۔ شاعرات العرب في الجاهلية، دار الثقافة، بیروت، ۱۹۸۴ء، ص: ۳۹-۲۳۸۔
۲۔ سیرت محمدیہ از شیخ احمد بن محمد بن ابی بکر خطیب قسطلانی، ص: ۱۷۔

حضرت علیؓ کا نعتیہ کلام (حلیہ شریف سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قَرَنَ الْمَلَاحَۃَ طِیْنَۃٗ وَالْحُسْنُ صَارَ قَرِیْنَۃٗ
ملاحت آنحضرتؐ کی سرشت میں ملی ہوئی تھی اور حسن وخوبی سرورِ کائنات میں پیوست تھی
صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

صَادَ الْقُلُوْبَ جَمَالُہٗ شَاعَ الْاٰفَاقَ جَلَالُہٗ
انکے حسن وجمال نے سب کے دلوں کو شکار کرلیا ہے تمام عالم میں ان کی بزرگی مشہور ہے
صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

وَالْبَدْرُ یَقْصُرُ نُوْرَہٗ اِذْ مَا اسْتَبَانَ ظُھُوْرُہٗ
اور چاند چودھویں رات کا اپنے نور میں کمی کرتا تھا۔ جس وقت آنحضرتؐ کا نور جلوہ ظہور فرماتا تھا
صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

مَرْبُوْعُ قَدٍّ کَانَہٗ وَاللّٰہُ اَعْظَمَ شَانَہٗ
جسم اقدس آں سرورِ کائنات کا میانہ تھا اور اللہ جل شانہٗ نے انکا مرتبہ نہایت بلند کردیا تھا
صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

لٰکِنْ یُّطَاوِلُ جَارَہٗ وَھُوَ الْمُفِیْضُ بِحَارَہٗ
لیکن آنحضرتؐ اپنے پاس والے سے دراز قد معلوم ہوتے تھے اور آنجنابؐ دریائے سخاوت کے بہانیوالے تھے
صَلّٰی عَلَیْہِ اِلٰھُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

(جاری ہے)

وَالْعَظْمُ كَانَ لِهَامَتِهٖ   وَالْحُسْنُ كَانَ لِقَامَتِهٖ
اور عظمت و بزرگی کے آثار انکے چہرے سے نمایاں تھے   اور حسن و خوبی انکے قامتِ زیبا پر ختم تھی

صَلّٰی عَلَیْهِ اِلٰهُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

کَاللَّیْلِ سُوْدٌ شَعْرُهٗ   فَاضَ الْعَجَائِبَ بَحْرُهٗ
موئے مبارک انکے شبِ تاریک کے مانند سیاہ تھے   ان کی دریا دلی نے عجیب و غریب امور کا افاضہ فرمایا تھا

صَلّٰی عَلَیْهِ اِلٰهُنَا
ہمارے خدا کی رحمت ان پر نازل ہو۔

امام زین العابدینؓ، علی السجاد بن الحسینؓ (المتوفی: ۱۲۰ھ)

۱- اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

۲- مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ

۳- قُرْاٰنُهٗ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِاَدْیَانٍ مَضَتْ
اِذْ جَاءَنَا اَحْکَامُهٗ کُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

۴- اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰی
طُوْبٰی لِاَهْلِ بَلْدَةٍ فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

۵- یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ یَتَّبِعُ نَبِیًّا عَالِمًا
یَوْمًا وَلَیْلًا دَائِمًا وَارْزُقْ کَذَا لِیْ بِالْکَرَمْ

۶- یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ
اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحُزْنِ فَضْلًا وَّجُوْدًا وَّالْکَرَمْ

(جاری ہے)

۷۔ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ
مَحْبُوْسِ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِی مَوْکَبِ الْمُزْدَحَمْ

ترجمہ:۔

۱۔ اے بادِ صبا! اگر تیرا گزر سرزمینِ حرم تک ہو تو میرا سلام اس روضہ کو پہنچا، جس میں نبیٔ محترم تشریف فرما ہیں۔

۲۔ وہ جن کا چہرۂ انور مہرِ نیمروز ہے اور جن کے رخسار تاباں ماہِ کامل، جن کی ذات نورِ ہدایت ہے، جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا۔

۳۔ اُن کا (لایا ہُوا) قرآن ہمارے لئے واضح دلیل ہے، جس نے ماضی کے تمام دینوں کو منسوخ کر دیا، جب اس کے احکام ہمارے پاس آئے تو (پچھلے) سارے صحیفے معدوم ہو گئے۔

۴۔ ہمارے جگر زخمی ہیں فراقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تلوار سے، خوش نصیبی اس شہر کے لوگوں کی ہے، جس میں نبیٔ محتشم ہیں۔

۵۔ کاش! میں اس کی طرح ہوتا، جو نبیؐ کی پیروی علم کے ساتھ کرتا ہے۔ دن اور رات ہمیشہ (اے خدا) یہی صورت اپنے کرم سے عطا فرما۔

۶۔ اے رحمتِ عالم! آپ گنہگاروں کے شفیع ہیں، ہمیں قیامت کے دن فضل وسخاوت اور کرم سے عزّت بخشیئے۔

۷۔ اے رحمتِ عالم! زین العابدینؒ کو سنبھالیئے، وہ ظالموں کے ہاتھوں میں گرفتار حیرانی و پریشانی میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار

۱۔ روحی الفدا لمن اخلاقہ شھدت   بانہ خیر مولود من البشر

۲۔ عمّت فضائلہ کل العباد کما   عمّ البریّہ ضوء الشمس والقمر

۳۔ لو لم تکن فیہ آیات مّبیّنہ   کانت بدیھتہ تنبیک بالخبر

ترجمہ:-

۱- میری روح قربان ہو اس ذات پر جس کے اخلاق اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے بہتر فرد ہیں۔

۲- ان کے احسانات ساری مخلوق کے لئے عام ہیں، جیسے چاند اور سورج کی روشنی ساری دنیا کے لئے عام ہے۔

۳- اگر ذاتِ گرامی میں دوسری روشن دلیلیں نہ بھی ہوتیں تو خود آپ کا چہرۂ انور تم کو حقیقت بتا دیتا۔

۱- انی تفرست فیك الخیر أعرفه ۔ واللہ یعلم أن ماخاننی البصر

۲- انت النبی من یحرم شفاعته ۔ یوم الحساب فقد ازری به القدر

۳- فثبت اللہ ما اتاك من حسن ۔ تثبیت موسیٰ ونصرا کالذی نصروا

ترجمہ:- (اسد الغابہ)

۱- میں نے آپ کو دیکھتے ہی تاڑ لیا کہ آپ کے اندر وہ تمام خوبیاں موجود ہیں، جس کا مجھے علم ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میری نظر نے کوئی غلطی نہیں کی۔

۲- آپ وہ نبی ہیں جن کی شفاعت سے قیامت کے روز اگر کوئی محروم رہا تو اس کی تقدیر نے اس کو تباہ کر دیا (یعنی ایک محروم اور بدقسمت شخص ہی آپ کی شفاعت سے محروم رہے گا)۔

۳- اللہ تعالیٰ آپ کو ان خوبیوں کے ساتھ ثابت قدم رکھے جو اس نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کو ثابت قدم رکھا اور جس طرح اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کی، اسی طرح آپ کی مدد کرے۔

حضرت حمزہؓ بن عبد المطلبؓ بن ہاشم (الشہید: ۶۲۵ء) کے اشعار:-

۱- حَمِدتُ اللہَ حِینَ ہَدَی فُؤَادِی ۔ اِلَی الْاِسْلَامِ وَالدِّینِ الْحَنِیفِ

(جاری ہے)

۲۔ لِدِینٍ جَاءَ مِنْ رَبٍّ عَزِیْزٍ ۔۔۔ خَبِیْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِیْفِ

۳۔ اِذَا تُلِیَتْ رَسَائِلُهُ عَلَیْنَا ۔۔۔ تَحَدَّرُ دَمْعُ ذِی اللُّبِّ الْحَصِیْفِ

۴۔ رَسَائِلُ جَاءَ اَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا ۔۔۔ بِاٰیَاتٍ مُبَیِّنَةِ الْحُرُوْفِ

۵۔ وَاَحْمَدُ مُصْطَفًی فِیْنَا مُطَاعًا ۔۔۔ فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ

۶۔ فَلَا وَاللّٰهِ نُسْلِمُهُ لِقَوْمٍ ۔۔۔ وَلَمَّا نَقْضِ فِیْهِمْ بِالسُّیُوْفِ

ترجمہ: ۱۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا جب اس نے میرے دل کو اسلام اور بلند مرتبہ دین کی توفیق بخشی۔

۲۔ اس دین کی جو عظمت و عزت والے پروردگار کی طرف سے آیا ہے، جو بندوں کے تمام حالات سے باخبر اور ان پر بڑا مہربان ہے۔

۳۔ جب اس کے پیغاموں کی تلاوت ہمارے سامنے کی جاتی ہے تو ہر صاحبِ عقل اور صائب الرائے کے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔

۴۔ وہ پیغامات جن کی ہدایتوں کو احمدؐ لے کر آئے، واضح الفاظ و حروف والی آیتوں میں۔

۵۔ اور احمدؐ ہم میں برگزیدہ ہیں، جن کی اطاعت کی جاتی ہے لہٰذا تم اُن کے سامنے نا ملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا۔

۶۔ تو خدا کی قسم ہم ان کو اس قوم کے حوالے کبھی نہیں کریں گے، جن کے بارے میں ہم نے ابھی تلواروں سے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

حضرت عباسؓ بن مرداس کا کلام

۱۔ رأیتك یا خیر البریة کلها ۔۔۔ نشرت کتابًا جاء بالحق معلما

۲۔ ونورت بالبرهان امرًا مدمّسًا ۔۔۔ واطفأت بالبرهان جمرًا مضرما

۳۔ فمن مبلغ عن النبی محمداً　　　وکل أمرئٍ یجزیٰ بما قد تکلما

۴۔ تعالیٰ علواً فوق عرش الٰھنا　　　وکان مکان اللّٰہ اعلیٰ واعظمھا

ترجمہ: ۱۔ اے کائناتِ ارضی کی سب سے بہتر متاع! میں نے دیکھ لیا کہ آپؐ نے وہ احکامِ الٰہی پھیلائے جس نے حق کو بالکل آشکار کر دیا۔

۲۔ اور وہ شے جو آج تک تاریکیوں میں دبی پڑی تھی تو اس کو برہانِ حق سے روشن کر دیا اور دہکتی ہوئی چنگاریوں کو اسی برہان سے بجھا دیا۔

۳۔ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک میرا یہ پیغام کوئی پہنچا دے اور ہر شخص اپنے قول کی جزا پاتا ہے۔

۴۔ عرشِ بریں پر خدا تے بزرگ و برتر کی ذات بلند و بالا ہے اور خدا کا مقام ہمارے تصورات اور ادراکات سے بلند تر ہے۔"(۱) (نقوش)

حضرت حسان بن ثابتؓ کے اشعار

وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ　　　وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً ا مِنْ کُلِّ عَیْبٍ　　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ(۲)

ترجمہ: "میری آنکھوں نے آپؐ سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا اور آپؐ سے زیادہ صاحبِ جمال کسی عورت نے نہیں جنا۔ آپؐ ہر نقص سے پاک و پاکیزہ پیدا کئے گئے ہیں، گویا کہ آپؐ کی تخلیق آپؐ کے حسبِ منشا ہوئی ہے۔"

۱۔ اغرّ علیہ للنبوۃ خاتم　　　من اللّٰہ مشھود یلوح ویشھد

۲۔ وضمّ الالٰہ اسم النبی الیٰ اسمہٖ　　　اذ قال فی الخمس المؤذن اشھد

۳۔ وشقّ لہ من اسمہ لیجلہ　　　فذو العرش محمودٌ وھذا محمّد

۱۔ شرح شواہد المغنی ص: ۲۴، ابنِ ھشام ج: ۲، ص: ۶۰، تہذیب ابنِ عساکر، ج: ۲، ص: ۲۵۵

۲۔ دیوان حسان بن ثابتؓ، الدکتور ولید عرفات، لندن، الجزء الاول، ص: ۱۴۴۔

۴- نبیٌ أتانا بعد یاس وفترۃ | من الرّسل والاوثان فی الارض تعبد

۵- فأمسٰی سراجًا مستنیراً وھادیا | یلوح کما لاح الصّقیل المھند

۶- وانذرنا نارًا وبشّر جنّۃً | وعلّمنا الاسلام فاللہ نحمد

۷- وانت الٰہ الخلق ربّی وخالقی | بذٰلك ما عمرت فی النّاس اشھد

۸- تعالیت رب النّاس من قول من دعا | سواك الٰھا انت اعلیٰ وامجد

۹- لك الخلق والنعماء والامر کلہ | فایاك نستھدی وایاك نعبد (۱)

ترجمہ :-

۱- آپؐ پر مہرِ نبوت درخشاں ہے، اللہ کی طرف سے وہ دلیل ہے، چمکتی ہے اور گواہی دیتی ہے۔

۲- اللہ نے اپنے نبیؐ کا نام اپنے نام سے مربوط کر دیا اس لئے مؤذن پانچوں وقت اذان میں اَشھدُ..... کہتا ہے۔

۳- اللہ نے اپنے نام سے اپنے پیغمبرؐ کا نام نکالا۔ عرش والا (خدا) محمود ہے اور یہ محمدؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں۔

۴- یہ ایسے نبیؐ ہیں جو ناامیدی اور انبیاءؑ کے سلسلۂ بعثت کے طویل وقفے کے بعد ہم تک آئے اور اس وقت آئے، جب زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

۵- یہ ایک روشن چراغ، روشنی دینے والے اور ہادی بن کر آئے، جن کی چمک ایسی ہے جیسے ہندی تلوار چمکتی ہے۔

۶- ہمیں جہنم سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی، اسلام سکھایا۔ پس اللہ ہی ہے، جس کی ہم حمد کرتے ہیں۔

۱- الادب الاسلامی وصلتہ بالحیاۃ، سماحۃ الشیخ ابی الحسن الندوی
دار الصحوہ للنشر والتوزیع بالقاھرۃ، ۱۹۸۵ء، ص: ۹۲

۷۔ اور ساری مخلوق کا معبود میرا رب اور خالق ہے۔ ہم زندگی بھر اسی کی شہادت دیتے رہیں گے۔

۸۔ سارے جہان کے رَب! تیری شان بڑی ہے اور تو بلند ہے، اس شخص کے قول سے جو تیرے سوا کسی کو پکارتا ہے، تو بہت بلند اور بڑائیوں والا ہے۔

۹۔ حیات بخشی اور نفع رسانی اور ساری حکمرانی صرف تیری ہے۔ ہم تجھ ہی سے ہدایت خواہ ہیں اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

حضرت کعبؓ بن مالک کے اشعار

۱۔ فینا الرسول شهاب ثم یتبعه — نورٌ مضی له فضل علی الشهب

۲۔ الحق منطقه، والعدل سیرته — فمن یجبه الیه ینج من ثبب

۳۔ نجد المقدم ماضی الهم معتزم — حین القلوب علی رجف من الرعب

۴۔ یمضی ویذ مرنا عن غیر معصیة — کأنه البدر لم یطبع علی الکذب

۵۔ بدا لنا فاتبعناه نصدقه — وکذبوه، فکنا اسعد العرب

ترجمہ: ۱۔ ہمارے درمیان اللّٰہ کے رسولؐ ایک درخشندہ ستارہ کے مانند ہیں جن سے روشنی کی ایک لَو نکلتی ہے، جو سب کو روشن کر دیتی ہے اور دُوسرے تمام تاروں کو روشنی بخشتی ہے۔

۲۔ ان کی بات حق ہے، ان کی سیرت عدل ہے، جس نے ان کی پیروی کی ہلاکت سے نجات پاگیا۔

۳۔ جب کہ (جنگ کی ہولناکیوں سے) رعب سے لوگوں کے دل دھڑکنے لگتے ہوں، اس وقت آپؐ بے باکی سے آگے بڑھنے والے، عزم وہمت کے دھنی اور ارادہ کے مضبوط نظر آتے ہیں۔

۴۔ خود آگے بڑھتے ہیں اور ہمیں للکارتے ہیں اور یہ للکارنا معصیت کا نہیں

ہوتا، گویا کہ وہ ماہِ تمام ہیں۔ جھوٹ سے تو اُن کی سرشت پاک ہے۔

۵۔ وہ ہم میں ظاہر ہوئے۔ ہم نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے اتباع کیا۔ دوسروں نے ان کو جھٹلایا، لہٰذا عربوں میں سب سے زیادہ خوش بخت ہم ہی تھے۔

حضرت عبداللہ بن زلعری کے اشعار

۱۔ منع الرقاد، بلابل وهُمُوم ۔۔۔ والليل معتلج الرِّواق بَهِيمُ

۲۔ ممّا اُتانی اُن أحمد لامنی ۔۔۔ فیه، نبتُّ کانّنی محموم

۳۔ یا خیرمن حملت علی اوصالها ۔۔۔ عَیرانةٌ سُرُحُ الیدین رسوم

۴۔ انّی لمعتذر الیك من الذی ۔۔۔ اسدیت اذ اُنا فی الضلال أهیم

۵۔ ایام تامرنی باُغوی خطّةٍ ۔۔۔ سهم وتامرنی بها مخزوم

۶۔ فاغفر فدًی لك والدیّ کلاهما ۔۔۔ ذنبی فانّك راحم مرحوم

۷۔ وعلیك من اثر الملیك علامة ۔۔۔ نورٌ اُضاء وخاتم مختوم

۸۔ مضت علی العداوة فانقضت اسبابها ۔۔۔ ودعت اوا صربیننا وحلوم

ترجمہ: ۱۔ تشویش اور اندیشوں نے نیند اُچاٹ کر دی ہے۔ شب تار کے سیاہ پردے روشنی کی ایک جھلک بھی اندر نہیں آنے دیتے۔

۲۔ یہ کیفیت (غم) اس لئے ہے کہ احمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے متعلق سُنا ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہیں۔ لہٰذا میری رات گزر رہی ہے، جیسے میں تپ زدہ ہوں۔

۳۔ اے وہ ذات جس سے بہتر شخصیت کو آج تک کسی ناقہ (اونٹنی) نے اپنی پُشت پر نہیں بٹھایا ہے (وہ اونٹنی جس کی ہڈیاں مضبوط، قدم تیز اور اتنے وزنی ہیں، جو زمین پر پڑتے ہیں تو زمین میں نشان بن جاتے ہیں)۔

۴۔ میں معذرت خواہ ہوں ان لغزشوں سے جو مجھ سے گمراہی کی حالت میں سرزد ہوئی تھیں۔

۵۔ اس وقت جب کہ قبیلہ سہم والے گمراہ ترین چال چلنے پر مجبور کر رہے تھے اور قبیلہ مخزوم والے بھی یہی سازش کر رہے تھے۔

۶۔ لہٰذا معاف فرما دیجیئے میرا گناہ! میرے ماں باپ دونوں آپؐ پر قربان ہوں، کیوں کہ آپؐ رحم کرنے والے ہیں اور آپؐ خود موردِ رحمت ہیں۔

۷۔ خدائے بزرگ و برتر کے حکم کی علامت آپؐ کے وجود سے ظاہر ہے۔ آپؐ کا وجود ایک روشنی ہے، جس نے اُجالا پھیلایا اور مہرِ نبوت ہے جو ثبت کر دی گئی ہے۔

۸۔ دشمنی ختم ہوئی اور دشمنی کے اسباب ختم ہوئے۔ ہمارے اور آپؐ کے درمیان کا وہ دَور ختم ہوا، جب کہ تعلقات منقطع تھے۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بارے میں شاعری

روضۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مواجہہ شریفہ کی جالیوں پر کندہ نعتیہ اشعار:

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرْبِ اَعْظُمُہٗ

فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ

فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ: ”اے بہتر اُن سب سے جن کے اجسادِ شریفہ خاک میں مدفون ہوئے ہیں اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں۔

میری جان اس پاک قبر پہ فدا، جس میں آپؐ سکونت فرما ہیں۔ اس قبر شریف میں پرہیزگاری ہے اور اُسی میں جُود اور کرم ہے۔“

حضرت عثمان غنیؓ کا شعر

فَیَا عَیْنِیْ ابْکِیْ وَ لَا تَسْأَمِیْ
وَحُقَّ الْبُکَآءُ عَلَی السَّیِّدِ (۱)

ترجمہ: "تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک، اپنے سردار پر رونے کا حق ادا کر۔"

حضرت علی مرتضیٰؓ (الشہید: ۶۶۱ء) کے اشعار

۱۔ اَمِنْ بَعْدِ تَکْفِیْنِ النَّبِیِّ وَ دَفْنِہٖ
بِاَثْوَابِہٖ اٰسٰی عَلٰی ھَالِکٍ ثَوٰی

۲۔ رُزِئْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْنَا فَلَنْ نَرٰی
بِذَاکَ عَدِیْلًا مَا حَیِیْنَا مِنَ الْوَرٰی

۳۔ وَکَانَ لَنَا کَالْحِصْنِ مِنْ دُوْنِ اَھْلِہٖ
لَہٗ مَعْقِلٌ حِرْزٌ حَرِیْزٌ مِنَ الرَّدٰی

۴۔ وَکُنَّا بِمَرْاٰہُ نَرَی النُّوْرَ وَ الْھُدٰی
صَبَاحًا مَسَاءً رَاحَ فِیْنَا اَوِ اغْتَدٰی

۵۔ لَقَدْ غَشِیَتْنَا ظُلْمَۃٌ بَعْدَ مَوْتِہٖ
نَھَارًا فَقَدْ زَادَتْ عَلٰی ظُلْمَۃِ الدُّجٰی

۶۔ فَیَا خَیْرَ مَنْ ضَمَّ الْجَوَانِحَ وَالْحَشَا
وَیَا خَیْرَ مَیِّتٍ ضَمَّہُ التُّرْبُ وَالثَّرٰی

(جاری ہے)

۱۔ جمہرۃ اشعار العرب، تالیف: ابی زید محمد بن ابی الخطاب القرشی، مطبعۃ الامیریۃ الکبریٰ ببولاق مصر، ۱۳۰۸ھ، ص: ۱۶۔

۷۔ كَأَنَّ أُمُورَ النَّاسِ بَعْدَكَ ضُمِّنَتْ
سَفِينَةُ مَوْجٍ حِينَ فِي الْبَحْرِ قَدْ سَمَا

۸۔ فَضَاقَ فَضَاءُ الْأَرْضِ عَنْهُمْ بِرُحْبِهِ
لِفَقْدِ رَسُولِ اللّٰهِ إِذْ قِيلَ قَدْ مَضَىٰ

۹۔ فَقَدْ نَزَلَتْ لِلْمُسْلِمِينَ مُصِيبَةٌ
كَصَدْعِ الصَّفَا لَا لِلصَّدْعِ فِي الصَّفَا

۱۰۔ فَلَنْ يَسْتَقِلَّ النَّاسُ تِلْكَ مُصِيبَةً
وَلَنْ يَجْبُرَ الْعَظْمَ الَّذِي مِنْهُمْ وَهَىٰ

۱۱۔ وَفِي كُلِّ وَقْتٍ لِلصَّلٰوةِ يَهِيجُهُ
بِلَالٌ وَيَدْعُوا بِاسْمِهٖ كُلَّمَا دَعَا

ترجمہ: ۱۔ نبیؐ کو کپڑوں میں کفن دینے کے بعد میں اس مرنے والے کے غم میں غمگین ہوں، جو خاک میں جا بسا۔

۲۔ رسول اللہؐ کی موت کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی اور اب جب تک ہم خود جی رہے ہیں، ان جیسا ہرگز نہیں دیکھیں گے۔

۳۔ رسول اللہؐ ہمارے لئے ایک مضبوط قلعہ تھے کہ ہر دشمن سے پناہ اور حفاظت حاصل ہوتی تھی۔

۴۔ ہم جب ان کو دیکھتے تو سراپا نور و ہدایت کو دیکھتے صبح بھی اور شام بھی، جب وہ ہم میں چلتے پھرتے یا صبح کو گھر سے نکلتے۔

۵۔ ان کی موت کے بعد ہم پر ایسی تاریکی چھاگئی، جس میں دن، کالی رات سے زیادہ تاریک ہوگیا۔

۶۔ انسانی بدن اور اس کے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں، ان میں سب سے بہتر آپؐ ہیں اور آپؐ ان تمام مرنے والوں میں، جن کو خاک

نے چھپایا ہے، سب سے بہتر ہیں۔

۷۔ گویا معاملا انسانی آپؐ کی موت کے بعد ایک کشتی میں پڑ گیا ہے، جو سمندر کے اندر اونچی موجوں میں گھری ہوئی ہے۔

۸۔ زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی، رسول اللہؐ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسولؐ گزر گئے۔

۹۔ مسلمانوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے، جیسے چٹان میں شگاف پڑ جائے اور چٹان کے شگاف کی اصلاح کہاں ممکن ہے۔

۱۰۔ اس مصیبت کو لوگ برداشت نہیں کر سکیں گے اور وہ کمزوری جو پیدا ہو گئی ہے، اس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔

۱۱۔ اور ہر نماز کے وقت بلالؓ ایک نیا ہیجان پیدا کر دیتے ہیں، جب کہ وہ (بلالؓ) ان کا نام لے کر پکارتے ہیں۔

وفاتِ نبویؐ پر حضرت فاطمہؓ کے یہ اشعار ہیں:ے

إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا
وَغَابَ مُذْ غِبْتَ عَنَّا الْوَحْيُ وَالْكُتُبُ
فَلَيْتَ قَبْلَكَ كَانَ الْمَوْتُ صَادَفَنَا
لَمَّا نُعِيتَ وَحَالَتْ دُونَكَ الْكُتُبُ (۱)

ترجمہ: "ہماری محرومی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی ہے، جیسے زمین سے طراوت کا جاتے رہنا۔ جب سے آپؐ غائب ہوئے، ہمارے پاس سے وحی اور کلامِ الٰہی کا انقطاع ہو گیا۔ کاش حضورؐ کے انتقال سے پیشتر اور اس وقت سے پیشتر جب مٹی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوشیدہ کر دیا تھا۔ ہمیں موت آجاتی اور ہم مر گئے ہوتے۔

۱۔ شاعرات العرب فی الاسلام، از جورج غریب، دار الثقافت، بیروت، ۱۹۸۵ء، ص: ۱۰۱۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ (المتوفی ۶۳۲ء) کے اشعار

۱- مَاذَا عَلَیٰ مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ   اَلَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

۲- صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا   صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

ترجمہ:-

۱- جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سونگھ لی، تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔

۲- (حضورؐ کی جدائی میں) وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ اگر یہ مصیبتیں "دنوں" پر ٹوٹتیں تو دن "راتوں" میں تبدیل ہو جاتے۔

۱- اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ   شَمْسُ النَّھَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ

۲- وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ   اَسَفًا عَلَیْہِ کَثِیْرَۃُ الْاَحْزَانُ

۳- فَلْیَبْکِہٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُھَا   یَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَہُ النِّیْرَانُ

۴- یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَکِ ضِنْوَہٗ   صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ[۱]

ترجمہ:-

۱- آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا دن کا سورج اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ۔

۲- اور زمین نبی کریمؐ کے بعد مبتلائے درد ہے، اُن کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا۔

۳- اب آنسو بہائے مشرق بھی اور مغرب بھی ان کی جدائی پر۔ فخر تو صرف ان کے لئے ہے، جن پر روشنیاں چمکیں۔

۴- اے آخری رسولؐ! آپ برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں۔ آپؐ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے۔

۱- شاعرات العرب فی الاسلام، از: جورج غریب، دار الثقافۃ، بیروت ۱۹۸۵ء، ص: ۱۰۲

ابو سفیانؓ کا نبی اکرمؐ کے بارے مرثیہ

وفات حسرت آیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اشعار میں اکثر درد دل کا اظہار کیا کرتے تھے :-

أَرِقْتُ فَبَاتَ لَيْلِي لَا يَزُولُ ! وَلَيْلُ أَخِي الْمُصِيبَةِ فِيهِ طُولُ

ترجمہ: "میں جاگ رہا ہوں اور رات ختم ہی ہونے میں نہیں آتی۔ ہاں مصیبت زدہ کی رات لمبی ہی ہوا کرتی ہے"

فَأَسْعَدَنِي الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيمَا أُصِيبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ قَلِيلُ

ترجمہ: "میں بے اختیار رو رہا ہوں اور یہ تو اس مصیبت کے مقابلہ میں جو مسلمانوں پر آئی، بہت ہی کم ہے"

لَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيبَتُنَا وَجَلَّتْ عَشِيَّةَ قِيلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُولُ

ترجمہ: "اس روز ہماری مصیبتوں کی کچھ انتہا نہ رہ گئی۔ جب لوگ یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلائے گئے"

وَأَضْحَتْ أَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيلُ

ترجمہ: "معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر بھونچال آگیا اور زمین دھنس جائے گی"

فَقَدْنَا الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيلَ فِينَا يَرُوحُ بِهِ وَيَغْدُو جِبْرَئِيلُ

ترجمہ: "جس وحی کو لے کر صبح و شام جبریلؑ ہم میں آیا کرتے تھے۔ آج ہم اس سے محروم ہو بیٹھے!"

وَذَاكَ أَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ نُفُوسُ النَّاسِ أَوْ كَادَتْ تَسِيلُ

ترجمہ: "یہ وہ مصیبت ہے کہ لوگوں کا مر جانا یا قریب مرگ ہو جانا بالکل ٹھیک ہے"

نَبِيٌّ كَانَ يَجْلُو الشَّكَّ عَنَّا بِمَا أُوحِي عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُ

ترجمہ: "نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شان کے تھے کہ دل سے شک کو صاف کر دیتے تھے، کبھی بذریعہ کلام وحی اور کبھی بذریعہ ارشادات خود"

وَيَهْدِينَا فَلَا نَخْشَى ضَلَالًا عَلَيْنَا وَالرَّسُولُ لَنَا دَلِيلُ

ترجمہ: "وہ ہماری رہنمائی فرمایا کرتے اور ہم کو کبھی بھی بھٹک جانے کا ڈر نہ ہوتا

کیونکہ ہم جانتے تھے کہ اللہ کا رسولؐ ہمارا راہنما ہے"۔

أَفَاطِمُ إِنْ جَزِعْتِ فَذَاكِ عُذْرٌ ... وَإِنْ لَمْ تَجْزَعِي ذَاكَ السَّبِيلُ

ترجمہ: "اے فاطمہؑ! اگر تو رو دے گی تو ہم تجھے معذور سمجھیں گے۔ اور اگر تو صبر کرے گی تو بہتر ہے، کیونکہ یہی بہتر طریق ہے"۔

فَقَبْرُ أَبِيكِ سَيِّدُ كُلِّ قَبْرٍ ... وَفِيهِ سَيِّدُ النَّاسِ الرَّسُولُ

ترجمہ: "تیرے باپ کی قبر ہر ایک قبر کی سیّد ہے اور اس قبر میں نوعِ انسان کا سردار، خدا کا رسولؐ آسودہ ہے"۔ (رحمۃ للعالمین، ج ۲، ص ۷۴)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اشعار

یا عین فابکی ولا تسأمی ... وحق البکاء علی السید

اے آنکھ گریہ کر اور اس سے ملول نہ ہو، ایسے سردار کے شایانِ شان ہے کہ اس پر روئیں۔

علی خیر خندف عند البلا ... ء امسی یغیب فی الملحد

ایسے سردار پر جو آزمائش کے وقت بہترین ثابت ہوئے، آج ان کی شام اس طرح ہوئی کہ قبر میں دفن ہو گئے۔

فصلی الملیک ولی العباد ... ورب البلاد علی احمد

وہ مالک جو بندوں کا والی اور شہروں کا پروردگار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔

فکیف الحیاۃ لفقد الحبیب ... وزین المعاشر فی المشہد

اب زندگی کی کیا صورت ہے، وہ محبوب تو کھو گیا، جو تمام حاضرینِ صحبت کے لئے وجہِ زینت تھا، وہ تو جاتا رہا۔

فلیت الممات لنا کلنا ... وکنا جمیعًا مع المہتدی

اے کاش! ہم سب کو موت آجاتی اور سب کے سب اسی ہدایت یافتہ کے ساتھ ہوتے۔

عبداللہؓ بن انیس کے اشعار

تطاول لیلی واعترتنی القوارع وَخطبٌ جلیلٌ للبلیّۃ جامع

میری رات دراز ہو گئی اور مجھے مصائب شدیدہ و حوادث عظیمہ جو بلیات کے جامع تھے پیش آئے۔

غداۃ نعی الناعی الینا محمّداً وَتلک التی تستک منھا المسامع

موت کی خبر دینے والے نے صبح کو ہمیں آنحضرتؐ کے انتقال کی خبر دی۔ یہ وہ خبر تھی، جس سے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

فلو ردَّ میتاً قتلُ نفسی قتلتُھا ولکنّہ لایرفع الموت دافع

اپنے آپ کو قتل کر ڈالنے سے اگر کسی مرنے والے کی زندگی واپس آ سکتی تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالتا، لیکن موت کو کوئی دفع کرنے والا دفع نہیں کر سکتا۔

فآلیتُ لا اُثنی علیٰ ھلک ھالکٍ من الناس ما اوفیٰ ثبیرٌ وفارع

میں نے قسم کھائی تھی کہ کسی مرنے والے انسان کی موت پر اس کی مدح وثناء نہ کروں گا جب تک کہ کوہ ثبیر و کوہ فارع سر بلند ہیں۔

ولکنّنیْ باکٍ علیہ وَ مُتبعٌ مصیبتہ، انی الی اللہ راجع

لیکن میں آپ پر روؤں گا اور آپ کے حادثے کے پیچھے پیچھے رہوں گا، درحقیقت مجھے اللہ ہی کی جناب میں واپس جانا ہے۔

وَقد قبض اللہ النبیین قبلہ وَعادٌ اصیبت بالرزیٰ والتبابع

اللہ نے آپ سے پہلے اور انبیاءؑ کی رُوحیں بھی قبض کیں، قوم عاد پر بھی مصیبت نازل ہوئی اور قوم تبّع پر بھی۔

فیالیت شعری من یقوم بامرنا وَھل فی قریشٍ من امامٍ ینازع

کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کون ہمارا انتظام کرے گا اور کیا قریش میں کوئی ایسا امام ہے، جو آپ کا مقابلہ کر سکے۔

ثلاثہ وھطٍ من قریش ھم ھم   ازمّۃ ھذا الامر واللہ صانع
قریش میں تین ہی گروہی اس امر میں عنانِ اقتدار رکھتے ہیں اور کام بنانے والا اللہ ہی ہے۔

علیؓ او الصدیق او عمرؓ لھا   ولیس لھا بعد الثلاثۃ رابع
علیؓ ہیں، یا ابوبکر صدیقؓ ہیں، یا عمرؓ ہیں جو اس کے لئے موزوں ہوں گے، ان تین کے بعد چوتھا کوئی نہیں۔

فان قال منا قائلٌ غیر ھذہٖ   ابینا وقلنا اللہ راءٍ وسامع
اگر ہم میں سے کسی کہنے والے نے ان کے علاوہ کچھ کہا، تو ہم اس کو نہ مانیں گے اور دیکھنے والا، سننے والا اللہ ہے۔

فیا لقریش قلدوا الامر بعضھم   فانّ صحیح القول للناس نافع
کیا اچھا ہو کہ قریش اپنا معاملہ انھیں میں سے کسی کے سپرد کر دیں، کیونکہ صحیح بات ہی لوگوں کے حق میں مفید ہوتی ہے۔

ولا تبطئوا عنھا فراقًا فانّھا   اذا قطعت لم یمن فیھا المطامع
اس میں ایک ساعت بھی دیر نہ کرو، اس لئے کہ جب اس کا استقرار ہو گیا تو لالچ اور طمع اس کی آرزو نہ کر سکیں گے۔

حضرت حسّان بن ثابتؓ کا مرثیہ

مابال عینک لاتنام کانّما   کُحِلَتْ مآقیھا بکحل الارمد
تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ نیند ہی نہیں آتی۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سرمے کی کرکری سمائی ہے۔

جزعًا علی المھدیّ اصبح ثاویا   یا خیر من وطی الحصیٰ لاتبعد
اُس مہدی پر جزع و فزع کی بنا پر نیند اُڑ گئی جواب دفن ہو چکا ہے۔
اے سنگریزوں کو سب سے بہتر روندنے والے دُور نہ ہو جانا۔

جَنبی یقیك التّرب کلفی لیتنی　　غیبت قبلك فی بقیع الغرقد

میرا پہلو آپؐ کو مٹی سے بچاتا۔ مجھ پر افسوس ہے، اے کاش میں ہی قبر میں چلا جاتا۔

یاویح انصار النبی و رھطه　　بعد المغیب فی سواد الملحد[۱]

افسوس، اب حضرتؐ کے انصار اور حضرتؐ کے گروہ کا کیا ہوگا، جب کہ قبر میں آپؐ کی غیبت واقع ہو چکی ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کے اشعار

یاعین فابکی بدمعٍ ذَرَیٰ　　لخیر البریّة وَالمصطفیٰ

اے آنکھ اچھی اشکبار ہو، اُن مرنے والے کے لئے، جو مخلوق میں سب سے اچھے اور برگزیدہ تھے۔

وبکی الرّسول وَحقّ البکاء　　علیه لدی الحرب عند اللقا

رسولؐ اللہ کو رو، اور جب لڑائی سر پہ آگئی تو حضرتؐ پر رونا ہی چاہیئے۔

علی خیر من حملت ناقةٌ　　واتقی البریّة عند التقیٰ

ان پر رو جو اونٹنی پر جتنے لوگ سوار ہو چکے ہیں، وہ ان سب سے اچھے اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھے۔

علی سیّد ماجد مجفل　　وَخیر الانام وَخیر اللّھا

وہ جو سردار تھے، بزرگ تھے اور تمام جہان میں سب سے بڑھ چڑھ کے تھے۔

لهُ حَسَبٌ فوق کلّ الانا　　م من ھاشم ذٰلک المرتجیٰ

ان کے کردار اور مناقب سب پر فائق تھے۔ ہاشم کی یادگار تھے، جن پر سب کی لو لگی ہوئی۔

نخصّ بما کان من فضله　　وَکان سراجًا لنا فی الدُّجا

انکی فضیلت کی بنا پر ہم خاص طور پر انکے ماتمی ہیں جو تاریکی میں ہمارے لئے چراغ تھے۔

۱۔ دیوان حسان بن ثابتؓ، الدکتور ولید عرفات، لندن ۱۷۹۱ء، جزاول، ص: ۲۶۹

وَکان بَشیراً لنا منذراً   وَنُوراً لنا ضووُہ قد اٗنا

ہمارے حق میں وہ بشیر بھی تھے، نذیر بھی تھے اور ایسے نور تھے جس کی شعاع نے ہم کو روشن کر رکھا تھا۔

فانقذنا اللہ فی نورہ   وَنجی برحمتہ من نجا

۔ اللہ نے اسی نور کے طفیل میں ہمیں بچایا اور رحم کر کے آتشِ دوزخ سے نجات دی۔

اروی ؓ بنتِ عبد المطلب ؓ کے اشعار

الا یا عین ویحک اسعدینی   بدمعک ما بقیت وطاوعینی

اے آنکھ، تیرا بُرا حال ہو، جب تک تو باقی ہے، اپنے آنسو سے میری مدد کر اور میری بات مان۔

الا یا عین ویحک وَاستھلی   علی نور البلاد وَاسعدینی

اے آنکھ، تیرا بُرا حال ہو، جو ملک بھر کے حق میں نور تھے، اے آنکھ میری مدد کر

فان عذلتک عاذلۃٌ فقولی   علام وفیم ویحک تعذلینی

کوئی نصیحت کرنے والی اگر تجھے نصیحت کرے تو کہہ دے کہ تیرا بُرا حال ہو، کس امر پر اور کس بات میں تو مجھے نصیحت کر رہی ہے۔

علی نور البلاد معاً جمیعاً   رسُول اللہ احمد فاترکینی

میں گریاں ہوں تو ان پر گریاں جو تمام ملک میں سب کے لئے نور تھے، اللہ کے رسُول تھے، احمدؐ تھے، لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دے۔

فاِلاَّ تقصری بالعذل عنّی   فلومی ما بدالک اودعینی

بایں ہمہ اگر تو مجھے نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتی، تو جیسا جی میں آئے ملامت کرلے، یا جی چاہے تو رہنے دے۔

لامرِ ھدّنی وَاذل رکینی   وَشیّب بعد جدّتھا قرُونی

عاتکہؓ بنت عبدالمطلبؓ کے اشعار

یا عین جودی ما بقیت بعبرۃ — سحاً علی خیر البریۃ احمد

اے میری آنکھ، تو جب تک باقی ہے، احمد پر جو تمام مخلوق میں سب سے اچھے تھے، فیاض کے ساتھ آنسو بہاتی رہ۔

یا عین فاحتفلی وسُحّی واسجمی — وابکی علی نور البلاد محمدٍ

اے میری آنکھ آمادہ ہو جا اور اچھی طرح سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر رو، جو تمام ملک کے نور تھے۔

انّیٰ لک الویلات مثل محمدٍ — فی کل نائبۃ تنوب ومشھدِ

تجھ پر افسوس ہے، ہر ایک حادثہ اور ہر ایک معرکہ میں تجھے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جیسے کہاں ملیں گے۔

فابکی المبارک الموفق ذا التقیٰ — حامی الحقیقۃ ذا الرشاد المرشدِ

ان پر رو جو برکت والے تھے۔ توفیق والے تھے، صاحبِ تقویٰ تھے۔ حق کے حامی تھے، ہدایت والے راہ نما تھے۔

من ذا یفکّ عن المغلّل غلّہٗ — بعد المغیّب فی الضریح الملحدِ

وہ جو قبر میں جا چکے ہیں، اب ان کے بعد کون ایسا رہ گیا کہ قیدیوں کو رہا کرائے، آزادی دلائے۔

اَم من لکل مُدَفّع ذی حاجۃٍ — ومسلسل یشکو الحدید مقیّدِ

اب اس حاجت مند کے کون کام آئے گا جو ہر طرف سے نکالا جاتا ہو، اُسے دھکے دیئے جاتے ہوں، پابزنجیر ہو، اور لوہے کی بندش کا گلہ کر رہا ہو۔

ام من لوحی اللہ یترک بیننا — فی کل ممسیٰ لیلۃٍ او فی غدِ

اب ہر شام وسحر اللہ کی وحی کس پر آیا کرے گی جو ہمارے ہی درمیان رہ جایا کرتی تھی۔

فعلیكَ رحمۃُ ربنا وَ سلامُہٗ　　یا ذا الفواضل والندٰ والسودد

اے فضیلتوں والے، فیاض، سردار، تجھ پر ہمارے پروردگار کی رحمت و سلام ہو۔

ھلاّ فداكَ الموت کلُّ مُلعّنٍ　　شکسُ خلائقہٖ لئیم المحتد

تیرے بدلے ان سب کو موت کیوں نہ آئی جو لعنتی ہیں، بد خلق ہیں، اصل و نسل کے کمینے ہیں۔

صفیہؓ بنت عبد المطلبؓ کے اشعار

لیت شعری وکیف امسی صحیحًا　　بعد أن بین بالرسول القریب

کاش مجھے خبر ہوتی، میں کیسے صحیح و تندرست رہ سکتی ہوں۔ بعد اس کے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جدا ہو گئے۔

اعظم الناس فی البریۃ حقًا　　سید الناس حبہ فی القلوب

وہ درحقیقت تمام مخلوق میں سب سے بڑے تھے، سب کے سردار تھے۔ ان کی محبت ہر دل میں ہے۔

فانی اللہ ذاك اشکو وحسبی　　یعلم اللہ جو بتی و نحیبی

میں اللہ ہی سے اس کی شکایت کرتی ہوں اور وہی مجھے کافی ہے۔ اللہ میری کلفت اور گریہ کو خوب جانتا ہے۔

امِّ ایمنؓ کا کلام

عین جودی فان بذلك للسح شفاءً　　فاکثری ملبکاء

اے آنکھ اچھی طرح رو، رونا ہی شفا ہے، اسلئے رونے میں کمی نہ کر۔

حین قالوا الرسول امسی فقیدًا　　میتًا کان ذاك کل البلاء

جب لوگوں نے کہا کہ رسول (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) چلے گئے تو ہر قسم کی آزمائش کا یہی وقت تھا۔

وابکیا خیر من رزینا ہ فی الدنیا ومن خصہ بوحی السماء۔

(ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

اے دونوں آنکھو! اس کو روؤ جس کی مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے، وہ دنیا میں سب سے اچھے تھے اور وحی آسمانی سے مخصوص تھے۔

یدموع غزیرۃ منک حتیٰ یقضی اللہ فیہ خیر القضاء

یہاں تک روؤ کہ اللہ اپنی بہترین قضا و قدر سے کام لے۔

فلقد کان ماعلمت وصولاً ولقد جاء رحمۃ بالضیاء

میں جانتی ہوں کہ حضرتؐ صلہ رحم کرتے تھے، رحمت بن کے اور روشنی لے کے آپؐ آئے تھے۔

ولقد کان بعد ذلک نوراً وسراجاً یضیئ فی الظلماء

اسی قدر نہیں بلکہ آپؐ ایسے نور اور چراغ تھے، جو تاریکی میں روشن ہو۔

طیب العود والضریبۃ والمعدن والخیم خاتم الانبیاء

پاک خصلت، پاک منش، پاک خاندان، پاک عادت اور آخری پیغمبرؐ تھے۔

علماء کی نعتیہ شاعری

امام محمد بن سعید بوصیریؒ

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

اور کیونکہ دنیا کی طرف مزورتیں ایسے نفس ذکی کو بلا سکتی ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے اور دنیا میں جلوہ افروزی نہ فرماتے تو دنیا عدم سے منصۂ شہود پر ظاہر نہ ہوتی۔

محمدؐ سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم

محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار اور ملجا ہیں کائنات دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور دونوں جماعتوں کے عرب سے اور عجم سے۔

فاق النبیین فی خلق و فی خُلُقٍ ولم یدانوہ فی علم ولا کرم (۱)

۱۔ طیب الوردۃ علی قصیدۃ البردہ، از امام محمد بن سعید بوصیری، شارح علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، جنوری ۱۹۸۷ء ص: ۸۹ تا ۱۰۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء پر فوقیت حاصل فرما چکے ہیں۔ شکل وصورت ظاہری اور خلق وحسن باطنی میں اور کوئی نبی آپؐ کے مراتب کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا، مرتبۂ علم وکرم میں۔

عبدالرحمان بن خلدون

یَا سیّد الرسل الکرام! ضراعۃً	تقضی منیً نفسی وَتذھب حوبی
عاقت ذنوبی عن جنابك والمنی	فیھا تعللنی بکل کذوب
ھب لی شفاعتك التی أرجو بھا	صفحاً جمیلاً عن قبیح ذنوبی
انی دعوتك واثقًا باجابتی	یا خیر مدعو وخیر مجیب
قصرت فی مدحی فان یك طیبا	فبما لذکرك من اریج الطیب
ماذا عسی یبغی المطیل وقد حوی	فی مَدحك القرآن کل مطیب

ترجمہ :- اے سرورِ رسولانِ کرام، خدا کے حضور ایک التجا پیش کر دیجئے، جو میری دل مراد پوری ہو جائے اور میرے گناہ بخش دے۔ میرے گناہ آپؐ کے حضور آنے کی راہ میں حجاب بن گئے ہیں اور تمنائیں دل کو جھوٹی تسلیوں سے بہلاتی رہتی ہیں۔ اپنی شفاعت سے نوازیئے۔ جس کے ذریعہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بدترین گناہوں کو معاف کر دے گا۔ میں بڑے یقین سے ساتھ آپؐ کی بارگاہِ رسالت میں التجا لے کر آیا ہوں۔ اے وہ بہترین ذات جس کو پکارا جائے اور جو قبولیت سے نوازے، میں نے آپؐ کی مدح کا حق تو ادا نہیں کیا، اگر کچھ اچھا کہہ دیا ہے تو وہ آپؐ کی عطر بیز یاد کا صدقہ ہے۔ کہنے والا زیادہ سے زیادہ کیا کہہ سکتا ہے۔ جب کہ قرآن مجید نے آپؐ کے متعلق ہر بہتر بات کہہ دی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (م: ۸۰۲ھ)

نبی اللہ یا خیر البرایا بجاهك أتقی فصل القضاء[1]

ترجمہ: اے رسولِ خدا! اے سب سے برگزیدہ انسان! آپؐ کے طفیل اللہ سے حشر کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگتا ہوں۔

ابن حجۃ الحموی

فیا وردنا الصافی! طیور قلوبنا علیك اذا ما بها الضیم حوّم

ترجمہ: اے سرچشمۂ پاک جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے، ہمارے دلوں کے پرندے آپؐ کے گرد منڈلانے لگتے ہیں۔

شیخ عبدالرحیم البرعی

امام المرسلین ومنتقاهم حوی الخیرات ختماً وابتداء

نبی ما رائتہ الشمس الا وغضت عن محاسنہ حیاء

ترجمہ: وہ تمام انبیائے مرسلین کے امام اور ان سب میں منتخب ترین نبیؐ ہیں خوبیوں کی ابتدا و انتہا دونوں کو انھوں نے گھیر لیا ہے۔ وہ ایسے نبیؐ ہیں کہ آفتاب نے جب بھی ان پر نظر ڈالی تو ان کے محاسن کو دیکھ کر شرمندہ ہو کر سرنگوں ہو گیا۔

ابنِ نباتہ مصری

وان محمداً لحبیب انس وجن هم لنعلیہ فداء

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن وانس دونوں کے پیارے ہیں اور ایسے

۱- دیوان ابن حجر العسقلانی، از امام ابن حجر العسقلانی: جمعہ وصححہ وعلق علیہ الدکتور السید ابوالفضل، جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۹۶۲ء۔

عزت و محبت والے ہیں کہ تمام جن و انس آپؐ کی جوتیوں پر قربان ہیں۔

شیخ حسین دجانی

الیک یارسول اللہ وجہت وجھتی
وارسیت فی ذخار بحر جودک مرکبی
فمن رسول اللہ منک بنظرۃ
اذاحم فیھا الاصفیاء بمنکبی

ترجمہ: "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں نے اپنا رُخ آپؐ کی طرف کرلیا ہے اور آپؐ کی سخاوت کے دریا میں اپنا سفینہ لنگر انداز کیا ہے۔ بس ایک نگاہِ کرم سے احسان فرمائیے۔ آپؐ کی نگاہ مجھے اس لائق بنا دے گی کہ خاصانِ خدا کے شانہ بشانہ کھڑا ہوسکوں"۔

شہاب الدین محمود الحلبی

محمد سید السادات اکرم من — علت بمثلہ فوق الوریٰ الرتب
محمد المصطفیٰ الھادی الذی شھدت — ببعثہ انبیاء اللہ والکتب

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم تمام سرداروں کے سردار ہیں اور جن جن پیغمبروں کے لائے ہوئے دین سے دنیا میں روشنی پھیلی ان سب میں عالی مقام۔ آنحضرتؐ وہ ہادی برحق ہیں، جن کی نبوت کی شہادت تمام انبیائے سابقین اور ہر آسمانی صحیفہ نے دی ہے"۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ کوفی، نعمان بن ثابتؒ (المتوفی: ۷۶۷ء)

۱- یَاسَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْا رِضَاكَ وَاَحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

(جاری ہے)

۲۔ وَاللهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِی
قَلْبًا مَشُوْقًا لَا يَرُوْمُ سِوَاكَ

۳۔ اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ

۴۔ اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ
مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ

۵۔ وَبِكَ الْخَلِيْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ
بَرْدًا وَّقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ

۶۔ وَدَعَاكَ اَيُّوْبٌ لِضُرٍّ مَسَّهٗ
فَاُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَ

۷۔ وَبِكَ الْمَسِيْحُ اَتٰی بَشِيْرًا مُّخْبِرًا
بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ

۸۔ وَكَذَاكَ مُوْسٰی لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا
بِكَ فِی الْقِيٰمَةِ مُحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

۹۔ وَهُوْدٌ وَّيُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا
وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَ

۱۰۔ قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَآءِ
طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرَاكَ

۱۱۔ وَاللهِ يَا يٰسِيْنُ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ
فِی الْعٰلَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ

(جاری ہے)

۱۲- عَنْ وَصْفِكَ الشُّعَرَآءُ یَا مُدَّثِّرُ
عَجَزُوْا وَکَلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَ

۱۳- بِكَ لِیْ قُلَیْبٌ مُغْرَمٌ یَا سَیِّدِیْ
وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِھَوَاكَ

۱۴- یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی
جُدْ لِیْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاكَ

۱۵- اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ یَکُنْ
لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاكَ

۱۶- صَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰہُ یَا عَلَمَ الْھُدٰی
مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاكَ

ترجمہ:-

۱- اے سرداروں کے سردار! میں آپؐ کے حضور آیا ہوں۔ آپؐ کی خوشنودی کا امیدوار، آپؐ کی پناہ کا طلبگار۔

۲- اللہ کی قسم، اے بہترین خلائق! میرا دل صرف آپؐ کی محبت سے لبریز ہے۔ وہ آپؐ کے سوا کسی کا طالب نہیں۔

۳- آپؐ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا اور اگر آپؐ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں۔

۴- آپؐ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپؐ کا توسّل اختیار کیا اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے، حالانکہ وہ آپؐ کے جدِ بزرگوار ہیں۔

۵- اور آپؐ ہی کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دُعا کی تو ان کی آگ سرد ہو گئی۔ وہ آگ آپؐ کے نور کی برکت سے بجھ گئی۔

۶- اور حضرت ایوبؑ نے اپنی بیماری میں آپؐ کے وسیلے سے دُعا کی تو ان کی

دُعا مقبول ہوئی اور بیماری دُور ہو گئی۔

۷۔ اور آپؐ ہی کے ظہور کی خوش خبری لے کر حضرت مسیح علیہ السّلام آئے، انھوں نے آپؐ کے حسن و جمال کی مدح و ثناء کی اور آپؐ کے رتبۂ بلند کی خبر دی۔

۸۔ اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السّلام بھی آپؐ کا وسیلہ اختیار کئے رہے اور قیامت میں بھی آپؐ ہی کی حمایت کے طالب رہیں گے۔

۹۔ اور حضرت ہُود علیہ السّلام اور حضرت یونس علیہ السّلام نے بھی آپؐ ہی کے حُسن سے زینت پائی اور حضرت یوسف علیہ السّلام کا جمال بھی آپؐ ہی کے جمالِ باصفا کا پرتو تھا۔

۱۰۔ اے طٰہٰ لقب! آپؐ کو تمام انبیاءؑ پر برتری حاصل ہوئی۔ پاک ہے وہ جس نے ایک رات کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی۔

۱۱۔ خدا کی قسم! اے یٰسین لقب! آپؐ جیسا تو تمام مخلوق میں نہ کوئی ہوا ہے نہ ہو گا۔ قسم ہے اسی کی، جس نے آپؐ کو سر بلند کیا۔

۱۲۔ اے کملی والے! آپؐ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے۔ آپؐ کے اوصافِ عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔

۱۳۔ میرے سرکارؐ! میرا حقیر دل آپؐ ہی کا شیدا ہے اور میرے اندر تو آپؐ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے۔

۱۴۔ اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر، اے حاصلِ کائنات! مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشیئے۔

۱۵۔ میں آپؐ کے جُود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہان میں ابو حنیفہ کے لئے آپؐ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

۱۶۔ اے ہدایت کے علمِ سر بلند! مشتاقانِ زیارت کے شوقِ بے حد کے مطابق قیامت تک اللہ کا درُود و سلام آپؐ پر نازل ہوتا رہے۔

حضرت امام شافعیؒ کے اشعار

یا آلَ بیتِ رسولِ اللہِ حُبُّکُمُ | فرضٌ مِنَ اللہِ فِی القرآنِ انزلَہٗ
یکفیکُمُ مِنْ عظیمِ الفخرِ انکم | مَن لَّم یُصَلِّ علیکم لا صلوٰۃَ لہٗ

(شافعی ، دیوان ، ص : ۷۲)

ترجمہ:-

اے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اور اس کا حکم قرآن میں نازل کیا۔ آپ کے فخر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جو آپ پر درود نہ بھیجے، اس کی کوئی نماز ہی نہیں ہوتی +

ابن العربی ابو بکر محی الدینؒ (الشیخ الاکبر) (المتوفی: ۶۳۸ھ)

۱- اَلا بِاَبِیْ مَنْ کَانَ مَلِکًا وَّ سَیِّدًا | وَ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ وَاقِفٌ
۲- فَذَاکَ الرَّسُوْلُ الْاَبْطَحِیُّ مُحَمَّدٌ | لَہٗ فِی الْعُلَا مَجْدٌ تَلِیْدٌ وَّ طَارِفٌ
۳- اَتٰی بِزَمَانِ السَّعْدِ فِیْ اٰخِرِ الْمَدٰی | وَ کَانَتْ لَہٗ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ مَوَاقِفٌ
۴- اَتٰی لِانْکِسَارِ الدَّھْرِ یَجْبُرُ صَدْعَہٗ | فَاَثْنَتْ عَلَیْہِ اَلْسُنٌ وَّ عَوَارِفٌ
۵- اِذَا رَامَ اَمْرًا لَا یَکُوْنُ خِلَافُہٗ | وَ لَیْسَ لِذَاکَ الْاَمْرِ فِی الْکَوْنِ صَارِفٌ

۱- سنو میرے ماں باپ قربان، وہ فرمانروا اور سردار کون تھا، جب حضرت آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔

۲- وہی رسول لبطحا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کو رفعت میں ہر شرف حاصل ہے، قدیم بھی، جدید بھی۔

۳- وہی آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے، حالانکہ ان کو تو ہر زمانے میں مقام و موقف حاصل تھا۔

۴- وہ آئے کہ ٹوٹے ہوئے زمانے کی شکستگی کو جوڑ دیں اور اس پر تو زبانیں ثنا خواں ہیں اور علمیات ربانی بھی۔

۵۔ جب وہ ارادہ کر لیتے کسی بات کا تو وہ بات ان کے خلاف نہ جاتی اور پھر اس بات کو اس کائنات میں کوئی پھیرنے والا نہ ہوتا۔

علامہ غلام علی آزاد بلگرامی (متوفی ۱۷۸۶ء) کے اشعار

۱۔ قالت لطرفاء الفلاۃ حمامۃ
لم ترحین و تحزنین؟ فارشدی

۲۔ قالت لها: أو ما ترین مکانتی
قد کان منا منبر لمحمد

۳۔ غوث الوریٰ غیث الندیٰ غرض المنیٰ
کیف الارامل ملجا المسترفد

۴۔ کحل العیون غبار نعل المصطفیٰ
وشراکها متمسک المستنجد

۵۔ اِنّ الذین عیونھم مجلوۃ
متمسکون بحبلہ المستحصد

۶۔ عطف النبی علی العفاۃ کرامۃ
نجنی الجنا من غصنه المتخضد

۷۔ أسنیٰ رسول اللہ مرتبۃ الھدیٰ
رافت جلالتہ مقام السؤدد

۸۔ شھب السماء باسرھا مصنوعۃ
من نور ھذا الکوکب المتوقد

۹۔ آن ادیر جو من جنابک نظرۃ
انجح مرام السائل المترصد

۱۰۔ أوصافک الغراء ھن کواکب
احصاؤھا أعییٰ لسان المنشد

۱۱۔ یَا رَبِّ! اَهْدِ لَهٗ سَلَامًا نَاضِرًا
مَا انْفَضَّ الْأَمْطَارُ نَبْتَ الْأَنْجُبِ

ترجمہ:۔

۱۔ ایک بلبل نے ایک صحرائی درخت سے پوچھا: تم کس بات پر اکڑتے ہو تمہیں کس بات پر غرور ہے؟

۲۔ اس درخت نے جواب دیا: تمھیں میری حیثیت نظر نہیں آتی؟ میرے ہی تنے سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا منبر بنا تھا۔

۳۔ (اور کون محمدؐ) وہ جو کائنات کے لئے ایک رحمت، خشک زمین کے لئے آسمانی بارش، تمناؤں کے کعبۂ مقصود، بیواؤں کے سرپناہ اور بے سہاروں کے ملجاو ماویٰ ہیں۔

۴۔ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی جوتیوں کی خاک آنکھوں کا سُرمہ ہے۔ اور ان جوتیوں کا تسمہ نجات کے طالبوں کے لئے سہارا لینے کی رسّی ہے۔

۵۔ وہ لوگ جن کی آنکھیں (اس سُرمہ سے) روشن ہو چکی ہیں، وہ آپؐ کی نہ ٹوٹنے والی رسّی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لطف و کرم نوازشوں کا سرچشمہ ہے، ہم آپؐ کے میووں سے لدی ہوئی شاخوں سے پھل توڑتے رہتے ہیں۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت کا رتبہ روشن کر دیا اور آپؐ کی عظمت نے سیادت کے مقام کو بڑھا دیا۔

۸۔ آسمان کے سب تارے اسی روشن ستارہ کے نور سے بنے ہوئے ہیں۔

۹۔ آزادؔ آپؐ کے درِ دولت پر کھڑا نگاہِ کرم کا منتظر ہے۔ اس سائل کے مقاصد کو بر لائیے، جو آپؐ کی عنایت کی طرف نظریں جمائے ہوئے ہے۔

۱۰۔ آپؐ کی خوبیاں تاروں کی مانند ہیں، جن کا شمار کرنا مدح خوان کے بس سے باہر ہے۔

۱۱۔ اے اللہ! میرا شاداب سلام اُنؐ کی خدمت میں پہنچا دے اور اس وقت تک سلام رسانی کا سلسلہ جاری ہے۔

مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی ابن شاہ ولی اللہؒ المتوفی: ۱۸۱۸ء

۱۔ یَا اَحْمَدَ الْمُخْتَارِ یَا زَیْنَ الْوَرٰی — یَا خَاتِمًا لِلرُّسُلِ مَا اَعْلَاکَ

۲۔ یَا کَاشِفَ الْغَمَّآءِ مِنْ مُسْتَنْجِدٍ — یَا مُنْجِیًا فِی الْحَشْرِ مَنْ وَّالَاکَ

۳۔ هَلْ کَانَ غَیْرُکَ فِی الْاَنَامِ مَنِ اسْتَوٰی — فَوْقَ الْبُرَاقِ وَجَاوَزَ الْاَفْلَاکَ

۴۔ وَاسْتَمْسَکَ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ رِکَابَهٗ — فِیْ سَیْرِهٖ وَاسْتَخْدَمَ الْاَمْلَاکَ

۵۔ قَعَدَتْ لَکَ الرُّسُلُ الْعِظَامُ تَرَقُّبًا — فَعَلَوْتَ مَغْبُوْطًا لَهُمْ مَسْرَاکَ

۶۔ وَاَمَمْتَهُمْ فِی الْقُدْسِ بَعْدَ تَجَاوُزٍ — مِنْهُمْ بِاَمْرِ اللّٰهِ اِذْ وَلَّاکَ

۷۔ وَتَزَیَّنَتْ جَوْهَرُ الْجِنَانِ بَشَاشَةً — بِکَ سَیِّدِیْ شَوْقًا اِلٰی لُقْیَاکَ

ترجمہ:۔

۱۔ اے احمدِ مختار! اے زینتِ مخلوقاتِ عالم! اے خاتم رسولاں! کوئی آپؐ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

۲۔ اے مصائب سے نجات دینے والے۔ فریادی کو اے حشر میں رہائی دلوانے والے، اس کو جو آپؐ سے محبت رکھتا ہو۔

۳۔ مخلوق میں آپؐ کے سوا کون ہے، جو سوار ہوا براق پر اور آسمانوں کو عبور کر گیا۔

۴۔ اور جن کے رکاب کو روح الامین (جبریلؑ) نے تھاما اس کے سفر میں اور جس نے فرشتوں سے خدمت لی۔

۵۔ انبیائے عظام بیٹھے آپؐ کی اس ترقی کو دیکھتے رہے اور آپؐ بلندی کی طرف بڑھے۔ آپؐ کا یہ سفر سب کے لئے قابلِ رشک تھا۔

۶۔ اور بیت المقدس میں آگے بڑھ کر آپؐ نے تمام انبیاء کی امامت کی، بہ اللہ

کے حکم سے ہوا، جس نے آپ کو اس لئے مقرر فرمایا تھا۔
۷۔ دل کا موتی خوشی سے چمک اٹھا ہے آپ کی وجہ سے اے میرے آقا! آپ کی ملاقات کے شوق میں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی ابن شاہ ولی اللہ (المتوفی: ۱۸۲۴ء)

۱۔ فَیَا رِیْحَ الصَّبَا عَطْفًا وَّ رِفْقًا ۔۔۔ اِلٰی ذَاکَ الْحِمٰی بَلِّغْ سَلَامِیْ
۲۔ وَاِنْ جُرْتُمْ عَلَیَّ فَلِیْ غِیَاثٌ ۔۔۔ بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَیْرِ الْاَنَامِ
۳۔ اِلَیْهِ تَوَجُّهِیْ وَلَهٗ اسْتِنَادِیْ ۔۔۔ وَفِیْهِ مَطَامِعِیْ وَبِهٖ اعْتِصَامِیْ
۴۔ اَجِرْنِیْ سَیِّدِیْ مِنْ ضَیْمِ سُقْمٍ ۔۔۔ اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ وَقْعِ الْحُسَامِ
۵۔ وَذِکْرُکَ سَیِّدِیْ حِرْزِیْ وَحِصْنِیْ ۔۔۔ اُتِیْهُ بِهٖ عَلَی الْجَیْشِ اللُّهَامِ
۶۔ مَوَاهِبُکَ الَّتِیْ لَا نَقْصَ فِیْهَا ۔۔۔ بِهَا رُبِّیْتُ مِنْ قَبْلِ الْفِطَامِ
۷۔ فَقَدْ اُعْطِیْتَ مَا لَمْ یُعْطَ خَلْقٌ ۔۔۔ عَلَیْکَ صَلٰوةُ رَبِّکَ بِالسَّلَامِ

ترجمہ:۔
۱۔ اے بادِ صبا! ازراہِ لطف وکرم میرے اس حامی و پشتی بان تک میرا سلام پہنچا دے۔
۲۔ اے لوگو! اگر تم نے مجھ پر جور وستم کیا تو میرا فریادرس موجود ہے۔ بارگاہِ مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صورت میں، جو ساری دنیا سے اچھے ہیں۔
۳۔ انھیں کی طرف میری توجہ ہے اور انھیں پر میرا اعتماد، انھیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے۔ میں نے انھیں کا دامن تھاما ہے۔
۴۔ مجھے نجات دلوائیے میرے آقا! بیماری کے ظلم سے، جو مجھ پر تلوار کی ضرب سے بھی زیادہ شدید ہے۔
۵۔ اور آپ کا تذکرہ میرے سرکار! میرا حرزِ جان ہے اور میرا قلعہ، اسی سے

میں بڑے بڑے لشکروں پر ہلاکت برساؤں گا۔
۶۔ آپ پر جو عطایائے ربانی ہوئے ان میں کوئی کمی نہیں۔ انھیں سے آپ کی پرورش و تربیت بچپن سے ہوئی تھی۔
۷۔ آپ کو وہ کچھ دیا گیا جو کسی کو بھی نہ دیا گیا۔ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے رحمتیں ہوں سلام کے ساتھ ۔

احمد شوقی (المتوفی: ۱۹۳۲ء) کے اشعار

۱۔ وُلِدَ الهدیٰ فالکائنات ضیاءُ
وفم الزمان تبسّمٌ وثناءُ

۲۔ الرُّوح والملأ الملائک حوله
للدّین والدّنیا به بُشراءُ

۳۔ والعرشُ یزهو والحظیرة تزدهی
والمنتهیٰ والسدرة العصماءُ

۴۔ وحدیقة الفرقان ضاحکة الرّبا
بالترجمان شذیّةٌ ، غنّاءُ

۵۔ والوحیُ یقطرُ سَلسلاً مِنْ سَلسَلٍ
وَاللوحُ والقلم البدیعُ رُواءُ

۶۔ نُظِمتْ اَسامی الرُّسْلِ فهی صحیفةٌ
فی اللّوح واِسمُ (محمّدٍ) طغراءُ

۷۔ اِسمُ الجلالةِ فی بدیع حروفه
الفٌ هُنالك واِسم (طٰه) باءُ

ترجمہ:۔
۱۔ سرچشمۂ ہدایت پیدا ہو گئے، کائنات میں روشنی پھیل گئی، زمانے کے لبوں پر

تبسم اور حمد باری ہے۔

۲۔ رُوح القدس، فرشتے، ملاءِ اعلیٰ ان کے ارد گرد دین و دنیا دکی سرفرازی) کی نویدیں دینے والے ہیں۔

۳۔ عرشِ بریں دمک رہا ہے۔ خطیرۃ القدس، سدرۃ المنتہیٰ دجو اپنی نشانی میں ممتاز ہے) سب جگمگا رہے ہیں۔

۴۔ گلشنِ فرقان کی پگڈنڈیاں خنداں ہیں۔ شاداب و سرسبز ہیں (اپنے ترجمان دکی آمد) پر۔

۵۔ وحی کی رم جھم بارش ہو رہی ہے۔ انوکھی شان والے، لوح و قلم کی رونق دوبالا ہو گئی ہے۔

۶۔ پیغمبروں کے اسمائے گرامی خوبصورتی کے ساتھ لوح پر جڑ دیئے گئے ہیں جن سے ایک چوکھٹا تیار ہو گیا ہے، اور اس کے وسط میں اسم محمدؐ طغریٰ ہے۔

۷۔ اللہ کا نام بے نظیر حروفِ تہجی میں اس لوح کا "الف" ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام "طٰہٰ" اسی تختی میں "ب" ہے۔ (الف کے بعد "ب" آتی ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام وہاں درج ہے)

اشرف علی تھانوی کے اشعار

یا شَفِیعَ العِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ　　اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

دست گیری کیجئے میرے نبیؐ　　کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبیؐ

لَیْسَ لِیْ مَلْجَأٌ سِوَاکَ اَغِثْ　　مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ　　فوجِ کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی

غَشّنِی الدَّھرُ یا ابنَ عَبدِ اللہِ ۔۔۔ کُن مُغِیثاً فَانتَ لِی مَدَدِی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف ۔۔۔ اے مرے مولا خبر لیجے مری

لَیسَ لِی طَاعَۃٌ وَّ لَا عَمَلٌ ۔۔۔ بَیدَ حُبّک لَھوَ لِی عُدَدِی

کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس ۔۔۔ ہے مگر دل میں محبت آپ کی

یَا رَسُولَ الالٰہِ بَابُکَ لِی ۔۔۔ مِن غَمَامِ الغُمُومِ مُلتَحَدِی

میں ہوں بس اور آپ کا در یا رسولؐ ۔۔۔ ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

جُد بِلُقیَاکَ فِی المَنَامِ وَ کُن ۔۔۔ سَاتِرَ اللذُّنُوبِ وَالفَنَدِ

خواب میں چہرہ دکھا دیجئے مجھے ۔۔۔ اور میرے عیبوں کو کر دیجئے خفی

اَنتَ عَافٍ اَبُو خَلقِ اللہِ ۔۔۔ وَمُقِیلُ العِثَارِ وَاللَّدَدِ

در گزر کرنا خطا و عیب سے ۔۔۔ سب سے بڑھ کر ہے یہ خصلت

رَحمَۃٌ لِلعِبَادِ قَاطِبَۃً ۔۔۔ بَل خُصُوصاً لِکُلِّ ذِی اَوَدِ

سب خلائق کے لئے رحمت ہیں آپ ۔۔۔ خاص کر جو ہیں گنہگار و غوی

لَیتَنِی کُنتُ تُربَ طَیبَتِکُم ۔۔۔ فَالتَثَمتُ النِّعَالَ ذَاکَ تَدِی

کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک ۔۔۔ نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی

فَاُصَلِّی عَلَیکَ بِالتَّسلِیمِ ۔۔۔ مُتحِفاً عِندَ حَضرَۃِ الصَّمَدِ

آپ پر ہوں رحمتیں بے انتہا ۔۔۔ حضرتِ حق کی طرف سے دائمی

بِعِدَادِ الرِّمَالِ وَالاَنفَاسِ ۔۔۔ وَالنَّبَاتِ الکَثِیرِ مُنتَضَدِ

جس قدر دنیا میں ہیں ریت اور سانس ۔۔۔ اور بھی ہے جس قدر روئیدگی

وَعَلَی الاٰلِ کُلِّھِم اَبَداً ۔۔۔ بَالِغاً عِندَ مُنتَہَی الاَمَدِ

اور آپؐ کی آلؑ پر اصحابؓ پر ۔۔۔ تا بقائے عمر دار اخروی (۱)

۱- حبیبِ خدا، از اشرف علی تھانوی، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص: ۱۸۲-۸۳۔

فارسی میں نعتیہ کلام

ابنِ عماد شیرازی

اے برحمتِ خلق داورِ مجمعِ محشر شفیع — پادشاہانِ جہان حکمِ مطاعت را مطیع
چون برافرازی لوا در روزِ حشر آیند جمع — آدم و من دونہ در ظلِّ ممدودت جمیع

در بیانِ مدحت آوردا ایں معانی را بنظم
گر کنی گستاخیش عفو از کرم نبود بدیع

خواجہ ہمام تبریزی

ہزار بار بشستم دہن بمشک وگلاب — ہنوز نامِ تو بُردن مرا نمی شاید
نظر بروئے تو کردن مسلّم است آنرا — کہ دیدہ را بجمالِ دگر نیالاید
مدد ز بوئے تو یابد نسیمِ فصلِ بہار — کہ چون بہشت، چمن را بہ گل بیاراید

زہے خجستہ صباحے کہ وقتِ بیداری
ہمام روئے تو بیند چو دیدہ بکشاید

خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

آنجا کہ آفتابِ لقائے محمدؐ ست — خورشید ذرۂ ز ضیائے محمدؐ ست
موسیٰ کہ معجزاتِ وے اندر عصاش بود — خود با عصائے خویش عصائے محمدؐ ست
وحِ الامین صدر نشین را علی الدوام — وردِ زبانش وردِ ثنائے محمدؐ ست
از گرمیٔ زبانۂ خورشیدِ آتشین — روزِ جزای پناہِ لوائے محمدؐ ست
آں مومنے کہ مُرد بہ شرعِ شریف او — مستوجبِ عطائے خدائے محمدؐ ست
راضی بود خدای ازان بندۂ کہ او — کارے کہ می کند برضائے محمدؐ ست

گر دو ز اہلِ دیدہ برآن کو چو قطبِ دیں
او را دو دیدہ بر کفِ پائے محمدؐ ست

محمدؐ کہ احمدؐ بلا میم اوست | قدِ آسمان خم بہ تعظیم اوست
نخستین چو نام محمدؐ قلم | بعرشِ معلّٰے زدہ در رقم
شفیع الورٰی یا حیات النبیؐ | امام الہدٰی یا حیات النبیؐ

خطاب ہمایوں رسید از خدا
ز سبحان اسرٰے بعبدہ ترا [1]

مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ

ما عاشقِ ظہورِ جمالِ محمدیم | سرمست از شرابِ وصالِ محمدیم
از آفتابِ حشر نداریم غم کہ ما | در زیرِ ظلِّ مہرِ جلالِ محمدیم
اہلِ سلامتیم ازاں روز صدقِ دل | در قول و فعل مال بحالِ محمدیم
از بہرِ کارسازیِ ما ایں قدر بس است | کز صدق خاکپائے بلالِ محمدیم
با صد ہزار شوق و طرف تا بروزِ حشر | ما بندۂ جمالِ کمالِ محمدیم

صابر ز فرق تا بقدم گشتہ ایم گوش
از ذوق در ہوائے مقالِ محمدیم

امیر خسروؒ دہلوی

محمدؐ است چو دریائے رحمت اندر پیش
پسش کجا رسد آتش بامتِ مسکین

۱۔ کنز الرحمت، از محمد اشرف فاروقی، گوجرانوالہ، ۱۹۱۱ء، ۱۳۲۹ھ، ص: ۴

شمارِ احسنِ تقویم را بتختۂ خاک
ولیست حرفِ مبین و آدم ابجدیست زین
مکونات ز تقدیر جملہ معلولند
صحیح ذاتِ رسولت و علتش تکوین
بموست شمعِ شبستانِ کن ز نورِ نخست
کہ ہست دودے ازان نہ سپہراوج نشین
شدند جانِ ہمہ تن روحِ قدس روح اللّٰہ
کہ کے بخندد و میرند پیشِ آن لیسین
درآن زمانکہ برندم بسوئے ظلمتِ گور
ز نورِ دینِ ویم باد شمع راہ امین

مرزا غالب

ثنائے خواجہ

حق جلوہ گر ز طرزِ بیانِ محمدؐ است
آرے کلامِ حق بزبانِ محمدؐ است
آئینہ دار پرتوِ مہراست ماہتاب
شانِ حق آشکار زشانِ محمدؐ است
تیرِ قضا ہر آئینہ در ترکشِ حق است
اما، کشادِ آن ز کمانِ محمدؐ است
ہر کس قسم بہ آنچہ عزیز است می خورد
سوگندِ کردگار بجانِ محمدؐ است
واعظ حدیثِ سایۂ طوبیٰ فروگزار
کاینجا سخن ز سرورِ روانِ محمدؐ است
بنگر دو نیمہ گشتنِ ماہِ تمام را
آن نیز نامور زنشانِ محمدؐ است
غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است (۱)

۱۔ دیوانِ غالبؔ، از: مرزا غالبؔ، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص: ۸۷۔

سعدی شیرازی

کریم السجایا جمیل الشیم	نبی البرایا شفیع الامم
امام رسل پیشوای سبیل	امین خدا مهبط جبرئیل
شفیع الوریٰ خواجہ بعث و نشر	امام الهدیٰ صدر دیوان حشر
کلیمی کہ چرخ فلک طور اوست	ہمہ نورہا پرتو نور اوست
شفیع مطاع نبی کریم	قسیم جسیم نسیم وسیم
یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست	کتب خانۂ ہفت ملت بشست
چو عزمش برآہیخت شمشیر بیم	بمعجز میان قمر زد دو نیم
چو صیتش درافواہ دنیا فتاد	تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد
بہ لا قامت لات بشکست خرد	باعزاز دین آب عزیٰ ببرد
نہ از لات و عزیٰ برآورد گرد	کہ توریت و انجیل منسوخ کرد
شبی برنشست از فلک برگذشت	بتمکین و جاہ از ملک درگذشت
چنان گرم در تیہ قربت براند	کہ بر سدرہ جبریل ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام	کہ ای حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی	عنانم ز صحبت چرا تافتی؟
بگفتا فراتر مجالم نماند	بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یکسر موئے برتر پرم	فروغ تجلی بسوزد پرم
نماند بعصیان کسی در گرو	کہ دارد چنین سیدی پیشرو
چہ نعت پسندیدہ گویم ترا؟	علیک السلام ای نبی الوریٰ
درود ملک بر روان تو باد	بر اصحاب و بر پیروان تو باد
نخستین ابوبکر پیر مرید	عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید
خردمند عثمان شب زندہ دار	چہارم علی شاہ دلدل سوار
خدایا بحق بنی فاطمہ	کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من و دست و دامان آل رسول

چہ کم گردد ای صدرِ فرخندہ پی | ز قدرِ رفیعت بدرگاہِ حق
کہ باشند مشتی گدایان خیل؟ | بمہمانِ دارالسلامت طفیل
خدایت ثنا گفت و تبجیل کرد | زمین بوس قدرِ تو جبریل کرد
بلند آسمان پیشِ قدرت خجل | تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل

تو اصلِ وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود شد فرعِ تست

(بوستان، ص: ۱۲)

انوری

انوری چون خدائے راہ نمود | مصطفیٰ را بنورِ بوسینا
سخن از شرحِ دینِ احمدؐ گو | بے دلا، ابلہا و بے دینا

جمال الدین اصفہانی

جبریل مقیم آستانت | افلاک حریمِ بارگاہت
چرخ ارچہ رفیع، خاکِ پایت | عقل ارچہ بزرگ، طفلِ راہت

دوسری نعت میں ہے:

اے نامِ تو دستگیرِ آدمؑ | وی خلقِ تو پایمردِ عالم
از نامِ محمدیت میمے | حلقہ شدہ این بلند طارم

نظامی گنجویؒ

تختۂ اول کہ قلم نقش بست | بر درِ محجوبہ احمدؐ نشست
گوش جہاں حلقہ کشِ میمِ اوست | خود دو جہاں حلقۂ تسلیمِ اوست

محمد جمال الدین عرفی شیرازی (المتوفی: ۹۹۹ھ/۱۵۹۱ء)

دوران کہ بود تا کند آرایش مسند | مداحِ شہنشاہِ عرب را عجم را

تاثیر برد سہم تو از حکم کواکب — تغییر دہد ہیبتِ تو طبع نعم را

حکیم ابوالفیض فیضی

آں مرکز دور صفت جدول — گرداب نشینِ موجِ اوّل
از رایتِ کبریا مؤیّد — بر لشکرِ انبیا محمّد
اے شاد روانِ عشرتِ او — شاداب ز بحرِ فطرتِ او
ظلمت ز بساطِ قرب شاں دور
در خانہ ہزار شمع ویک نور

خواجہ باقی باللہؒ

نسیم راحتش پیک امین است — زمینِ خدمتش عرش برین است
سہی سروے زبستانِ خدائیست — ستونِ بارگاہِ کبریائیست
بمن کرمتہ یا ذا المکارم
علیٰ خیر الوریٰ صلِّ وسلّم

سعد اللہ مسیحائے پانی پتی

بنعتِ مصطفےٰ نامیت نامم — کزین معنی بہ یزداں ہم کلامم
دل از عشقِ محمد ریش دارم — رقابت با خدائے خویش دارم
مہین پیغمبرے از نسلِ آدم
جہانِ رحمت از یزداں مجسّم

علامہ شبلی نعمانی

بیش از ہمہ شانش نگر، عیسیٰ ثنا خوانش نگر
چرخ از غلامانش نگر وآں قدر ایوانش نگر
آں تاجدارِ ملک ودین، دارای اقلیم یقین
دانائے علم اوّلین، فرمان برش روح الامین
عالم شدش زیرِ نگیں، چرخش ہمی بوسد زمین
آدم ہماں در ماء و طین، او گشتہ میرا نجمن

کفر و ایمان را ہم اندر تیرگی ہم در صفا
نیست دارالملک جز رخسار و زلفِ مصطفیٰؐ
موی و رویش گر بصحرا نا وریدی قہر و لطف
کافری بی برگ ماندستی و ایمان بی نوا (۱)

جمالِ خدا شد جمالِ محمدؐ ہمہ حالِ دنیا ز حالِ محمدؐ (۲)

محمدؐ شہنشاہِ دنیا و دیں گوایش سلاطین روی زمین
چو در دار کوس خدائی نواخت لوائی بلندی او بر فراخت (۳)

فخرِ دو جہان خواجۂ فرخ رخ اسعد
مولای زمان، مہتر صاحب دل اُمجد
آن سید مسعود و خداوند موئید
پیغمبر محمود، ابوالقاسم احمد (ص)
وصفش نتوان گفت بہ ہفتاد مجلد
این بس کہ خدا گوید (ما کانَ محمدؐ)
بر منزلت و قدرش، یزدان کند اقرار (۴)

۱- دیوان حکیم ابوالمجد مجدود بن آدم سنائی غزنوی۔ با مقدمہ و حواشی و فہرست از مدرس رضوی، کتاب خانہ سنائی، ص: ۳۴۔
۲- از حرف تا بہ حرف از محمد عصام عظیم آبادی۔ فہیم پبلیکیشنز گلشن اقبال کراچی، ۱۹۸۴ء، ص: ۱۰۵
۳- فتح نامہ از عظیم الدین تتوی۔ بتصحیح و مقدمہ شیر محمد نظامانی، سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد، ۱۹۶۷ء، ص: ۴
۴- عارفانہ جامی، از اقیانوس بیکران عرفان از رضا معصومی۔ ناشر: نشر بہارہ خیابان جمہوری کوچہ حمام وزیر، ۱۳۲۲ھ، ص: ۳۱۴

ہاتفی گوید مرا در بیت بیت | ای قلزن! "ما رمیت اذ رمیت"
یک تجلی، عقل را مجنون کند | وای اگر از پردہ سر بیرون کند [1]

از نور محمد ار تو داری اثرے | کن از سر صدق در شہادت نظرے
اللہ و محمد ست پیوستہ بہم | یعنی کہ میانِ شان نگنجد دگرے

(خسرو)

ذاتِ تو بود در انبیاء مستثنیٰ | اسماء ترا بود صفاتِ حسنیٰ
مثل تو خیرے نگردید بخیر | اے خیر البشر، خیر رسل، خیر ورٰی [2]

(عارف)

از محمد ہزار گل بشگفت | یک در نام احمد و محمود
چند بازی تو بر شریعت خود | احمد مرسل از خدا ست سوا [3]

شفیع مطاع نبی کریم | قسیم جسیم نسیم وسیم

سفارش کرنے والے، اطاعت کئے گئے، نبی سخی۔ حسین بھاری، پاکیزہ خوب صورت۔

بلغ العلے بکمالہ | کشف الدجے بجمالہ

اپنے کمال کی وجہ سے بلندی پر پہنچے | اپنے جمال سے تاریکیوں کو روشن کیا۔

۱۔ اولین غم و آخرین نگاہ، از مہدی سہیلی، ناشر: کتاب خانہ سنائی، ۱۳۶۶ھ ص: ۴۳، ۳۵۔

۲۔ خیابانِ عرفان۔ آراستہ: سید محمد حسن بلگرامی۔ دار الطبع: جامعہ عثمانیہ، سرکار عالی، حیدر آباد دکن۔ مارچ ۱۹۲۴ء، ص: ۸۰۔

۳۔ دیوان داراشکوہ، از داراشکوہ۔ بتصحیح احمد نبی خان۔ ادارہ تحقیقاتِ پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص: ۷۔

حسنت جمیع خصالہٖ　　صلّوا علیہ وَ آلہٖ
اُن کی سب ہی عادتیں بھلی ہیں　　اُن پر اور اُن کی اولاد پر درُود پڑھو (۱)

چون الف از نقطۂ کل قد کشید　　کلکِ ازل قامتِ احمدؐ کشید
پیشتر از ابجدِ لوح نخست　　شد سبقِ عشق بنامش درست (۲)

مصطفائیؐ خدا شفیعِ انام　　خنش از عشق حق شنید سلام
شاہدِ حق چو مصطفٰےؐ آمد　　شاہدِ حسن اُو خدا آمد
—— (میر عظیم الدّین عظیم ٹھٹوی)

ز جوشِ جلوہ حسنِ کبریائی　　نمود ایجاد عشق مصطفائیؐ
—— (ضیاء الدّین ضیاء ٹھٹوی)

نورِ ذاتِ خدا نبیٔ زمان　　سرورِ انبیاؑ و شفیعِ جہان
شرف اندوزِ رتبۂ لولاک　　خاکِ بوسِ زمینِ اُو افلاک (۳)
—— (وَلی محمد خان لغاری)

۱-(۱) گلستان از شیخ شرف الدّین مصلح سعدی شیرازی۔ تقدیم: محمد علی فروغی، تہران، ۱۳۶۳ھ، ص: ۴

(ii) گلستان از شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی، مترجم: قاضی سجّاد حسین، فاروقی کتب خانہ، ملتان۔ ص: ۱۲۔

۲- مثنوی مظہر الآثار از سیّد شاہ جہانگیر ہاشمی۔ سندھی ادبی بورڈ، کراچی، ۱۹۰۷ء، ص: ۱۹۔

۳- مثنویات ہیر و رانجھا، از عظیم الدّین، ضیاء الدین، وَلی محمد، تقدیم حفیظ ہوشیارپوری، سندھی ادبی بورڈ، کراچی، ۱۹۰۷ء ص: ۴، ۸۵، ۱۹۵

عروس عافیت آنگہ قبول کرد مرا ، کہ عمر پیش بہا دادمش بہ شیر بہا
چو کشت عافیتم خوشہ در گلو آورد ، چو خوشہ باز بریدم گلوی کام و ہوا (۱)

احمد مرسل کہ محبوب خداست ، در صف اوّل امام انبیاست
گوہر بحر صفات و ذات اوست ، بیگمان مقصود موجودات اوست (۲)

مظہر ذات خدا واسطۂ خلق بشر ، مہبط روح امین، ناسخ ادیان و ملل (۳)

آن محمد ختم و خیر المرسلین ، آن محمد نور رب العالمین
آن محمد مخزن اسرار شرع ، جبرئیل از خیل او پوشیدہ درع (۴)

آن قبلۂ اولیائی سرمد ، سر خلقۂ انبیا محمد
آن عالم جان و جان عالم ، وان یوسف کاروان عالم (۵)

۱- دیوان خاقانی از خاقان شیروانی - کوچہ ممتاز خیابان ، جمہوری تہران ، ۱۳۶۲ ھ ، ص ۸۹ -

۲- مقالات منتخبہ - باپیش گفتار - پروفیسر حمید احمد خان - دانش گاہ پنجاب لاہور ۱۹۶۷ء ، ص : ۱۲۶ (شیخ جمالی دہلوی) -

۳- مثنویات و قصائد - از امیر علی شیر قانع تقدیم سید حسام الدین راشدی ، سندھی ادبی بورڈ ، حیدرآباد ، ۱۹۶۱ء ، ص : ۴۶ -

۴- مظہر العجائب و مظہر از فرید الدین محمد بن ابراہیم نیشاپوری - انتشارات کتاب خانہ سنائی ، تہران ، ۱۳۴۵ ھ ، ص : ۲

۵- مثنوی والہ سلطان از شمس الدین فقیر دہلوی - نیشنل پبلشنگ ہاؤس ، کراچی ، اکتوبر ، ۱۹۷۱ء ، ص : ۷ -

منم کہ بر سر اقبال خویشتن زرہ ام
گل اطاعت سلطان یثرب و بطحا
مطاعِ خلق شفیعِ امم حبیبِ خدا
رسولِ خالقِ کونین خواجۂ دوسرا (۱)

دمی، کادم میانِ ما وطین بود — محمد، خسروِ دنیا و دین بود
خداوندِ دو عالم البطی نام — خدا راز و خدائی شد سرانجام (۲)

اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را — ہمت نخورد نیشتر لا و نعم را
از رغبتِ دنیا الم آشوب نگردم — زین باد پریشان نہ کنم زلفِ علم را (۳)

از خدا پرسید مردے نکتہ رس — زندگی آیا بود تارِ نفس؟
گفت، گویم با تو از سرِّ حیات — زندگی عشقِ محمد ہست و بس (۴)

ما قال الشیخ المحدث الدھلوی فی اخبار الاخبار:-

۱- کلیات جویا تبریزی، باہتمام دکتر محمد باقر — انتشارات دانش گاہ پنجاب، ۱۹۵۹ء، ص: ۱۴
۲- عصر و ماہ، از: جمال دہلوی — انتشارات مرکزِ تحقیقاتِ فارسی، ایران و پاکستان، ۱۹۷۶ء، ص: ۷-
۳- قصائد عرفی - باہتمام بی- بی کپور سپرنٹنڈنٹ، مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ-
۴- انوارِ جمال از ایوب- آئینہ ادب، چوک مینار، انارکلی لاہور ۱۹۷۹ء، ص: ۲۰ -

شاہِ رُسل شفیعِ امم، خواجۂ دوکون
نورِ ہدیٰ، حبیبِ خدا، سیّدِ انام
مقصودِ ذاتِ اوست وگر ہا ہمہ طفیل
منظور نورِ اوست وگر جملگی ظلام (۱)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جلالتِ شان اور کمالاتِ نبوت خود اللہ تعالیٰ کے کلامِ مبین میں ہے :

محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس | خدا مدح آفرینِ مصطفےٰؐ بس (۲)

سیّد و سرورِ محمدؐ نورِ جان | مہتر و بہتر شفیعِ مجرمان

(مولانا جلال الدین محمد رومی)

چون پیغمبرؐ دید آن بیمار را | خوش نوازش کرد یارِ غار را
زندہ شد او چون پیغمبرؐ را بدید | گوئی آن دم حق مراوُ را آفرید (۳)

حبیبا! ثنائے تو گویم چسان | کہ بالا تر استی ز حدِ بیان
بمدحِ تو باشد چو اتمارِ ذوق | بہ اتمار دارد دل خلق شوق
ثنائے تو خواہد دلم ہر زمان | ملولست ازان روز قاصر زبان (۴)

۱۔ انوار العاشقین، از: مولوی مشتاق احمد — در عثمان پریس مملوکہ عبدالحیٔ، واقع جامع مسجد، حیدرآباد دکن، ۱۳۳۲ھ، ص: ۳

۲۔ اُسوۂ رسولِ اکرمؐ، از: ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ، کتب خانہ مظہری کراچی، ص: ۲۷

۳۔ مثنوی، از: مولانا جلال الدین رومی، تہران، ۱۹۳۵ء، ص: ۱۶۱

۴۔ خیابانِ چلاسی — از: شیخ غلام نصیر چلاسی — تہران، ۱۹۶۲ء، جلد: اوّل، ص: ۹۔

محمدنوشدارویِ کرم کامدزشهدلب
شفای هرتنی زاندوهِ عصیان گشته بیماری
فرو مگذار در هردو جهان بیچاره خسرو را
عنایت را بگو گو یدم تگذارمت باری (۱)

ای برزده ، دامن بلا را — سردرپی خویش داده ما را
چون در رہ مردمی نہی پای — از کوچۂ ما طلب وفا را (۲)

مصطفیٰ ، خیرالوریٰ ، فخرِبشر — مصطفیٰ ہست ، شفیعِ محشر
مصطفیٰ ، جامعِ آیاتِ کرم — مصطفیٰ نورِ رُخِ ہردوحرم
مصطفیٰ ، آبِ رخِ صبح رُخاں — مصطفیٰ ، دفعِ کُن نارودخاں (۳)

محمد مقتدای ہردو عالم — محمد مہتدای آلِ آدمؑ
محمد آفتابِ آفرینش — مہِ افلاک یعنی چشمِ بینش
چراغِ معرفت ، شمعِ نبوت — سراجِ امّت و منہاجِ ملت (۴)

۱۔ کلیاتِ قصائدِ خسروؒ ۔ از امیر خسرو ، جمیع و تصحیح : اقبال صلاح الدین نیشنل بک فاؤنڈیشن ، لاہور ، ۱۹۷۷ء ، ج : اوّل ، ص : ۱۷۹ ۔ ۱۸۳ ۔
۲۔ کلیاتِ عرفی شیرازی بکوشش جواہری ، انتشارات کتابخانہ سنائی ، (س ـ ن) ص : ۱۱
۳۔ ہشت بہشت ، از ملا عبدالحکیم عطا ٹھٹوی ، تقدیم سید حسام الدین راشدی ، سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد ، ۱۹۶۳ء ، ص : ۴۴ ۔
۴۔ الٰہی نامہ ، از : شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری ، ناشر : کتاب فروشی زوار خیابانِ جمہوری اسلامی ، تہران ، چاپ سوم ، ۱۳۵۹ھ ، ص : ۵

محمد صادق القولِ امینی — جہاں را رحمتہ للعالمینی
محمدؐ کافرینش را نشانِ اوست — سرافرازی کہ تاجِ سرکشان اوست (۱)

ماءِ معین چیست خاکپائے محمدؐ — حبل متین رلیقہ والائے محمدؐ
لیس کلامی لنبی بہ نعتِ کما لہ — صلّی الہیٰ علی النبی و آلہ (۲)

چرخ کزین سان عجب آراستند — بہر رسولِ عرب آراستند
احمدِ مرسل کہ نبشتہ قلم — حمد بنام وی حسنم ھم (۳)

روشنگر بلند ضمیرم محمدؐ است — ہمچوں فلک کہ منیرم محمدؐ است
زمانہ قضا و قدر گفت شانِ اُو — مختار کار خانہ، وزیرم محمدؐ است
خوانم چو نام خاتمِ او، حل مشکلات — در ہر امور ختم کبیرم محمدؐ است (۴)

خواجہ دنیا و دین گنجِ وفا — صدر و بدر ہر دو عالم مصطفیٰؐ
آفتابِ شرع و گردونِ یقین — نورِ عالم رحمتہ للعالمینؐ (۵)

۱۔ اسرارنامہ، از شیخ فرید الدین عطارؔ نیشاپوری۔ ناشر: کتابفروشی زوار خیابان، جمہوری اسلامی تہران، چاپ دوم، ۱۳۴۱ھ، ص: ۱۲۔
۲۔ کلیات جامیؒ۔ از: عبدالرحمٰن جامیؔ۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، ص: ف۔
۳۔ خمسہ امیر خسرو دہلوی۔ از امیر خسرو، انتشارات شقایق کوچہ حمام وزیر خیابان جمہوری تہران ۱۳۶۲ھ، ص: ۱۸
۴۔ دیوان دلشاد پسروری۔ از دل محمد دلشاد پسروری۔ بتصحیح: غلام ربانی عزیز، ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور۔ اگست ۱۹۷۰ء، ص: ۵۷
۵۔ منطق الطیر، از: شیخ فرید الدین عطارؔ نیشاپوری، کتاب خانہ سنائی اصفہان، (س۔ن)، ص: ۲۳۔

محمد صورتِ معنئ وحدت — محمد معنئ الفاظِ کثرت
محمد مطلع الانوارِ یزداں — محمد مخزن الاسرارِ یزداں (۱)

غیر مُسلم شعراء کا نعتیہ کلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ (الانبیاء: ۱۰۷، القرآن)۔
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ ۔ (سبا: ۲۸، القرآن)۔
قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (اعراف: ۱۵۸، القرآن)۔

اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پھر فرمایا اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہہ دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف مسلمانوں کے لئے ہی ہدایت و راہنمائی لے کر نہیں آئے بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے خواہ وہ کسی رنگ، نسل، وطن، مذہب سے تعلق رکھتا ہو، ان تمام انسانوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہدایت و راہنمائی لے کر آئے ہیں۔ اور قرآن میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے راہنمائی موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عقیدت و محبت اور تعظیم و

۱۔ دیوانِ عظیم حسینی، از: عظیم الدین محمد الحسینی التتوی، مرتبہ: ڈاکٹر پروفیسر غلام مصطفیٰ خان، سندھی ادبی بورڈ، حیدر آباد، ۱۹۶۲ء، ص: ۲۔

توقیر صرف مسلمانوں پر ہی فرض نہیں بلکہ تمام بنی نوعِ انسان پر فرض ہے۔ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مناقب و محاسن اور صفاتِ عالیہ کا بیان ہر دین و ملّت کے مکتبۂ فکر سے تعلّق رکھنے والے نیک سیرت افراد کے لئے باعثِ فرحت اور تسکینِ دل و جاں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی کفّار محض اپنی ہٹ دھرمی، چودھراہٹ اور کفر کی روش پر ہونے کی وجہ سے آپؐ کی مخالفت کرتے تھے، جب کہ اپنی نجی محفلوں میں وہ اسلام کی حقانیت اور ہدایت کو تسلیم کرتے تھے۔ اب بھی سینکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی دوسرے مذاہب سے تعلّق رکھنے والے افراد نے بھی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدح سرائی اور آپؐ کے مناقب کو بیان کیا ہے۔

نعت گوئی کے ذوق و جذبہ کے تنوع نے اس صنف کے لئے زبان اور ادب کے تمام دروازے کھول دیئے ہیں۔ قصیدوں، مثنویوں، قطعوں، مرثیوں، سلاموں اور منقبتوں کی تقریباً تمام اصناف میں نعت گوئی کے بہترین انداز ملتے ہیں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حیاتِ مبارکہ کے ہر پہلو پر نعت کہی گئی ہے:-

راجہ مکھن لال

صبح دم دل نے مجھ کو کر تعلیم — یوں کہا جاگ (وائے)، گناہگار اثیم
بس کر تو نے کیا ہے جرم عظیم — جا پکڑ دامن شفیعِ رحیم
عرض کر بندگی بعد تعظیم — بول اپنا پکار حال سقیم
کر مدد مجھ پہ یا رسولِ کریم — تا نہ دیکھوں عذاب نارِ جحیم

ستیہ پال

از خاکِ عرب تا بہ عجم مانتے ہیں — ہاں صاحبِ الطاف و کرم مانتے ہیں
ہم دَیر نشیں بھی ہیں تیرے مدح سرا — رہبر جو تجھے اہلِ حرم مانتے ہیں

کرسن لال ادیب لکھنوی

وہ صداقت کا علمبردار وحدت کا خطیب
ظاہر و باطن نے سب انوار تھے جس کے قریب
انبیاءؑ پر برتری کا تھا شرف جس کو نصیب
وہ خدائے پاک و برتر نے کہا جس کو حبیبؐ

پنڈت رام پرتاپ اکمل جالندھری

کیا شان ہے جنابِ رسالتمآبؐ کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
اکملؔ کہیں مقامِ ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہو رسالتمآبؐ کی

بھگوان داس بھگوان

نبیؐ مکرم شہنشاہِ عالی — بہ اوصافِ ذاتی و شانِ کمالی
جمالِ دو عالم تیری ذاتِ عالی — دو عالم کی رونق تیری خوش جمالی
نہ مایوس ہونا یہ کہتا ہے بھگوان
کہ جودِ محمدؐ ہے سب سے نرالی

سردار کشن سنگھ بیکل

اے رسولِ پاک، اے پیغمبرِ عالی وقار
چشمِ باطن بیں نے دیکھی تجھ میں شانِ پروردگار
تیرے دم سے گل نظر آئے ہیں وہ عرفاں کے خار
خوبیوں کا ہو تری بھلا کیونکر ہم سے شمار
تیرے دم سے ہو گئیں تاریکیاں سب منتشر
پا گئی راحت ترے آنے سے چشمِ منتظر

چمن لال چمنؔ

وہ جس کے آنے کی خبر دیتے تھے مولیٰ پیشتر
وہ حکمران بحر و بر سمجھے ہیں اس کو راہبر
حور و ملک، جن و بشر

سالک رام سالکؔ

سُرمے کی طرح آنکھوں میں سالکؔ میں لگالوں
ہاتھ آئے جو خاکِ درِ مولا ستےؐ مدینہ

سندر لال

میں سیس نواؤں چرن لاگوں نام محمدؐ جس کا ہے
شُدرا اور ویش کئے سب داخل جس نے برکے پیاروں میں
ہم داس رہیں گے مرتے دم تک یارو اس گرگیانی کے
ہیں روپ سروپ محمدؐ کے یاں قدرت کے آثاروں میں

منشی گوبند پرشادؔ

وہ محبوبِ جنابِ کبریا ہے شفیع المذنبیں روزِ جزا ہے
دُعا میری یہ اے شاہؐ امم ہے
مجھے بھی تجھ سے امیدِ کرم ہے

سرداری لعل نشترؔ

جنابِ محمدؐ شہِ انبیاء تھے مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے
بچایا ہر انسان کو لغزشوں سے رہائی جہاں کو ملی شورشوں سے
فقط ایک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خواں محمدؐ کا سارا جہاں ہے

کبیر داس بنارسی

عدد نکالو ہر چیز سے چوگن کرلو واتے
دو ملا کے پچگن کرلو بیس کا بھاگ لگائے

باقی بچے کے نوگن کر لو دواس میں دو اور ملائے
کہت کبیر سنو بھئی سادھو نام محمّد آئے

منشی درگا سہائے

بھیں خورشید کو ملتا تیر بحائے کا پتہ ... کہ بنا نور ازل سے ہے سراپا تیرا
اللہ اللہ تیرے چاند سے ٹکڑے کی ضیاءُ ... کون ہے ماہِ عرب، کون ہے محبوبِ خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آ جا

سرکشن پرشاد

کانِ عرب سے لعل نکل کر ستاج بنا سرداروں کا
نام محمدؐ اپنا رکھا سلطان بنا سرداروں کا
باندھ کے سر پہ سبز عمامہ کاندھے پہ رکھ کر کالی کملی
ساری خدائی اپنی کر لی مختار بنا مختاروں کا

گورونانک

اُٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سنگڑے سوُل
دوزخ پونداکیوں رہے جاں چت نہ ہوئے رسُولؐ

"وہ شخص آٹھوں پہر بھٹکتا پھرے اور اس کے سینے میں درد اُٹھتا رہے۔ وہ دوزخ میں کیوں نہ پڑے، جب اس کے دل میں رسُول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چاہ نہ ہو۔"

م محمّد مَن توں، مَن کتا باں چار
مَن خدائے رسُولؐ نوں، سچّا ای دربار[1]

"تو حضرت محمدؐ کو مان اور چار کتابوں کو بھی مان۔ تو خدا اور رسُولؐ کو مان، کیونکہ خدا کا دربار سچّا ہے۔"

۱۔ جنم ساکھی بھائی بالا، ص: ۲۲۲ بحوالہ تاریخ سکھ مت از پروفیسر جی۔ این۔ امجد اسلامی مشن لاہور، (س۔ن)، ص: ۶۷۔

پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولؐ دوسرا کا
مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاکَ لمَا کا
پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا
ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

دلو رام کوثری

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ   خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
شریعت اور طریقت اور حقیقت   یہ تینوں ہیں کنیزانِ محمدؐ
خدا کا نور ہے نورِ پیمبرؐ   خدا کی شان ہے شانِ محمدؐ
بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

عرش ملسیانی

ذکرِ نبیؐ کروں گا تو کہہ دوں گا حشر میں
لایا ہوں ارمغان یہ جہانِ خراب سے
سجدہ گزار ہو کے درِ مصطفیٰؐ پہ تو
ہو ملتجی کرم کا خدا کی جناب سے
کہتی ہے خلق مجھ کو خدا باتیؐ نبیؐ
اچھا کوئی خطاب نہیں اس خطاب سے

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

تکمیلِ معرفت ہے محبت رسولؐ کی   ہے بندگی خدا کی اطاعت رسولؐ کی

ہے مرتبہ حضورؐ کا بالاتر فہم و عقل
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسولؐ کی

تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد
سرمایۂ حیات ہے الفت رسولؐ کی

انسانیت، محبتِ باہم، تمیز، عقل
جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسولؐ کی

فرمانِ ربِ پاک ہے فرمانِ مصطفےٰؐ
احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسولؐ کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِ دو جہاں
دل میں رہے سحر کی محبت رسولؐ کی

جگن ناتھ آزاد

سلام اس ذاتِ اقدس پر، سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احسانات ہیں دنیائے امکاں پر

سلام اس پر جو آیا رحمت للعالمیں بن کر
پیامِ دوست بن کر صادق الوعد و امیں بن کر

سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بیتاب سجدوں کو جبینوں میں

سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
مئے حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ

بڑے چھوٹے میں جس نے اخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیزِ بندہ و آقا مٹا ڈالی

سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کی سلطانی
رہا زیرِ قدم جس کے شکوہ و فرِ خاقانی

سلام اس پر جو ہے آسودہ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پہ ناصیہ فرسا

سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزاد کا آزاد کی رنگیں بیانی کا

سرداری لعل نشتر

جنابِ محمد شہِ انبیا تھے
مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے
طلسمِ عداوت کو حضرتؐ نے توڑا
خلائق میں رشتہ محبت کا جوڑا

فقط ایک نشتر ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خوانِ محمد کا سارا جہاں ہے (۱)

مہر لال سونی ضیاء

گھٹتی گئی کوتاہیِ چشم و دلِ انسان
بڑھتی ہی گئی شوکتِ دیں، شانِ محمدؐ
پردے ابھی آنکھوں پہ جہالت کے پڑے ہیں
پائے تو کوئی کسی طرح پایانِ محمدؐ

لکھی گئی دنیا میں ضیا نورِ یقیں سے
انسان کی تاریخ بعنوانِ محمدؐ

منشی پیارے لال رونق دہلوی

دی دادِ سخن مجھ کو ہر ایک پیروجی نے
اعزاز بڑھایا ہے میرا نعتِ نبیؐ نے
تعظیم میری حشر میں کرتے ہیں ملائک
وہ مرتبہ بخشا ہے مجھے نعتِ نبیؐ نے
رونق سخن کو میرے نہ حاصل ہو کیوں شرف
مداح ہوں جنابِ رسالتمآبؐ کا (۲)

۱۔ خیر البشرؐ کے حضور میں ۔ مرتبہ : ممتاز حسین ۔ ادارہ : فروغ اردو لاہور، جنوری ۱۹۷۵ء، ص : ۲۷۷ ۔

۲-(i) ہندو شعراء کا نعتیہ کلام، مرتبہ : فانی مرادآبادی، لائلپور، ۱۹۳۹ء

(ii) ہندو شعراء اور دربارِ رسولؐ، مرتبہ : محفوظ الرحمٰن، لکھنؤ ۔

(iii) دورِ جدید کے چند منتخب ہندو شعراء ــــ از : عبدالشکور ــــ دانش محل لکھنؤ، ۱۹۴۳ء ۔

اردو میں نعتیہ شاعری

اردو زبان میں برِصغیر کے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اَن گنت نعتیہ اشعار کہے ہیں، اور اس موضوع پر بے شمار کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اردو میں چند نعتیہ اشعار پیشِ خدمت ہیں: ؎

حضرت سید محمد حسینی المعروف خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رح

اے محمدؐ ہجلو جم جم جلوہ تیرا — ذات تجلی ہووے گی سیس سیو رنہ سیہرا
الف اللہ اس کا دستا — میانے محمد ہو کر بستا
پہنچی طلب پون کو دستا — کہے یا بسم اللہ ہو ہو اللہ

مرزا محمد رفیع سودا

رہے دینِ محمد پیروی میں اوس کو جو ہووے
رہے خاک قدم سے اوسکی چشم عرش نورانی

نظیر اکبر آبادی

تم ظہورِ اولیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ — ہموم جان آفریں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
وجہِ قرآنِ مبیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ
نزہت بستانِ دیں ہو یا محمدؐ مصطفےٰ

امیر مینائی

نامِ عاصی داخلِ فردِ شفاعت ہو گیا
خاتمہ بالخیر احمد کی بدولت ہو گیا

محمد محسن کاکوری

محسن کی التجا ہے فنا فی الرسولؐ ہو
اے بحرِ فیض لے خبر اپنے حباب کی

احسان دانش

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضورؐ کی
اکمل ہے انبیاء میں نبوّت حضورؐ کی
دانش ہوں میں علائقِ دنیا سے بے نیاز
باقی ہے دل میں صرف محبّت حضورؐ کی (۱)

ہوا منظور خالق کو ظہورِ ذاتِ وحدت کا
بنائی نور سے پُرنورِ شانِ مصطفیٰؐ پہلے (۲)

نعت کا فن ہمیشہ ہی سرسبز رہا۔ ثناخوانانِ جمال و کمالِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سدا شمعِ روئے جہاں تابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عقیدت کے دیئے جلاتے رہے۔ یہ مضمون سدا بہار ہے، اس پر خزاں نہیں آتی، اسے صرصرِ ایام افسردہ نہیں کرسکتی۔ یہ وہ گُل ہے، جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ (۳)

زہے الطافِ سیّدِ ابرارؐ — مطمئن ہوگیا دلِ رنجور
زہے اکرام رحمتِ عالمؐ — محترم ہوگئے جو تھے مقہور (۴)

۱- شعورِ خمسہ، از حکیم رحمت اللہ امرتسری۔ حجازی دواخانہ مغلپورہ، لاہور، ستمبر ۱۹۷۳ء، ص: ۳۲۔

۲- سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، از: عبدالعزیز نقشبندی — جامع مسجد گلبائی کراچی، (س۔ن)، ص: ۲۔

۳- صلّوا علیہ وآلہٖ، از حفیظ تائب، سیرت مشن پاکستان لاہور، ۱۹۷۸ء، ص: ۹

۴- ——— ایضاً ——— ص: ۲۷۔

رخِ نبیؐ کی مفسر نہیں کوئی تشبیہ　　جمالِ پاک کی شارح کوئی مثال نہیں (۱)

محمدؐ ہی رسولِؐ برگزیدہ　　محمدؐ خالقِ فکر و عقیدہ
محمدؐ سر بسر نورٌ علیٰ نور　　محمدؐ روحِ اخلاقِ حمیدہ (۲)

حمد و نعت کہنا اُردو شاعری کی ایک بہت ہی لطیف اور نازک صنف ہے، جس میں قدم رکھنا نامور اور باکمال شعراء کو بھی زیب دیتا ہے : ؎

نبیوں میں تیری شان ہے سب سے نمایاں
تو والی ہو جس کا، ہے خدا اس کا نگہبان (۳)

اے وہ کہ تیرا دامن ہے بیکسوں کا ماویٰ
اے وہ کہ تیری رحمت ہر درد کا مداوا (۴)

۱- حرفِ نیاز ، از : ساجد علوی ــــ اپنا ادارہ راولپنڈی ، دسمبر ۱۹۸۱ء ، ص : ۶۱

۲- احسنِ تقویم ، از : عبدالکریم ثمر ، لاہور ، ستمبر ۱۹۸۲ء ، ص : ۱۹

۳- گلدستۂ حمد و نعت ، از جسٹس اے۔ آر۔ چنگیز ــــ سنگِ میل پبلی کیشنز ، لاہور ، ۱۹۸۵ء ، ص : ۶ – ۳۷

۴- کفایت المفتی ، از : مفتی کفایت اللہ دہلوی ــــ جامع و مؤلف : حفیظ الرحمٰن واصف ، کوہ نور پریس ، دہلی ، ۱۹۷۱ء ، ص : ۱۴ -

نعتِ عقیدت بحضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانیٔ دارالعلوم دیوبند:-

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اُس کی — کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار
جو تُو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو — نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
تُو فخرِ کون و مکاں، زبدۂ زمین و زماں — امیرِ لشکرِ پیغمبرانؑ، شہِ ابرار
تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبیؑ — تُو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نہار
حیاتِ جاں ہے تُو، ہیں اگر وہ جانِ جہاں — تُو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدۂ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ — کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں — مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مُرغ و مار
جو یہ نصیب نہ ہو، اور کہاں نصیب میرے — کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کے تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ — کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رُتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسمؔ کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار (۱)

سرخیلِ مرسلینؐ

بہادر شاہ ظفرؔ

اے سرورِ دو کون، شہنشاہِ ذوالکرم — سرخیلِ مرسلین و شفاعت گرِ امم
رنگِ ظہور سے ترے گلشن رُخِ حدوث — نورِ وجود سے ترے روشن دلِ قدم
تُو تھا سریرِ اوجِ رسالتؐ پہ جلوہ گر — آدم جہاں ہنوز پسِ پردۂ عدم

۱۔ ماہتابِ عرب از مولانا محمد عاشق میرٹھی۔ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، ۱۹۸۲ء۔

صدقے زمیں کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں
رکھتا سرِ زمین نہ اگر اپنا تو قدم

محروم تیرے دستِ مبارک سے رہ گیا
کیونکر نہ اپنا چاک گریباں کرے قلم

وَاللّیل تیرے گیسوئے مشکیں کی ہے ثنا
وَالشّمس ہے تیرے رُخِ پُر نور کی قسم

تیری جنابِ پاک میں ہے یہ ظفرؔ کی عرض
صدقے میں اپنے آلؑ کی اے شاہِ محتشم

صیقل سے اپنے لطف و عنایت کے دور کر
آئینۂ ضمیر سے میرے غبارِ غم

پہنچا نہ آستانِ مقدس کو تیرے میں
اس غم سے مثلِ چشمہ ہوئی میری چشم نم

پر خاکِ آستاں کو تری اپنی چشم میں
کرتا ہوں سُرمہ میلِ تصوّر سے دم بدم

پروفیسر لیاقت علی چودھری، اخترؔ

لولاک کے نبیوں نے یہ شان کہاں پائی
اس مولائے یثرب کی عالم میں ہے یکتائی

اُس نورِ مجسّم کا اللہ بھی شیدا ہے
سب چاند ستاروں نے اس رُخ سے ضیا پائی

اس ماہِ دو عالم کا آئینہ ہے یہ ہستی
ہر دل میں طلب اُس کی، ہر آنکھ تمنّائی

قسمت میں شفاعت کر یارب شہِ طیبہ کی
میدان میں محشر کے ہرگز نہ ہو رُسوائی

اخترؔ شہِ طیبہ کے اب دَر ہی کا سائل ہے
پھرتا ہے جو دَر دَر پہ، کس کام کا وہ ہرجائی

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کے اثرات

امام بوصیریؒ قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں :-

ظلمت سنۃ من احیا الظلام الی ان اشتکت قدماہ الضر من ورم

ترجمہ: "افسوس میں نے اس ذاتِ اقدس کے طریقہ مسنونہ کی پیروی نہ کی جو اندھیری رات کو زندہ رکھتے تھے (عبادت کے لئے کھڑے رہتے تھے) یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک متورم ہو جاتے تھے "

حدیث شریف میں ہے :-

عن المغیرۃ قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی تورمت قدماہ فقیل لہ لم تصنع ھذا وقد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدًا شکورا۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: "حضرت مغیرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر عبادتِ الٰہی میں کھڑے رہتے، یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو جاتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہیں، آپ تو معصوم ہیں، پھر اتنی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، میں خدا کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟"

خواجہ فریدالدین عطار کا شعر ہے :-

چوں زبانِ حق زبانِ اوست بس
بہتریں عہدے زمانِ اوست بس

ارشادِ خداوندی ہے :-

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی ۔

(القرآن، ۵۳ : ۳-۴)

ترجمہ: "آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، آپ تو صرف وہی فرماتے ہیں، جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔"

ہندوستان کے جس قدر بھی علما و مشائخ گزرے ہیں تقریباً سبھی نے شعرگوئی کو اپنا شعار بنایا۔ امیر خسروؒ سے لے کر آخر تک برابر ایسے لوگ ہوئے جنھوں نے نہ صرف فارسی میں قرآن و سنّت کے مضامین ادا کئے بلکہ اردو شاعری کے ذریعے بھی ان خیالات و افکار کو عام کرنے کی پوری کوشش کی۔

الطاف حسین حالی کا شعر ہے: ؎

بجھ گئے آتشکدے، بیٹھ گئے بتکدے
ہو گئی تثلیث مات اور ثنویت فنا

ارشادِ خداوندی ہے:۔

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ (بنی اسرائیل: ۱۷: ۸۱)

ترجمہ: "سچ اور حق آگیا، باطل چلا گیا، بے شک باطل مٹنے والی چیز ہے۔"

فامسی سراجاً منیراً وھادیاً   یلوح کما لاح الصیقل المھند

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ نے روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کو ہادی بنایا گیا ہے۔ آپ روشن چراغ کی مانند اس طرح چمکتے ہیں، جیسے ایک اچھی صیقل کی ہوئی تلوار چمکتی ہے۔"

ارشادِ ربانی ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (احزاب: ۳۳: ۴۵-۴۶)

ترجمہ: "اے نبیؐ ہم نے تم کو بھیجا بتانے والا، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف بلانے والا، اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ بنایا۔"

وانت الٰہ الخلق ربی وخالقی   بذٰلک ما عمرت فی الناس اشھد

ترجمہ: "اے اللہ تو ہی تمام مخلوق کا پالنے والا اور پروردگار ہے میرا پالنے والا،

میرا پیدا کرنے والا، اور ہم جب تک زندہ رہیں گے، اس کی شہادت دیتے رہیں گے۔"

ارشادِ باری ہے:-

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ (الرعد: ۱۶)

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔"

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ (الانعام: ۱۶۵)

ترجمہ: "آپ فرما دیں، کیا اب میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں اور وہی ہر چیز کا رب ہے۔"

حضرت کعبؓ بن زہیرؓ کا شعر ہے:-

لظل یرعد الا ان یکون له   من الرسول باذن اللّٰه تنویل

ترجمہ: "میں ایسی ہیبت ناک مجلس میں کھڑا ہوں اور ایسی رعب دار اور عجیب گفتگو سن رہا ہوں کہ اگر ہاتھی بھی اس کو دیکھے اور سنے تو کانپنے لگے۔"

اس کی تائید میں حدیث شریف میں آیا ہے:-

عن علی رضی اللّٰه عنه قال واذا تکلم الحق جلساؤه کانما علی رؤسهم الطیر۔ (شمائل الترمذی)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؐ جب گفتگو فرماتے تھے تو حاضرینِ مجلس اس طرح گردن جھکا کر خاموش بیٹھتے تھے، جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔"

ہر زبان میں نعتیہ شاعری پر قرآن و حدیث کی تعلیمات کا عنصر بھی غالب رہا ہے۔ اس سلسلے میں چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ کا شعر ہے:-

اغر علیه للنبوة خاتم   من اللّٰه مشهود یلوح ویشهد

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انتہائی کریم الافعال ہیں۔ آپ کے جسم مبارک پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کی مہر ثبت کی ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق کی ہے۔ یہ روشن بھی ہے اور ہر شخص اس کا مشاہدہ بھی کر سکتا ہے۔"

ارشادِ خداوندی ہے:-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

(احزاب: ۴۰)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول ہیں (اور تمام نبیوں میں آخری نبی ہیں)، سب نبیوں پر مہر ہیں۔"[۱]

حضرت شاہ ولی اللہؒ

الشیخ الامام الھمام حجۃ اللہ بین الأنام امام الأئمۃ قدوۃ الائمۃ علامۃ العلماء وارث الانبیاء آخر المجتھدین اوحد علماء الدین زعیم المتقلعین بحمل اعباء الشرع المتین محی السنۃ ومن عظمت بہ للہ علینا المنۃ شیخ الاسلام قطب الدین احمد ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین العمری الدھلوی:-

العالم الفاضل النحریر افضل من بثّ العلوم فأروی کل ظمآن[۲]

۲۱ فروری ۱۷۰۳ء کو دہلی کے نزدیک قصبہ پھلت میں پیدا ہوئے[۳]۔ شاہ ولی اللہ نے اپنے حالاتِ زندگی ایک مختصر خود نوشت میں بیان فرمائے ہیں[۴]۔ آپ

۱۔ نقوش، رسول نمبر ۲۰۔ ۲۔ نزھۃ الخواطر، از حکیم سید عبدالحی بن فخرالدین الحسنی، دکن، ۱۹۵۷ء، ج ۶، ص: ۳۹۸۔ ۳۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، والیوم II، ص: ۲۵۴۔

کا سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضؓ اور والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظم تک پہنچتا ہے (ii)۔ آپ کی ولادت کے وقت ہندوستان اپنی تاریخ کے پراگندہ اور بدترین دور سے گزر رہا تھا۔ تخت دہلی محلاتی سازشوں کی زد میں تھا۔ مرہٹوں، سکھوں، جاٹوں نے اندھیر مچا رکھا تھا اور ان سب مصیبتوں میں نادر شاہ اور احمد شاہ کے حملوں نے شدت پیدا کر دی تھی۔ ہر لحاظ سے نقصان مسلمانوں کو پہنچ رہا تھا۔ انگریز اپنی مکارانہ چالوں کے ذریعے Golden Sparrow پر آہستہ آہستہ قابض ہوتا چلا جا رہا تھا۔ خاندانِ مغلیہ کی شان و شوکت اور عظمت و جلال سسک سسک کر دم توڑ رہا تھا۔ مغل حکمران اقتدار کے نشے میں دھت اپنے ہی باپ، بیٹوں اور بھائیوں کے خون سے ہولی کھیل رہے تھے۔ معاشرتی، سیاسی، معاشی اور مذہبی الجھنوں نے حالات بگاڑنے میں اپنا اپنا کردار ادا کیا ہر طرف افراتفری، انتشار اور پراگندگی کا دور دورہ تھا (۵)۔

آپ کے والد شاہ عبدالرحیم مدرسہ رحیمیہ کے بانی اور وقت کے ممتاز اور جید عالم دین تھے۔ مدرسہ رحیمیہ ہندوستان کے ہزاروں تشنگانِ علم کی پیاس بجھانے میں اپنا تاریخی کردار شب و روز ادا کر رہا تھا۔ شاہ عبدالرحیم فتاوٰی عالمگیری کے مرتبین میں بھی شامل تھے۔ شاہ عبدالرحیم نے اپنے

(گزشتہ سے پیوستہ) (ii) Hundred Great Muslims, Jamil Ahmed, P 304

۲۔ الجزأ اللطیف، از شاہ ولی اللہ، دہلی، ۱۹۲۵ء، ص: ۱

۳۔(i) الامداد فی مآثر الاجداد، از شاہ ولی اللہ، دہلی، ۱۹۳۵ء، ص: ۱۲

(ii) شاہ عبدالعزیز اور انکی تعلیمات، از مولوی ظہیر الدین، کلام کمپنی کراچی، ص: ۱۱

۵۔(i) رودِ کوثر، از شیخ محمد اکرام، ص: ۵۲۲

(ii) First Encyclopaedia of Islam, Edited by, M. Th. Houtsma, A. J. Wensinck, E. J. Brill, New York, 1987, Vil. VI, P 633

فرزندِ ارجمند کی تربیت گھر پر شروع کی۔ پانچ برس کی عمر میں مکتب جانا شروع کر دیا، سات سال کی عمر میں شاہ ولی اللہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا، دس سال کی عمر میں شاہ ولی اللہ علوم و فنون کے سیکھنے میں مشغول ہو چکے تھے۔ آپ نے شرح جامی شروع کی اور معقولات ختم کر کے منقولات تک جا پہنچے۔ فقہ، منطق، حدیث، کلام کے علاوہ آپ نے اپنے والد سے طب، معانی اور ہندسہ و حساب کی کتابیں پڑھیں۔ شاہ صاحب نے اپنی تصانیف میں اپنی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا ہے۔(۱)

چودہ سال کی عمر میں شاہ ولی اللہ کی شادی ہوئی۔ آپ نے پندرھویں سال اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم کی بیعت کی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس میں مشغول ہو گئے اور تقریباً بارہ برس تک ہزاروں طلباء کو علم سے مستفید کیا اور دین و دنیا کی بڑے احسن انداز میں تشریح کی۔ اس دوران آپ نے کئی کتب تصنیف کیں۔ ۱۱۴۳ھ کو شاہ ولی اللہ حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔ حج بیت اللہ کیا اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جید علمائے کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ ان میں علامہ ابو طاہر مدنی سرِفہرست ہیں۔(۲) دو سال بعد شاہ ولی اللہ ہندوستان واپس تشریف لائے اور معاشرے کی اصلاح کا کام زور و شور سے شروع کیا، کیونکہ قیامِ مکہ کے دوران ایک خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شاہ صاحب سے فرمایا کہ:۔

"تمہارے متعلق ارادہ ہو چکا ہے کہ اُمت کے کسی گروہ کی تنظیم تمہارے ذریعے کی جائے۔"

۱-(i) انفاس العارفین، از: شاہ ولی اللہ، ص: ۲۹۶

(ii) بوارق الولایت، از: شاہ ولی اللہ، ص: ۲۰۷

۲-(i) فیوض الحرمین، از: شاہ ولی اللہ، ص: ۱

(ii) Encyclopaedia Britannica, Vol. X, P 521

شاہ ولی اللہؒ نے عوام کے گروہوں، فوج، امراء، بادشاہوں، عالموں غرضیکہ ہر طبقے کو اس کی ذمہ داریاں یاد دلائیں اور معاشرے کی اصلاح و بہتری کے لئے اپنا سب کچھ وقف کر دیا۔ شاہ ولی اللہؒ نے ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ بمطابق ۲۰ راگست ۱۷۶۲ء کو وفات پائی اور دہلی کے نزدیک مہندیوں کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ آپ کی تاریخِ وفات " او بود امامِ اعظمِ دین " سے نکلتی ہے۔

شاہ ولی اللہؒ نے مغل بادشاہوں اورنگ زیب عالمگیر، شاہ عالم بہادر شاہ اوّل، معزالدین جہاندار شاہ، فرخ سیر، رفیع الدرجات، رفیع الدولہ، محمد شاہ، احمد شاہ، عالمگیر ثانی اور شاہ عالم ثانی کا عروج و زوال اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔[1]

شاہ ولی اللہؒ نے ساری عمر برائیوں کے خلاف جہاد کیا۔ شاہ صاحبؒ نے اس وقت کی معاشرتی، سیاسی، معاشی اور مذہبی مشکلات کا حل پیش کیا۔ شاہ صاحبؒ نے تمام فرقوں کی تشریح ایسے دلنشیں انداز میں کی کہ ہر فرقہ کے لوگ آپ کو اپنا مذہبی راہنما سمجھنے لگے۔ عام طور پر علماء کرام صرف دین کی طرف توجہ دیتے تھے اور کاروبارِ حکومت و سیاست کو نظر انداز کرتے تھے۔ لیکن شاہ صاحب ایسے عالم باعمل تھے کہ آپ نے ایک طرف دین کی تشریح کے لئے بہترین علمی کتابیں تصنیف کیں تو دوسری طرف سیاست اور حکومت میں پائی جانے والی برائیوں کو بے نقاب کیا اور ان کی اصلاح کے لئے حجۃ اللہ البالغہ اور دوسری کتابیں تصنیف کیں۔ شاہ صاحب نے اسلام کی تعلیمات کو نئے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا۔

شاہ ولی اللہؒ نے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ بحال کرنا تھا۔ اس مقصد کے لئے نہ صرف شاہ ولی اللہؒ بلکہ آپ کے پورے خاندان نے جان و مال اور علم و آگہی سے جہاد کیا اور زمانے کے مصائب کا بڑی پامردی اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ ان میں

---

(1) First Encyclopaedia of Islam, Vol. VI, P 634.

شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ سیّد احمد شہید کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

شاہ وَلی اللہؒ کو علوم ظاہری و باطنی پر مکمل عالمانہ و فاضلانہ دسترس حاصل تھی۔ شاہ وَلی اللہؒ کا ترجمہ قرآنِ مجید بزبانِ فارسی اس کا کھلا اور روشن ثبوت ہے۔ جدید اسلام کی تحریکِ احیاء میں شاہ صاحبؒ کو PIONEER کی حیثیت حاصل ہے۔ شاہ وَلی اللہؒ نے اسلام کی عالمگیر اور ہر دَور میں قابلِ عمل تعلیمات کو درباری اور ابن الوقت ملاؤں کے جامد پہرے سے نکال کر اس دنیا کے ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے سامنے پیش کیا تاکہ نہ صرف مسلمان اپنے روز و شب احسن انداز میں اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے گزار سکیں، بلکہ غیر مسلم بھی اپنے باطل عقائد سے کنارہ کش ہو کر اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی دنیا و آخرت کو بہتر بنا سکیں۔ ایک خدا کی عبادت کر کے توحید کی برکتوں سے مالا مال ہو سکیں۔

شاہ صاحبؒ کی تصانیف

شاہ وَلی اللہؒ کی تصانیف کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس دنیا کے رنگ و بُو کی گردشِ حالات نے جو کُتب ہم تک پہنچائی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

قرآن

۱۔ فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن	فارسی
۲۔ مقدمہ فی قوانین الترجمہ	فارسی
۳۔ الفوز الکبیر مع فتح الخبیر	عربی و فارسی
۴۔ تاویل الاحادیث	عربی

حدیث

۵۔ الدر الثمین فی مبشرات النبیؐ الامین	عربی
۶۔ المسوّیٰ شرح موطا امام مالکؒ	عربی
۷۔ المصفّٰی شرح موطا امام مالکؒ	فارسی

۸- اربعون احادیث مسلسلات بالاشراف فی غالب سندھا — عربی

۹- الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الکریم — عربی

۱۰- النوادر من احادیث سید الاول والآخر — عربی

۱۱- الارشاد الی مہمات علم الاسناد — عربی

۱۲- تراجم البخاری و شرح تراجم لبعض ابواب البخاری — عربی

فقہ و کلام و عقائد و تصوف

۱۳- حجۃ اللہ البالغہ — عربی

۱۴- البدور البازغہ — عربی

۱۵- قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین — فارسی

۱۶- العقیدۃ الحسنۃ — فارسی

۱۷- عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید — عربی

۱۸- الانصاف فی بیان سبب الاختلاف — عربی

۱۹- القول الجمیل — عربی

۲۰- فیوض الحرمین — عربی

۲۱- الخیر الکثیر — عربی

۲۲- السر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم — عربی

۲۳- المقالۃ الوضیہ فی النصیحۃ والوصیہ (وصیت نامہ) — فارسی

۲۴- تفہیمات الٰہیہ - — عربی، فارسی

۲۵- ہمعات — فارسی

۲۶- سطعات — فارسی

۲۷- لمعات — فارسی

۲۸- لمحات — فارسی

۲۹ - الطاف القدس — فارسی
۳۰ - ہوامع شرح حزب البحر — فارسی
۳۱ - شفاء القلوب — فارسی
۳۲ - کشف العینین فی شرح الرباعیتین — فارسی
۳۳ - زہراوین — فارسی
۳۴ - فیصلہ وحدت الوجود والشہود — فارسی
۳۵ - الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ — فارسی

سیر وسوانح

۳۶ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء — فارسی
۳۷ - انفاس العارفین (اس مجموعہ میں پانچ کتب شامل ہیں) — فارسی
۳۸ - سرور المحزون — فارسی

مکتوبات

۳۹ - مکتوبات مع مناقب ابی عبداللہ وفضیلت ابن تیمیہ — فارسی
۴۰ - مکتوب المعارف مع ضمیمہ مکتوب ثلاثہ — فارسی
۴۱ - مکتوب مشمولہ کلمات طیبات — فارسی
۴۲ - مکتوبات عربی (مشمولہ حیات ولی) — عربی
۴۳ - شاہ صاحب کے سیاسی مکتوبات مرتبہ خلیق احمد نظامی — فارسی

صرف

۴۴ - نظم صرف میر — فارسی

قصائد

۴۵ - اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم — عربی

دیوان

۴۶ - دیوان اشعار عربی — عربی

شاہ ولی اللہ کی نعتیہ شاعری

اگر ہم اسلامی ادب پر نظر ڈالیں تو ہمیں ہر دور میں ایسے حضرات نظر آتے ہیں، جنھوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آلِ رسول کو ہدیۂ عقیدت پیش کیا اور اپنی نجات کا وسیلہ سمجھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اللہ اور اس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں اور مومنین کو بھی درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے (القرآن الحکیم)۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل بیان کئے ہیں۔ اسلام کے ابتدائی زمانے سے آج تک، آپ کے مناقب کو بیان کیا جاتا رہا ہے، اور قیامت تک کیا جاتا رہے گا۔ ہر دور میں شعراء کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح و شانِ بیان میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ حتیٰ کہ غیر مسلم شعراء نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح بیان کی ہے اور ان نعتیہ اشعار کو اپنے لئے باعثِ برکت و ثواب قرار دیا ہے۔ ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ نہ صرف شعراء بلکہ صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، دورِ اموی، دورِ عباسی اور اس کے بعد ہر دور میں نیک اور پرہیزگار لوگوں نے جو دینِ اسلام میں اپنے بلند علمی مرتبہ اور بزرگی کے باعث محبت تسلیم کئے جاتے ہیں۔ انھوں نے نعتیہ اشعار کہے ہیں اور آنحضرت سے اپنی محبت و عقیدت اور خلوصِ نیت کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ جس دل میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم موجود نہیں وہ دل ایمان سے خالی ہے اور جس عبادت میں ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پورے خلوصِ نیت کے ساتھ شامل نہیں وہ عبادت نہیں بلکہ ریاضت ہے، کیونکہ حشر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمتوں کے طفیل ہی امتِ مسلم کی بخشش اور نجات ہوگی۔ اور روزِ قیامت وہی لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند ہوں گے، جن کے دلوں میں آنحضرت کے لئے عقیدت و محبت کے بہترین جذبات ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین اور رحمۃ للعالمین ہیں۔ تمام جہانوں کے لئے

رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، جب کہ ہر نبیؑ صرف اپنی خاص قوم اور خاص علاقے کے لئے بھیجا گیا، جیسا کہ سابقہ الہامی کتب سے پتہ چلتا ہے جو کہ اپنی اصل حالت میں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی اس بات کی گواہ ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک ہی قیامت تک مسلمانوں کے لئے رحمت کا باعث ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے چاہنے والوں کی ہر منزل پر مدد کرتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ تمام انبیاء کرام کے سردار اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ترین نبیؐ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپؐ بلند ترین مرتبے کے حامل ہیں۔ چنانچہ ہر دور میں ایمان کے نور سے روشن دل رکھنے والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح ومنقبت بیان کی ہے اور میرا پختہ عقیدہ ہے کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خلوص نیت کے ساتھ محبت رکھی اور آپؐ کی سنت کی پیروی کی وہ یقیناً فلاح پانے والوں میں شامل ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں سے گہری محبت رکھتا ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والوں میں شاہ ولی اللہ بھی شامل ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کے باعث شاہ ولی اللہؒ کا نام آج بھی زندہ ہے۔

"شاہ ولی اللہؒ کے اکثر اشعار میں تصوف اور معرفت کے مضامین بیان ہوئے ہیں، آپ امین تخلص کیا کرتے تھے[1]"

شاہ ولی اللہؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وفضیلت کے بیان میں قصیدہ بائیہ کے انداز پر ایک قصیدہ "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" لکھا۔ اس کے علاوہ شاہ صاحبؒ نے قصیدہ "ہمزیہ" میں بھی مدحِ

۱۔(i)، اصولِ فقہ اور شاہ ولی اللہ از ڈاکٹر مظہر بقا، ص: ۷۰ (ii)، تذکرۂ شہید، از محمد خالد سیف، ص: ۳۷ (iii)، رودِ کوثر، از شیخ محمد اکرام، ص: ۵۲۰۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کی ہے۔ اس کے علاوہ بھی شاہ صاحبؒ نے آپؐ کی مدح اور عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔

قصیدہ اطیب النغم ایک بڑا نعتیہ قصیدہ ہے، جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ کو علم، ادب اور شاعری میں جو علومِ عربیہ کے عناصر ہیں کس درجہ لیاقت تھی اور آپ نے ان علوم کو کس عروج پر پہنچایا تھا۔ قطع نظر ادب اور شاعری کے یہ بھی بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور اسی محبت کی حالت میں آپ کے قلم وزبان سے وہی الفاظ نکل رہے ہیں، جو آپکے دل میں تھے۔[۱]

G. N. Galbani Says,

"In his Collection of Poems named Atyab - un - Naghm, Qasidah Baiyah and Qasidah Hamziyah with Comments had been composed, as is mentioned by him in 1156 - 57/1743 - 44" (ii)

شاہ ولی اللہؒ نے قصیدہ بائیہ اور قصیدہ ہمزیہ کے مشکل الفاظ کی تشریح اور ان اشعار کی فارسی شرح بھی لکھی ہے۔

قصیدہ اطیب النغم مطبع مجتبائی دہلی نے ۱۳۰۸ھ کو شائع کیا۔[۳] پیر کرم شاہ کے بقول، اس قصیدہ کا ایک اردو ترجمہ ۱۳۴۴ھ کو بھی شائع ہوا ہے۔[۴]

۱- حیاتِ ولی، از رحیم بخش۔ ص: ۵۲۹ -

(ii) Life of Shah Walliullah, P 35

۳- شاہ ولی اللہ اور انکا خاندان، از حکیم محمود احمد برکاتی، ص: ۴۸ -

۴- قصیدہ اطیب النغم، از پیر کرم شاہ، ص: ۱۷ -

۱۹۸۲ء میں ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی نے قصیدہ کا اردو ترجمہ کیا ہے[1]۔ اور ۱۹۸۵ء میں پیر محمد کرم شاہ کا اردو ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ میں نے انہی اردو ترجموں سے مدد لی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اور بھی ترجمے ہوئے ہوں، جن کا گردشِ زمانہ کے ہاتھوں کچھ پتہ نہیں چلا، جس طرح شاہ صاحبؒ کی کچھ کتابوں کے صرف نام ملتے ہیں، اور وہ کتابیں نہیں ملتیں، اسی طرح بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں، جن کا ابھی تک پتہ نہیں چلا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ڈوب کر شاعری کی ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے تصوف کی حقیقی روح کو واضح کیا۔ قرآن، فقہ، حدیث، فلسفہ، معاشیات، سیاسیات، معاشریات غرضیکہ دینی و دنیاوی علوم کی بڑے احسن انداز میں تشریح کی اور اسلامی تعلیمات کو ایسے دل نشین انداز میں پیش کیا کہ تمام فرقوں کے لوگ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ شاہ ولی اللہؒ نے صحابہؓ کرام اور اہلِ بیتؓ کے مقام کی عظمت کو اُجاگر کیا اور ازالۃ الخفاء میں اختلافی مسائل کا حل پیش کیا۔ شاہ صاحبؒ نے ایک ایسے وقت میں دین کی خدمت کی جب ہر طرف افراتفری کا عالم تھا۔ تعلیماتِ اسلام زبردست تحریف و تبدل کا شکار ہو چکی تھیں۔ مسلمان ہندوانہ رسموں میں کھو چکے تھے۔ انگریز مشنریاں، ہندو پنڈت اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد اسلام پر زبردست اعتراضات کر رہے تھے۔ مسلمان اپنی حکومت کھونے کے ساتھ ساتھ اپنے مذہبی اور تہذیبی ورثہ سے محروم ہو رہے تھے۔ اور جو تھوڑا کچھ بچ گیا تھا، اسے مسلمان فرقہ پرستی کے سائے تلے آپس میں لڑ کر تباہ کر رہے تھے۔

ایسے حالات میں شاہ ولی اللہؒ نے دین کی تجدید کا کام شروع کیا اور

۱- عربی میں نعتیہ کلام، از ڈاکٹر عبداللہ عباس، ص: ۲۴۶ -

زبردست مخالفت کے باوجود اپنے مشن کو جاری رکھا۔ وہ مشن جس کا حکم شاہ ولی اللہؒ کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیا تھا۔ شاہ ولی اللہؒ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دلی عقیدت و محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کی نعتیہ شاعری میں عشقِ رسولؐ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیان میں شاہ ولی اللہؒ کی نعتیہ شاعری ممتاز مقام رکھتی ہے۔ جس نے بھی عقیدت و محبت اور خلوص کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح بیان کی ہے، وہ یقیناً قابلِ احترام ہے اور شاہ ولی اللہؒ بھی ایسے لوگوں میں شامل ہیں۔

اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم

حضرت شاہ ولی اللہؒ قصیدے کی ابتدا میں لکھتے ہیں :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

سب تعریفیں اللہ کے لئے، جس نے انسان کو وہ سکھایا، جو وہ نہیں جانتا تھا اور علوم و حکمتوں کے خزانے اس کے دل میں الہام کئے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمدؐ پر درود بھیجے جو گنہگاروں کے شفیع اور مقربین کے لئے وسیلہ ہیں اور آپؐ کی آلؑ اور آپؐ کے جملہ اصحابؓ پر درود و سلام، اما بعد ——

فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح اور آنحضرتؐ کے کمالات کا تذکرہ اور آپؐ کی نبوت کے دلائل کا بیان بے شک بڑی برکات کا باعث ہے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے، اسی اثنا میں اس فقیر کو بارگاہِ الٰہیہ سے یہ توفیق ارزانی ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نامور صحابی حضرت سوادؓ بن قارب کے قصیدہ بائیہ کے انداز پر ایک قصیدہ نظم کرے۔ حضرت سوادؓ کا قصیدہ اہلِ عرب کے انداز بیان کے مطابق ازحد بلیغ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اس کو پہلی بار سنا تو اس قصیدہ کو شرفِ قبولیت سے نوازا۔ اس ضعیف کا قصیدہ اگرچہ فصاحت اور

بلاغت میں اس درجہ پر فائز نہیں کہ اسے عرب کے بلغاء کے قصائد کے سامنے رکھ کر فخر کیا جائے۔ بایں ہمہ میرا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے دلائل پر مشتمل ہے اور بعض اہم مقاصد کی طرف اس میں اشارات ہیں۔ اور ادبی لطافت سے بھی وہ بالکل معرا نہیں ہے جبکہ اس میں بعض ایسے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں، جو غریب اور مشکل ہیں۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہوا کہ ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی شرح کر دی جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس قصیدہ کو متعدد فصلوں میں منقسم کر دوں تاکہ ہر فصل میں ایک مقصد کا بیان ہو۔ اس قصیدہ کا نام "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم" (عرب کے آقا کی مدح میں پاکیزہ نغمہ) تجویز کیا گیا ہے۔

كَأَنَّ نُجُومًا أَوْمَضَتْ فِي الغَيَاهِبِ
عُيُونُ الأَفَاعِي أَوْ رُؤُوسُ العَقَارِبِ

ترجمہ: "تاریک شب میں ستارے چمکتے ہوئے ایسے لگتے ہیں گویا اژدہوں کی آنکھیں ہیں یا بچھوؤں کے سر ہیں۔"

إِذَا كَانَ قَلْبُ المَرْءِ فِي الأَمْرِ حَائِراً
فَأَضْيَقُ مِنْ تِسْعِينَ رَحْبُ السَّبَاسِبِ

ترجمہ: "اگر مصیبت میں کسی کا دل بیٹھ جائے تو بے شمار صحرا و بیابان بھی سامنے ہوں تو اس کو تنگ معلوم ہوتے ہیں۔"

وَتَشْغَلُنِي عَنِّي وَعَنْ كُلِّ رَاحَتِي
مَصَائِبُ تَقْفُوا مِثْلَهَا مِنْ مَصَائِبِ

ترجمہ: "پے در پے ایسے مصائب پڑے جنھوں نے مجھے اپنی ذات سے اور ہر راحت و آرام سے بے نیاز کر دیا۔"

إِذَا مَا أَتَتْنِي أَزْمَةٌ مُدْلَهِمَّةٌ
تُحِيطُ بِنَفْسِي مِنْ جَمِيعِ جَوَانِبِ

ترجمہ: "جب بھی مجھ پر ایسی مصیبت آ پڑی، جس نے چاروں طرف سے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا۔"

تَطَلَّبْتُ ھَلْ مِنْ نَاصِرٍ اَوْ مُسَاعِدٍ
اَلُوْذُ بِہٖ مِنْ خَوْفِ سُوْءِ الْعَوَاقِبِ

ترجمہ: "میں نے تلاش کیا کہ کوئی ایسا معاون و مددگار ہو، جس کے دامن میں پناہ لوں اور انجام کے خوف سے بچ سکوں۔"

فَلَسْتُ اَرٰی اِلَّا الْحَبِیْبَ مُحَمَّدًا
رَسُوْلَ اِلٰہِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبِ

ترجمہ: "تو مجھے سوائے حبیبِ خدا، محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اور کوئی نظر نہیں آتا ہے۔ وہ سارے جہانوں کے ربّ کے برگزیدہ اوصاف کے حامل رسولؐ ہیں۔"

وَمُعْتَصَمُ الْمَکْرُوْبِ فِیْ کُلِّ غَمْرَۃٍ
وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ کُلِّ تَائِبِ

ترجمہ: "اور وہ جو ہر آفت رسیدہ کی کٹھن گھڑیوں میں پشت پناہی کرتے ہیں اور ہر توبہ کرنیوالے کیلئے (جن کا گھر) مغفرت کا سرسبز باغ ہے۔"

مَلَاذُ عِبَادِ اللّٰہِ مَلْجَاءُ خَوْفِہِمْ
اِذَا جَاءَ یَوْمٌ فِیْہِ شَیْبُ الذَّوَائِبِ

ترجمہ: "اس دن جب پُرہول وقت ہوگا اور جس کی دہشت سے سیاہ بال یکایک سفید ہو جائیں گے۔ اس وقت ڈر سے کانپتے ہوئے بندگانِ خدا کے لئے آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی ملجاو ماویٰ اور سہارا ہوں گے۔"

اِذَا مَا اَتَوْا نُوْحًا وَمُوْسٰی وَآدَمًا
وَقَدْ ھَالَھُمْ اِبْصَارُ تِلْکَ الْمَصَائِبِ

ترجمہ: "اس دن جب لوگ شفاعت کے لیے حضرت نوحؑ کے پاس جائیں گے، حضرت موسیٰؑ سے رجوع کریں گے اور حضرت آدمؑ سے مدد مانگیں گے تو یہ سب کے سب اس کٹھن گھڑی کی صعوبتوں سے لرزاں اور خائف ہوں گے۔"

کَمَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ عِنْدَ ھٰذِہٖ
نَبِیٌّ وَلَمْ یُظْفِرْھُمْ بِالْمَآرِبِ

ترجمہ: "لوگوں کی ان انبیاء کرام کی خدمت میں حاضری انھیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی اور نہ ہی وہ اپنے مقاصد کے حصول میں ان کو کامیاب کریں گے، یعنی کوئی بھی اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کی جرأت نہ کرے گا۔"

ھُنَاکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَشْفَعُ لِرَبِّہٖ
شَفِیْعًا وَ فَتَّاحًا لِبَابِ الْمَوَاھِبِ

ترجمہ: " اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی ذات ہوگی، جو اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں گے، شفاعت کریں گے اور بخششوں کے دروازے کھلوائیں گے۔"

فَیَرْجِعُ مَسْرُوْرًا بِنَیْلِ طِلَابِہٖ
اَصَابَ مِنَ الرَّحْمٰنِ اَعْلَی الْمَرَاتِبِ

ترجمہ: " پھر وہاں سے اپنی مراد پاکر (یعنی شفاعت کرا کے) خوش خوش لوٹیں گے اور خدائے رحمان و رحیم کی طرف سے بلند مرتبہ پر فائز ہوں گے۔"

سُلَالَۃُ اِسْمَاعِیْلَ وَالْعِرْقُ نَازِعٌ
وَاَشْرَفُ بَیْتٍ مِّنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ

ترجمہ: " آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے ہیں۔ اور خاندان کا اثر بڑا گہرا ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوئی بن غالب کی نسل میں سب سے بڑے اور شریف گھرانے کے فرزند ہیں۔"

بَشَارَۃُ عِیْسٰی وَالَّذِیْ عَنْہُ عَبَّرُوْا
بِشِدَّۃِ بَأْسٍ بِالضَّحُوْکِ الْمُحَارِبِ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی

تھی۔ دیگر انبیائے کرامؑ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فتوحات کی کثرت اور میدانِ جنگ میں شجاعت و بہادری کے باعث آپؐ کو ضحوک کا لقب دیا ہے۔"

وَمَنْ اَخْبَرُوْا عَنْهُ بِاَنْ لَيْسَ خُلْقُهُ
بِفَظٍّ وَفِي الْاَسْوَاقِ لَيْسَ بِصَاخِبِ

ترجمہ: "وہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن کے بارے میں یہ خبر دی گئی (قرآنِ کریم میں اور انبیاءِ کرامؑ نے) کہ ان کے مزاج میں درشتی نہیں ہے۔ اور وہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بازار میں چیخنے چلّانے والے نہیں ہیں (یعنی آپؐ متین، سنجیدہ، مہذّب اور با اخلاق ہیں)۔"

وَدَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ عِنْدَ بِنَائِهِ
بِمَكَّةَ بَيْتًا فِيْهِ نَيْلُ الرَّغَائِبِ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہی ہیں، جن کے ظہور کی دعا حضرت ابراہیمؑ نے اس وقت کی تھی، جب وہ خانہ کعبہ تعمیر کر رہے تھے۔ وہ خانہ کعبہ جہاں لوگوں کی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور انھیں نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔"

جَمِيْلُ الْمُحَيَّا اَبْيَضُ الْوَجْهِ رَبْعَةٌ
جَلِيْلٌ كَرَادِيْسٍ اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رخِ انور من موہنا ہے، اس کی رنگت سفید ہے، قدِ مبارک درمیانہ ہے، چوڑے شانے ہیں اور آپؐ کے ابرو باریک، گھنے اور کمان کی طرح طویل ہیں۔"

صَبِيْحٌ مَلِيْحٌ اَدْعَجُ الْعَيْنِ اَشْكَلٌ
فَصِيْحٌ لَهُ الْاِعْجَامُ لَيْسَ بِشَائِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ مبارک آفتاب کی طرح روشن ہے۔ حضورؐ کا حسن دل لبھانے والا ہے، کشادہ چشم ہے۔ خندہ جبیں، زبان میں ایسی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس میں عجمیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔"

وَاَحسَنُ خَلقِ اللّٰہِ خُلقاً وَخِلقَۃً
وَاَنفَعُھُم لِلنَّاسِ عِندَ النَّوَائِبِ

ترجمہ: "بندگانِ خدا میں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت دونوں اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامل ترین فرد ہیں۔ آپ مصائب کے وقت لوگوں کے لئے سب سے زیادہ کارآمد اور نفع بخش ہیں۔"

وَاَجوَدُ خَلقِ اللّٰہِ صَدراً وَنَائِلاً
وَاَبسَطُھُم کَفّاً عَلٰی کُلِّ طَالِبٖ

ترجمہ: "خلقِ خدا میں سب سے زیادہ سخی، دل کے بڑے اور ہر مانگنے والے کے لئے ان کا ہاتھ کھلا ہوا اور بخشش پر تُلا ہوا ہے۔ یعنی کوئی سائل بھی بارگاہِ عالی سے خالی نہیں جاتا۔"

وَاَعظَمُ حُرٍّ لِلمَعَالِی نُھُوضُہٗ
اِلَی المَجدِ سَامٍ لِلعَظَائِمِ خَاطِبٖ

ترجمہ: "شریف زادوں میں بلند ترین..... اور بلند حوصلہ طلب امور کو حاصل کرنے کی پوری ہمت و عزیمت کے مالک بلند سے بلند مرتبہ کے طالب اور حق دار (آپ ہی ہیں)۔"

تَرٰی اَشجَعَ الفُرسَانِ لَاذَ بِظَھرِہٖ
اِذَا احمَرَّ بَاسٌ فِی بَئِیسِ المَوَاجِبٖ

ترجمہ: "تم دیکھو گے کہ بڑے سے بڑے بہادر شہسوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پشت پناہی اس وقت چاہتے ہیں، جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو اور سخت ترین آفتوں کا سامنا ہو۔"

وَآذَاہُ قَومٌ مِن سَفَاھَۃِ عَقلِھِم
وَلَم یَذھَبُوا مِن دِینِہٖ بِمَذَاھِبٖ

ترجمہ: "ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی بدعقلی کی وجہ

سے بہت ستایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دین کے مقرر کردہ راستوں پر نہیں چلے ۔"

فَمَا زَالَ یَدْعُوْ رَبَّہٗ لِھُدَاھُمْ
وَاِنْ کَانَ مِنْھُمْ قَاسِیًا اَشَدَّ الْمَتَاعِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پھر بھی ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے ۔ اگرچہ ان لوگوں کے ہاتھوں آپؐ نے سخت ترین اذیتیں برداشت کی تھیں ۔"

وَمَا زَالَ یَعْفُوْ قَادِرًا مِنْ مُسِیْئِھِمْ
کَمَا کَانَ مِنْہُ عِنْدَ جَبْذَۃٍ جَاذِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم قدرت واختیار کے باوجود ہر اذیت پہنچانے والے کو معاف فرماتے رہے ، جس طرح آپؐ نے اپنی گردن میں چادر ڈال کر کھینچنے والے اعرابی کو معاف فرما دیا تھا ۔"

وَمَا زَالَ طُوْلَ الْعُمْرِ لِلّٰہِ مُعْرِضًا
عَنِ الْبَسْطِ فِی الدُّنْیَا وَعَیْشِ الْمَرَازِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ساری عمر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دنیا کے اموال کی فراوانی اور عجمی رئیسوں کی عیش وعشرت سے روگردانی کئے رہے ۔"

بَدِیْعُ کَمَالٍ فِی الْمَعَانِیْ فَلَا امْرُؤٌ
یَکُوْنُ لَہٗ مِثْلًا وَلَا بِمُقَارِبِ

ترجمہ: "تمام اوصاف ومعانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا کمال بے نظیر و بے مثال ہے ۔ آپؐ کے ان کمالات میں ہمسر ہونا تو کجا کوئی قریب پہنچنے کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا ۔"

اَتَانَا مُقِیْمُ الدِّیْنِ مِنْ بَعْدِ فَتْرَۃٍ
وَتَحْرِیْفِ اَدْیَانٍ وَطُوْلِ مَشَاغِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین قائم کرنے اس وقت تشریف لائے جب دورِ نبوت منقطع ہوئے سینکڑوں برس گزر چکے تھے۔ تمام ادیان تحریف کا شکار ہو چکے تھے اور برائیوں نے بہت طول پکڑ لیا تھا"

فَیَا وَیْلَ قَوْمٍ یُشْرِکُوْنَ بِرَبِّھِمْ
وَفِیْھِمْ صُنُوْفٌ مِّنْ وَخِیْمِ الْمَثَالِبِ

ترجمہ: "برا ہوا ایسے لوگوں کا، جو اپنے رب کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں اور ان میں طرح طرح کے لوگ ہیں، جو بدترین عیوب رکھنے والے ہیں"

وَدِیْنُھُمْ مَا یَفْتَرُوْنَ بِرَاْیِھِمْ
کَتَحْرِیْمِ حَامٍ وَاخْتِرَاعِ السَّوَائِبِ

ترجمہ: "ان کے دینی عقائد وہی تھے جن کو وہ اپنی رائے سے گھڑ لیا کرتے تھے۔ جیسے حام (نر اونٹ) کو حرام کرنا اور بتوں کے لیے اونٹنیوں کو نذر ماننے کی غلط رسم ایجاد کرنا"

وَیَا وَیْلَ قَوْمٍ حَرَّفُوْا دِیْنَ رَبِّھِمْ
وَاَفْتَوْا بِمَصْنُوْعٍ لِحِفْظِ الْمَنَاصِبِ

ترجمہ: "برا ہوا ایسے لوگوں کا جنھوں نے اپنے رب کے دین میں تحریف کر ڈالی اور ایسے من گھڑت مسائل بتائے تا کہ ان کے مناصب، کا بھرم قائم رہے"

وَیَا وَیْلَ مَنْ اَطْرٰی بِوَصْفِ نَبِیِّہٖ
فَسَمَّاہُ رَبَّ الْخَلْقِ اَطْرَاءَ خَائِبٖ

ترجمہ: "ہلاکت ہے اس قوم کے لئے جو اپنے پیغمبرؐ کی شان کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرتی رہی اور پیغمبر کو خدا کا درجہ دیتے رہے"

وَیَا وَیْلَ قَوْمٍ قَدْ اَبَارَ نُفُوْسَھُمْ
تَکَلُّفُ تَزْوِیْقٍ وَحُبُّ الْمَلَاعِبِ

ترجمہ: "صد حیف! اس قوم کی بربادی پر جن کے نفسوں کو بناؤ سنگھار کے تکلف اور لہو ولعب کی محبت نے تباہ اور ہلاک کر دیا۔"

وَیَا وَیْلَ قَوْمٍ قَدْ اَخَفَّ عُقُوْلَهُمْ
تَجَبُّرُ کِسْرٰی وَاصْطِلَامُ الْقَرَائِبِ

ترجمہ: "برا ہو ایسے لوگوں کا جن کو کسریٰ شاہ ایران کے جبروت اور ٹیکسوں کی بھرمار نے عقل سے عاری کر رکھا تھا۔"

فَاَدْرَکَهُمْ فِیْ ذَاكَ رَحْمَةُ رَبِّنَا
وَقَدْ اَوْجَبُوْا مِنْهُ اَشَدَّ الْمَعَاتِبِ

ترجمہ: "ہمارے رب کی رحمت نے ان کو آلیا حالانکہ وہ اپنے اعمال کے لحاظ سے سخت عذاب کے مستحق تھے۔"

فَاَرْسَلَ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ نَبِیَّهٗ
وَلَمْ یَكُ فِیْنَا قَدْ بَلَوْهُ بِكَاذِبِ

ترجمہ: "اور یہ دستگیری اس طرح کی کہ قریش کے اعلیٰ خاندان میں ایک نبیؐ کو مبعوث فرمایا، جس کو وہ لوگ پہلے ہی سے سچا سمجھتے تھے۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کذب بیانی کا الزام نہیں لگایا تھا۔"

وَمِنْ قَبْلِ هٰذَا لَمْ یُخَالِطْ مَدَارِسَ
الْیَهُوْدِ وَلَمْ یَقْرَاْ لَهُمْ خَطَّ کَاتِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کرنے سے قبل نہ کبھی یہودیوں کے مدرسوں میں اپنی آمد و رفت رکھی اور نہ ان کے کسی کاتب کے خط کو پڑھا۔"

فَاَوْضَحَ مِنْهَاجَ الْهُدٰی لِمَنِ اهْتَدٰی
وَمَنَّ بِتَعْلِیْمٍ عَلٰی کُلِّ رَاغِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہدایت کے طلب گاروں کے لئے ہدایت کا راستہ روشن کر دیا اور ہر خیر و برکت کے متلاشی کو شریعت

کے علم سے بہرہ ور کرنے کا احسان فرمایا۔"

وَاَخْبَرَ عَنْ بَدْءِ السَّمَاءِ لَهُمْ وَعَنْ
مَقَامٍ مَخُوْفٍ بَیْنَ اَیْدِی الْمُحَاسِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ابتدائے آفرینش آسمان سے لے کر خوفناک مقام تک کے بارے میں بتلایا۔ جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رُوبرو اپنے گزشتہ اعمال کی جواب دہی کے لئے کھڑے کئے جائیں گے۔"

وَعَنْ حُکْمِ رَبِّ الْعَرْشِ فِیْمَا یُعَنِّتُھُمْ
وَعَنْ حِکَمٍ تُرْوٰی بِحُکْمِ التَّجَارِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں ان امور و حالات کے بارے میں خداوند عرش کے حکم سے آگاہ کیا جو انھیں پیش آنے والے تھے، اور ان دانائی کی باتوں سے انھیں مطلع کیا، جن کو پیہم تجربات کی بناء پر روایت کیا جاتا تھا۔"

وَاَبْطَلَ اَصْنَافَ الْخَنیٰ وَاَبَادَھَا
وَاَصْنَافَ بَغْیٍ لِلْعُقُوْبَۃِ جَالِبٍ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیہودہ گوئی اور اعمالِ قبیحہ کی ساری قسموں کو باطل کر دیا اور انھیں درہم برہم کر دیا۔ بغاوت و سرکشی کی ان تمام صورتوں کو بھی ختم کر دیا، جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنی طرف کھینچنے والی ہیں۔"

وَبَشَّرَ مَنْ اَعْطَی الرَّسُوْلَ قِیَادَۃً
بِجَنَّۃِ نَعِیْمٍ وَحُوْرٍ کَوَاعِبِ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس شخص کو جس نے اپنی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کے رسولؐ کو سونپ دی، نعمتوں والی جنّت اور نوجوان حُوروں کی خوش خبری دی۔"

وَاَوْعَدَ مَنْ یَاْبیٰ عِبَادَةَ رَبِّہٖ
عَقُوْبَۃَ نِیْرَانٍ وَعِیْشَۃَ قَاطِبٖ

ترجمہ: "جو شخص اپنے رب کی عبادت سے انکار کرتا ہے، آنحضرت صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُسے جہنّم کی آگ اور ایسے آدمی کی زندگی سے ڈرایا ہے، جو ہمیشہ ترشرو اور کبیدہ خاطر رہتا ہے۔"

فَاَنْجیٰ بِہٖ مَنْ شَآءَ مِنَّا نَجَاتَہٗ
وَمَنْ خَابَ فَلْتَنْدُبْہُ شَرُّ النَّوَادِبِ

ترجمہ: "اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذریعہ سے اس خوش نصیب کو نجات دی جو آپ کے احکامات پر چلا اور جو محروم رہا، پس چاہیئے کہ نوحہ کرنے والیاں اس پر بدترین قسم کا نوحہ کریں۔"

فَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَ عَبْدَہٗ
بِحَقٍّ وَلَا شَیْءَ ھُنَاکَ بِرَائِبٖ

ترجمہ: "پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو حق کے ساتھ بھیجا، جس کے اعمال میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔"

وَقَدْ کَانَ نُوْرُ اللّٰہِ فِیْنَا لِمُھْتَدٍ
وَصَمْصَامَ تَذْمِیْرٍ عَلیٰ کُلِّ نَاکِبٖ

ترجمہ: "ہدایت چاہنے والے کے لئے ہمارے درمیان آنحضرت صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللّٰہ کا نور ہیں اور حق کا انکار کرنے والے کے لئے چمکتی ہوئی تیز تلوار کی مانند ہیں۔"

وَاَقْوٰی دَلِیْلٍ عِنْدَ مَنْ تَمَّ عَقْلُہٗ
عَلیٰ اَنَّ شِرْبَ الشَّرْعِ اَصْفَی الْمَشَارِبٖ

ترجمہ: "ایک صاحبِ عقل وشعور کے سامنے مضبوط ترین دلیل اس بات کی کہ شریعتِ اسلام کا چشمہ تمام انبیاءؑ کی شریعتوں سے پاکیزہ اور صاف ہے۔"

تَوَطِّی عُقُولٍ فِی سَلَامَتِہٖ فِکْرَۃٍ
عَلٰی کُلِّ مَا یَاْتِیْ بِہٖ مِنْ مَطَالِبٖ

ترجمہ: "جب عقلیں غور و فکر کے وقت ہر قسم کے تعصب سے پاک ہوں تو جو احکامِ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پیش کئے ہیں، انکی سچائی اور افادیت پر ان کا متفق ہونا دلائل نبوت میں سے ایک قوی ترین دلیل ہے۔"

سَمَاحَۃُ شَرْعٍ فِیْ رَزَانَۃِ شِرْعَۃٍ
وَتَحْقِیْقُ حَقٍّ فِیْ اِشَارَۃِ حَاجِبٖ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت میں آسانی اور سہولت کے ساتھ ساتھ وقار اور متانت بھی ہے۔ آپؐ ابرو کے اشارہ سے حق کو واضح کر دیتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نبیؐ برحق ہونے کی روشن دلیلیں ہیں۔"

وَمَکَارِمُ اَخْلَاقٍ وَاِتْمَامُ نِعْمَتِہٖ
نُبُوَّۃُ تَاْلِیْفٍ وَسُلْطَانُ غَالِبٖ

ترجمہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں اخلاقی بلندیاں بدرجہ اُتم موجود ہیں اور اللہ نے آپؐ پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دی اور آپؐ کو ایسی نبوت عطا کی جس نے دلوں کو جوڑ دیا اور ایسی قوت عطا کی جس نے غلبہ حاصل کیا۔"

نُصَدِّقُ دِیْنَ الْمُصْطَفٰی بِقُلُوْبِنَا
عَلٰی بَیِّنَاتٍ فَہْمُہَا مِنْ غَرَائِبٖ

ترجمہ: "ہم اپنے دل کی گہرائیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دین کی تصدیق کرتے ہیں۔ ایسے روشن دلائل کی بناء پر کہ جن کا سمجھنا عجائباتِ قدرت میں سے ہے۔"

بَرَاهِيْنُ حَقٍّ اَوْضَحَتْ صِدْقَ قَوْلِهٖ
رُوَاهَا وَيَرْوِیْ كُلُّ شَيْبٍ وَشَارِبٖ

ترجمہ: "حق و صداقت کی ایسی دلیلیں جنھوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قول کی تصدیق کی اور جن کی روایت ہر جوان اور بوڑھے نے ایک دوسرے سے کی اور برابر روایت کرتے رہے"

مِنَ الْغَيْبِ كَمْ اَعْطٰى الطَّعَامَ لِجَائِعٍ
وَكَمْ مَرَّةً اَسْقَى الشَّرَابَ لِشَارِبٖ

ترجمہ: "آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کتنی مرتبہ ہی عالمِ غیب کی مدد سے بھوکوں کو کھانا کھلایا اور کتنی مرتبہ ہی آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پیاسوں کو پانی پلایا"

وَكَمْ مِنْ مَرِيْضٍ قَدْ شَفَاهُ دُعَاؤُهٗ
وَاِنْ كَانَ قَدْ اَشْفٰى بِوَجْبَةِ وَاجِبٖ

ترجمہ: "کتنے ہی ایسے مریض تھے، جو شدّتِ مرض کے باعث قریب المرگ ہو کر گر پڑے تھے، انھوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دُعا سے شفا پائی"

وَدَرَّتْ لَهٗ شَاةٌ لَدٰى اُمِّ مَعْبَدٍ
حَلِيْبًا وَلَا تَسْطَاعُ حَلْبَتُهٗ حَالِبٖ

ترجمہ: "اُمِّ معبد کی بوڑھی بکری جس کے تھن خشک تھے، وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دُعا سے دُودھ کی دھاڑیں بہانے لگی"

وَقَدْ سَاخَ فِى الْاَرْضِ جِصَانُ سُرَاقَةٍ
وَفِيْهِ حَدِيْثٌ عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٖ

ترجمہ: "سراقہ بن جعشم کے گھوڑوں کے قدم زمین میں دھنس گئے۔ اس بارے میں حضرت براء بن عازب کی حدیث موجود ہے"

فَأُلْقُوْا بِبَدْرٍ فِيْ قَلِيْبٍ مُخَبَّثٍ
وَعَمَّ جَمِيْعَ الْقَوْمِ شُؤْمُ الْمُدَاعِبِ

ترجمہ: "پس ان کو مقامِ بدر میں (غزوۂ بدر کے بعد) ایک ناپاک کنوئیں میں پھینکا اور تمام (کافر) قوم پر ان کی حماقت کی نحوست چھا گئی"۔

وَأَخْبَرَ أَنْ أَعْطَاهُ مَوْلَاهُ نُصْرَةً
وَرُعْبًا إِلَى شَهْرٍ مَسِيْرَةَ سَارِبِ

ترجمہ: "اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلسل ایک ماہ کے سفر کے برابر مدد اور رعب عطا فرمایا ہے"۔

فَأَوْفَاهُ وَعْدَ الرُّعْبِ وَالنَّصْرِ عَاجِلًا
وَأَعْطَى لَهُ فَتْحَ التَّبُوْكِ وَمَارِبِ

ترجمہ: "پس اللہ ربّ العزت نے جلد ہی اپنی مدد اور رُعب کی قوت کا وعدہ تمام کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تبوک اور مارب میں فتح عطا فرمائی"۔

وَأَخْبَرَ عَنْهُ أَنْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهُ
إِلَى مَا أُرِيْ مِنْ مَشْرِقٍ وَمَغَارِبِ

ترجمہ: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ کی سلطنت تا حدِ نگاہ مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی"۔

فَأَسْبَلَ رَبُّ الْأَرْضِ بَعْدَ نَبِيِّهِ
فُتُوْحًا تَوَارَى مَالَهَا مِنْ مَنَاكِبِ

ترجمہ: "پس زمین کے مالک (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد فتوحات کی ایسی بارش کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی"۔

وَكَلَّمَهُ الْأَحْجَارُ وَالْعُجْمُ وَالْحَصٰى
وَتَكَلُّمِ هٰذَا النَّوْعِ لَيْسَ بِرَائِبِ

ترجمہ: "پتھروں، گٹھلیوں اور کنکروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کیا اور اس قسم کا کلام کوئی پیوند کاری نہیں۔ (بالکل حق ہے)"

وَحَنَّ لَهُ الْجِذْعُ الْقَدِيمُ تَحَزُّنًا
فَإِنَّ فِرَاقَ الْحِبِّ أَدْهَى الْمَصَائِبِ

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجر کے باعث ایک پرانے درخت کا) تنہ غم کی شدت سے رو پڑا (جیسے چھوٹا بچہ بلک بلک کر روتا ہے)۔ کیونکہ محبت کے بعد فراق ایک سخت ترین مصیبت ہے۔"

وَأَعْجَبُ تِلْكَ الْبَدْرِ يَنْشَقُّ عِنْدَهُ
وَمَا هُوَ فِي إِعْجَازِهِ مِنْ عَجَائِبِ

ترجمہ: "کیا عجیب (معجزہ) ہے کہ چاند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دو ٹکڑے ہوتا ہے اور یہ آپؐ کے معجزات میں عجیب بات نہیں۔ (یعنی عام معمول ہے کہ معجزات بارش کی طرح آ رہے ہیں)"

وَشَقَّ لَهُ جِبْرِيلُ بَاطِنَ صَدْرِهِ
لِغَسْلِ سَوَادٍ بِالسُّوَيْدَاءِ لَازِبِ

ترجمہ: "حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ کے باطن کو شق کیا تاکہ باطن قلب میں اگر کوئی سیاہی ہو تو اس کو دھو دیا جائے۔"

وَأُسْرِيَ عَلَى مَتْنِ الْبُرَاقِ إِلَى السَّمَاءِ
فَيَا خَيْرَ مَرْكُوبٍ وَيَا خَيْرَ رَاكِبِ

ترجمہ: "اور براق کی پشت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوار کر کے آسمان کی طرف راتوں رات لے جایا گیا۔ پس کیا خوب سواری ہے اور کیا ہی خوب سوار ہے۔"

وَشَاهَدَ أَرْوَاحَ النَّبِيِّينَ جُمْلَةً
لَدَى الصَّخْرَةِ الْعُظْمَى وَفَوْقَ الْكَوَاكِبِ

ترجمہ: "مقامِ صخرہ اور ستاروں کے اوپر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کرامؑ کی ارواح کا مشاہدہ کیا۔"

وَشَاهِدَ فَوْقَ الْفَوْقِ أَنْوَارَ رَبِّهِ
كَمِثْلِ فَرَاشٍ وَافِرٍ مُتَرَاكِبِ

ترجمہ: "انتہائی بلندیوں سے اوپر بلندی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کے انوار کا دیدار کیا اور وہ انوار ان بے شمار پروانوں کی مانند تھے، جو آپس میں تہہ در تہہ جڑے ہوئے ہوں۔"

وَرَاعَتْ بَلِيغُ الْآیِ كُلَّ مُجَادِلٍ
خَصِيمٍ تَمَادَى فِي مُرَادِ الْمَطَالِبِ

ترجمہ: "ہر جھگڑالو دشمن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فصیح و بلیغ کلام (قرآن) نے مرعوب کر دیا۔ جس دشمن نے بھی اظہارِ مطالب میں آپ کا مقابلہ کرنے پر اصرار کیا۔"

بَرَاعَةُ أُسْلُوبٍ وَعَجْزُ مُعَارِضٍ
بَلَاغَةُ أَقْوَالٍ وَأَخْبَارُ غَائِبِ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندازِ کلام کی فضیلت، مقابلہ کرنے والے کا عاجز آ جانا، آپ کے کلام کی فصاحت و بلاغت اور غیبی امور کی خبروں نے (اہلِ مکہ) کو تعجب میں ڈال دیا۔"

وَسَمَّاهُ رَبُّ الْعَرْشِ أَسْمَاءَ مَدْحِهِ
تُبَيِّنُ مَا أَعْطَى لَهُ مِنْ مَنَاقِبِ

ترجمہ: "عرش کے مالک (اللہ تعالیٰ) نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے قابلِ فخر نام رکھے، جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو کس قدر فضائل اور مناقب عطا ہوئے۔"

رَؤُوفٌ رَحِیْمٌ اَحْمَدُ وَ مُحَمَّدٌ
مُقَفِّی وَ مِفْضَالٌ یُسَمّٰی بِعَاقِبٍ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہربان ہیں۔ رحم کرنے والے ہیں۔ آپ ایسے ہیں، جن کی باربار تعریف کی جاتی ہے۔ آپ بہت فضیلت والے ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ (رؤفؐ، رحیمؐ، احمدؐ، محمدؐ، یہ نام قرآن میں آتے ہیں، جب کہ باقی تین اسماءِ مبارکہ مقفیؐ، مفضالؐ اور عاقبؐ احادیث میں مذکور ہیں)"

اِذَا مَا اَثَارُوْا فِتْنَۃً جَاهِلِیَّۃً
یَقُوْدُ بِبَحْرٍ زَاخِرٍ مِنْ کَتَائِبٍ

ترجمہ: "جب بھی کفار نے جہالت وکفر کا فتنہ کھڑا کیا، لشکر کے لشکر چلا آئے"

یَقُوْمُ لِدَفْعِ الْبَاْسِ اَسْرَعَ قَوْمَۃٍ
بِجَیْشٍ مِنَ الْاَبْطَالِ غُرِّ السَّلَاهِبِ

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قوم پر تیزی سے آنے والی ناامیدی کو دور کرنے کے لئے بہادروں کا لشکر لے کر مقابلہ کرتے ہیں، جو دراز قد گھوڑوں پر سوار ہیں"

اَشِدَّاءُ یَوْمَ الْبَاْسِ مِنْ کُلِّ بَاسِلٍ
وَمِنْ کُلِّ قَوْمٍ بِالْاَسِنَّۃِ لَاعِبِ

ترجمہ: "جو جنگ کے دن تمام جنگجو لوگوں سے زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اور نیزوں کے ساتھ کھیلنے والی قوم سے بھی زیادہ جنگجو ہیں"

تَوَارَثَ اِقْدَامًا وَ نَیْلًا وَجُرْاَۃً
نُفُوْسُهُمْ مِنْ اُمَّهَاتٍ نَجَائِبٍ

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانثار ساتھیوں نے بہادری، غیرت اور جنگ میں ثابت قدم رہنے والی صفات اپنی شریف ماؤں سے ورثے میں حاصل کی ہیں"

جَزَی اللّٰہُ اَصحَابَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ
جَمِیعًا کَمَا کَانُوا لَہٗ خَیرَ صَاحِبِ

ترجمہ: "اللہ رب العزت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رض کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، جس طرح کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین صحابی رہے۔"

وَآلِ رَسُولِ اللّٰہِ لَا زَالَ اَمرُھُم
قَوِیمًا عَلٰی اَرغَامِ اَنفِ النَّوَاصِبِ

ترجمہ: "اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت رض کو شان و شوکت اور بزرگی عطا فرمائے، وہ ہمیشہ دشمنوں کی ناک رگڑ کر بھی سیدھی راہ پر قائم رہے۔"

ثَلَاثُ خِصَالٍ مِن تَعَاجِیبِ رَبِّنَا
نَجَابَۃُ اَعقَابٍ لِوَالِدِ طَالِبِ

ترجمہ: "ہمارے رب کی تین باتیں عجائبات میں سے ہیں، حضرت ابوطالب رض کی اولاد کی فراست۔"

خِلَافَۃُ عَبَّاسٍ وَدِینُ نَبِیِّنَا
تَزَایَدُ فِی الاَقطَارِ مِن کُلِّ جَانِبِ

ترجمہ: "خلافت بنو عباس اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین جو کہ کائنات میں ہر طرف بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔"

یُؤَیِّدُ دِینَ اللّٰہِ فِی کُلِّ دَورَۃٍ
عَصَائِبُ تَتلُو اِثرَھَا مِن عَصَائِبِ

ترجمہ: "ہر دور میں مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت قائم ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے دین کی تائید کرتی ہے۔ ایسی جماعتیں ہر زمانے میں ابھرتی ہیں۔"

وَمِنھُم رِجَالٌ یَدفَعُونَ عَدُوَّھُم
بِسُمرِ القَنَا وَالمُرھَفَاتِ القَوَاضِبِ

ترجمہ: "ان میں ایسے لوگ ہوتے ہیں، جو طویل نیزوں اور انتہائی تیز تلواروں کے ساتھ دشمنوں سے اپنے دین کی مدافعت کرتے ہیں۔"

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَغْلِبُوْنَ عَدُوَّهُمْ
بِاَقْوَىٰ دَلِيْلٍ مُفْحِمٍ لِلْمُغَاضِبِ

ترجمہ: "ان میں بعض لوگ مضبوط اور برحق دلیل کے ذریعے، جو غضبناک دشمن کا منہ بند کردے، اُس دشمن پر غلبہ حاصل کرلیتے ہیں۔"

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يُبَيِّنُوْا شَرْعَ رَبِّنَا
وَمَا كَانَ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ وَّوَاجِبٍ

ترجمہ: "اور بعض لوگ ہمارے رب کی شریعت کو ہمارے سامنے وضاحت سے بیان کرتے ہیں اور حرام اور واجب کے بارے میں بتاتے ہیں۔"

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَدْرُسُوْنَ كِتَابَهُ
بِتَجْوِيْدِ تَرْتِيْلٍ وَّحِفْظِ مَرَاتِبِ

ترجمہ: "بعض لوگ قرآن مجید کو تجوید و ترتیل کے ساتھ تمام درجاتِ قرأت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسروں کو پڑھاتے ہیں۔"

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ فَسَّرُوْهُ بِعِلْمِهِمْ
وَهُمْ عَلَّمُوْنَا مَا بِهِ مِنْ غَرَائِبِ

ترجمہ: "اور بعض لوگ ایسے ہیں، جنھوں نے اپنے علم کے ذریعے قرآن کی تفسیر بیان کی ہے اور قرآن کے عجائبات (مشکل مقامات) ہمیں سکھاتے ہیں۔"

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ بِالْحَدِيْثِ تَوَلَّعُوْا
وَمَا كَانَ فِيْهِ مِنْ صَحِيْحٍ وَّذَاهِبِ

ترجمہ: "بعض لوگ علومِ حدیث میں مستغرق رہتے ہیں اور صحیح و ضعیف احادیث میں فرق کرتے ہیں۔"

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ مُخْلِصُوْنَ لِرَبِّهِمْ
بِاَنْفَاسِهِمْ خِصْبُ الْبِلَادِ الْاَجَادِبِ

ترجمہ: "بعض لوگ اپنے رب کے ساتھ اپنے نفس کی انتہائی پاکیزگی سے مخلص ہیں۔ انہی (صوفیائے کرام) کی دینداری نے ویران دلوں کو روشن کر دیا۔"

وَمِن رِجَالٍ یَهْتَدِی بِعِظَاتِهِم
قِیَامٌ إِلَی دِینٍ مِنَ اللّٰهِ وَاصِبٍ

ترجمہ: "بعض لوگ اللہ کی مخلوق کو اپنے پند و نصائح کے ذریعے ہدایت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور اللہ کا دین پختگی کے ساتھ قائم رہتا ہے۔"

عَلَی اللّٰهِ رَبِّ النَّاسِ حُسْنُ جَزَائِهِم
بِمَا لَا یُوَافِی حَدَّهُ ذِهْنُ حَاسِبٍ

ترجمہ: "مخلوقات کے رب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے ان کے لئے جزائے حسنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اتنا اچھا اجر عطا فرمائے گا کہ جس کا کوئی شمار نہ کر سکے۔"

فَمَن شَاءَ فَلْیَذْکُرْ جَمَالَ بُثَیْنَةٍ
وَمَن شَاءَ فَلْیَغْزِلْ بِحُبِّ الزَّیَانِبِ

ترجمہ: "پس جو چاہے وہ بثینة کے حسن و جمال کا ذکر کرے اور جس کا جی چاہے وہ لڑکیوں کی محبت میں مدح سرائی کرے۔"

سَأَذْکُرُ حُبِّی لِلْحَبِیبِ مُحَمَّدٍ
إِذَا وَصَفَ الْعُشَّاقُ حُبَّ الْحَبَائِبِ

ترجمہ: "میں صرف اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا ذکر کروں گا۔ جب عاشق اپنے محبوب کے اوصاف بیان کر رہے ہوں گے۔"

وَاذْکُرُ وَجْدًا قَدْ تَقَادَمَ عَهْدُهُ
حَوَاهُ فُؤَادِی قَبْلَ کَوْنِ الْکَوَاکِبِ

ترجمہ: "اور میں اس عشق کو یاد کرتا ہوں جو پرانا ہو چکا ہے۔ ایسا عشق جو ستاروں کی پیدائش سے پہلے ہی میرے دل پر چھا چکا ہے۔"

وَ یَبدُوا مُحَیَّاہُ لِعَینِی فِی الکَرٰی
بِنَفسِی اُفدِیہِ اِذًا وَالاَقَارِبِ

ترجمہ: "نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا روشن چہرہ مبارک نیند کی حالت میں بھی میری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہے۔ میں خود اور میرے رشتہ دار سب اُن پر قربان جائیں۔"

وَ یُدرِکُنِی فِی ذِکرِہٖ قُشَعرِیرَۃٌ
مِنَ الوَجدِ لَا یَحوِیہِ عِلمُ الاَجَانِبِ

ترجمہ: "نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ذکرِ مبارک کے وقت عشق کی وجہ سے تم میرے بدن پر کپکپی دیکھو گے۔ اجنبی لوگوں کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔"

وَ الفِی لِرُوحِی عِندَ ذٰلِکَ ھِزَّۃً
وَ اُنسًا وَ روحًا دُونَ وَثبَتِہٖ وَاثِبِ

ترجمہ: "اس وقت میں اپنی رُوح کے لئے نشاط اور مانوسیت اور آرام و فرحت پاتا ہوں۔ بغیر اچھل کود کے۔"

وَصَلّٰی عَلَیکَ اللّٰہُ یَا خَیرَ خَلقِہٖ
وَ یَا خَیرَ مَامُولٍ وَ یَا خَیرَ وَاھِبِ

ترجمہ: "اے تمام مخلوق میں سب سے بہترین آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اللہ کی طرف سے درود (اس کا ذکر سورۂ احزاب میں بھی ہے) ہو اور اے سب سے بہترین جس سے امیدیں رکھی جائیں اور اے سب سے بہترین جو عطا کرنے والا ہے۔"

وَ یَا خَیرَ مَن یُرجٰی لِکَشفِ رَزِیَّۃٍ
وَ مَن جُودُہٗ قَد فَاقَ جُودَ السَّحَائِبِ

ترجمہ: "اے ان تمام لوگوں سے بہتر جن سے مصیبت دُور کرنے کی آس لگائی جا سکتی ہے اور جس کی سخاوت بادلوں کی تمام بارشوں سے بھی زیادہ اور برتر ہے۔"

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ رَاحِمُ خَلْقِهٖ
وَ اَنْتَ مِفْتَاحٌ لِکَنْزِ الْمَوَاهِبِ

ترجمہ: "پس میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بے انتہا رحم کرنے والا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی تمام عطایا اور ہدایا کے خزانوں کی کنجی ہے۔"

وَ اَنْتَ اَعْلَی الْمُرْسَلِیْنَ مَکَانَۃً
وَ اَنْتَ لَھُمْ شَمْسٌ وَ ھُمْ کَالثَّوَاقِبِ

ترجمہ: "اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کا درجہ تمام رسولوں سے بلند تر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے سامنے سورج ہیں اور وہ آپؐ کے سامنے تاروں کی مانند ہیں۔"

وَ اَنْتَ شَفِیْعٌ یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَۃٍ
بِمُغْنٍ کَمَا اَثْنٰی سَوَادُ بْنُ قَارِبٍؓ

ترجمہ: "اور قیامت کے دن جب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دن شفاعت فرمائیں گے۔ جیسا کہ حضرت سواد بن قاربؓ نے آپؐ کی مدح بیان کی ہے۔"

وَ اَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ
اِذَا اَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

ترجمہ: "اور لاتعداد مصیبتوں کی یلغار جب ہو تو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ ہی مجھے پناہ دینے والے ہیں، جب کہ دل میں طرح طرح کے خطرناک وسوسے اپنے پنجے گاڑ دیں۔"

فَمَا اَنَا اَخْشٰی اَزْمَۃً مُدْلَھِمَّۃً
وَلَا اَنَا مِنْ رَیْبِ الزَّمَانِ بِرَاھِبٍ

ترجمہ: "پس میں اندھیری تنگیوں و تکالیف سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی میں

زمانہ کی گردش سے ڈرتا ہوں ۔"

فَاِنِّیْ مِنْ کُم فِیْ قِلَاعٍ حَصِیْنَۃٍ
وَحَدِ حَدِیْدٍ مِنْ سُیُوْفِ الْمُحَارِبِ

ترجمہ: "پس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے مضبوط قلعے میں ہوں اور لڑنے والی تلواروں اور میرے درمیان مضبوط دیوار ہے ۔"

وَلَیْسَ مَلُوْمًا عَیٌّ صَبٌّ اَصَابَہٗ
غَلِیْلُ الْھَوٰی فِی الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَایِبِ

ترجمہ: "اور ملامت شدہ عاجز نہیں۔ عاشق ہوں جس کو خوب رُو (جمیل) اور محترم لوگوں کی محبت نصیب ہوئی ہے ۔"

(تمت بالخیر)

کتابیات

سنِ طباعت	مقام طباعت	نام کتاب	نام مصنف
		القرآن الکریم	(الف)
۱۹۶۱	بیروت	النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر	۱- ابن اثیر
۱۹۲۵	القاہرہ	العمدۃ	۲- ابن رشیق
س۔ن	نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	تفسیر ابن کثیر	۳- ابنِ کثیر، عماد الدین
س۔ن	لاہور	سیرت ابنِ ہشام	۴- ابن ہشام
۱۸۸۴	دہلی	حل المعلقات للسبع المعلقات	۵- ابوالحسن، سید
۱۹۸۲	القاہرہ	رحلۃ حیات	۶- احمد شلبی، الدکتور
۱۹۷۶	انجمن خدام القرآن، لاہور	تدبر القرآن	۷- اصلاحی، امین احسن
س۔ن	اسلامی مشن، لاہور	باباگورونانک اور تاریخ سِکھ مت	۸- احمد، جی این، پروفیسر
س۔ن	ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور	تفسیر ثنائی	۹- امرتسری، ثناء اللہ، مولانا
۱۹۷۳	حجازی دواخانہ، مغلپورہ لاہور	شعورِ غم	۱۰- " رحمت اللہ، حکیم
۱۳۴۲	تہران	خمسۂ امیر خسرو دہلوی	۱۱- امیر خسروؒ
۱۹۷۷	نیشنل بک فاؤنڈیشن، لاہور	کلیاتِ قصائدِ خسرو	۱۲- " " "
۱۹۷۹	آئینہ ادب انار کلی، لاہور	انوارِ جمال	۱۳- ایوب
۱۹۵۶	" " " "	نوائے فردا	۱۴- "
		بائبل مقدس	(ب)
س۔ن	لاہور	شاہ ولی اللہ اور انکا خاندان	۱۵- برکاتی، محمود احمد، حکیم

۱۶- بلگرامی، حامد حسن، سید، ڈاکٹر — فیوض القرآن — ایچ ایم سعید کمپنی کراچی — س۔ن

۱۷- 〃 محمد حسن، سید — خیابانِ عرفان — جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن — ۱۹۲۴

۱۸- بوصیری، محمد بن سعید، امام (مترجم: محمد احمد قادری) — طیب الوردۃ علی قصیدہ بردہ — ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور — ۱۹۸۷

(پ)

۱۹- پانی پتی، ثناء اللہ، محمد، قاضی، علامہ — تفسیر مظہری — ندوۃ المصنفین، دہلی — ۱۹۷۱

۲۰- پسروری، دل محمد دلشاد — دیوان دلشاد پسروری — ادارۂ تحقیقاتِ پاکستان، لاہور — ۱۹۷۰

(ت)

۲۱- تتوی، عبدالحکیم عطا، ملا — ہشت بہشت — سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد — ۱۹۶۳

۲۲- 〃 عظیم الدین — فتح نامہ — 〃 〃 〃 — ۱۹۶۷

۲۳- 〃 عظیم الدین، محمد — دیوان عظیم حسینی — 〃 〃 〃 — ۱۹۶۲

مرتبہ: دکتر پروفسور غلام مصطفیٰ خان۔

(ث)

۲۴- ثمر، عبدالحکیم — احسنِ تقویم — لاہور ستمبر — ۱۹۸۲

(ج)

۲۵- جامی، عبدالرحمان، مولانا — کلیات جامی — مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی — س۔ن

۲۶- 〃 〃 〃 〃 — شواہد النبوۃ — لاہور — ۱۹۸۳

۲۷- جورج غریب — شاعرات العرب فی الاسلام — دار الثقافۃ، بیروت — ۱۹۸۵

(چ)

۲۸- چلاسی، غلام نصیر، شیخ — خیابانِ چلاسی — تہران — ۱۹۶۲

۲۹- چنگیز، اے آر جسٹس — گلدستۂ حمد و نعت — سنگِ میل پبلیکیشنز، لاہور — ۱۹۸۵

(ح)

۳۰- حسانؓ بن ثابت، حضرت — دیوان حسان بن ثابتؓ — لندن — ۱۹۷۱

۳۱- حفیظ تائب،	صلوا علیہ وآلہ	سیرت مشن پاکستان لاہور	۱۹۷۸
۳۲- حقانی، عبدالحق، محمد	تفسیر حقانی	مکتبۃ الحسن، لاہور	س۔ن
۳۳- حمید احمد خان، پروفیسور	مقالات منتخبہ	دانشگاہ پنجاب۔لاہور	۱۹۶۷
۳۴- خفاجی، محمد عبدالمنعم، الدکتور	نقد الشعر لابی الفرج قدامہ بن جعفر	مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، القاہرہ	۱۹۷۸

(د)

۳۵- دارا شکوہ بتصحیح احمد نبی خاں	دیوان دارا شکوہ	ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور	۱۹۶۹
۳۶- دہلوی، جمال	عصر و ماہ	انتشارات، مرکز تحقیقات فارسی، ایران، پاکستان	۱۹۷۶
۳۷- دہلوی، شمس الدین فقیر	مثنوی والد سلطان	نیشنل پبلشنگ ہاؤس، کراچی	اکتوبر ۱۹۷۱

(ر)

۳۸- رحیم بخش، حافظ	حیات ولی	مکتبہ سلفیہ، لاہور	۱۹۵۵
۳۹- رومی، جلال الدین، مولانا	مثنوی	تہران	۱۹۳۵
۴۰- الریحانی، امین البرت	مدار الکلمۃ	دار الکتب اللبنانی، بیروت	۱۹۸۰

(ز)

۴۱- الزبیدی، محمد مرتضیٰ، سید	تاج العروس	لاہور	۱۹۷۵
۴۲- زیات، احمد حسن	تاریخ ادب عربی	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	س۔ن

مترجم: عبدالرحمٰن طاہر سورتی

(س)

۴۳- سنائی، آدم، حکیم، ابوالمجد، غزنوی	دیوان حکیم آدم سنائی	کتاب خانہ سنائی تہران	س۔ن
۴۵- سہیلی، مہدی	اولین غم و آخرین نگاہ	کتاب خانہ سنائی، تہران	۱۳۶۶ھ

۴۶۔ سید ابو الفضل — تاریخ ادبیات عرب — دکن — ۱۹۵۴

۴۷۔ سیف، محمد خالد — تذکرۂ شہید — مکتبہ غزلویہ شیش محل روڈ لاہور — ۱۹۸۳

۴۸۔ السیوطی، جلال الدین، علامہ
مترجم: راجا رشید محمود — خصائص الکبریٰ — لاہور — ۱۹۸۲

(ش)

۴۹۔ ——— شاعرات العرب فی الجاہلیۃ — دار الثقافۃ، بیروت — ۱۹۸۴

۵۰۔ الشافعی، ابی عبد اللہ محمد بن ادریس
جمعہ وعلق علیہ: محمد عفیف الزعبی — دیوان الشافعی — دار الجیل، بیروت — س۔ن

۵۱۔ شمس بریلوی، حضرت — سرورِ کونین ؐ کی فصاحت — کراچی — ۱۹۸۵

۵۲۔ شیرازی، شرف الدین مصلح، سعدی — گلستان — تہران — ۱۳۶۳ھ

۵۳۔ " " " — بوستان — تہران — ۱۳۶۵ھ

۵۴۔ " " " مترجم: قاضی سجاد حسین — گلستان — فاروقی کتب خانہ، ملتان — س۔ن

۵۵۔ شیروانی، خاقانی — دیوان خاقانی — کوچہ ممتاز خیابان جمہوری تہران — ۱۳۶۲ھ

(ط)

۵۶۔ طٰہٰ حسین — فی الادب الجاہلی — دار المعارف، القاہرہ — ۱۹۸۴

(ظ)

۵۷۔ ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر — فصاحت نبویؐ — اسلامک پبلی کیشنز، لاہور — ۱۹۸۳

۵۸۔ ظہیر الدین، مولوی — شاہ عبد العزیز اور انکی تعلیمات — کلام کمپنی، کراچی — س۔ن

(ع)

۵۹۔ عبد الشکور — دورِ جدید کے چند منتخب ہندو شعراء — دانش محل، لکھنؤ — ۱۹۴۷

۶۰۔ عبد الرحمان طارق — جوہر اقبال — شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور — ۱۹۷۸

۶۱۔ عبد الحیٔ، الحسنی الحکیم — نزھۃ الخواطر — دکن — ۱۹۵۷

۶۲۔ عبد الحکیم، خلیفہ (مقالہ نگار) — (اقبال) مجلہ بزم اقبال) — بزم اقبال کلب روڈ لاہور — ۱۹۵۲

۶۳- عبدالحکیم، خلیفہ (مقالہ نگار)	المعارف "شاعری اور شعر"	لاہور	۱۹۷۴
۶۴- عبداللہ عباس، ڈاکٹر	عربی میں نعتیہ کلام	اردو اکیڈمی سندھ کراچی	۱۹۸۲
۶۵- عبدالحی، محمد، ڈاکٹر	اسوۂ رسولِ اکرمؐ	کتب خانہ مظہری، کراچی	س-ن
۶۶- العقاد، عباس محمود	ساعات بین الکتب	منشورات المکتبۃ، بیروت	۱۹۶۹
۶۷- عراقی، احسن، سید	اقبال در مدح محمدؐ و آلِ محمدؐ	حق برادرز، لاہور	س-ن
۶۸- عمر بن ابی ربیعہ	دیوان عمر بن ابی ربیعہ	بیروت	س-ن
۶۹- العسقلانی، ابنِ حجر، امام	دیوان ابنِ حجر العسقلانی	جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد، دکن۔	۱۹۶۲
۷۰- عظیم آبادی، محمد عصام	از حرف تا بہ حرف	شمیم پبلیکیشنز گلشن اقبال کراچی	۱۹۸۴
۷۱- عظیم الدین، ضیاء الدین، ولی محمد	مثنویات بیروڑنجا	سندھی ادبی بورڈ، کراچی	۱۹۰۷
۷۲- علوی، ساجد	حرفِ نیاز	اپنا ادارہ، راولپنڈی، دسمبر	۱۹۸۱
(غ)			
۷۳- غالب، مرزا	دیوانِ غالب	لاہور	۱۹۸۱
(ف)			
۷۴- فاروقی، محمد اشرف	کنز الرحمت	گوجرانوالہ	۱۹۱۱
۷۵- فاروقی، محمد طاہر، ڈاکٹر	اقبال اور محبتِ رسولؐ	ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور نومبر	۱۹۷۷
۷۶- فتحپوری، فرمان علی، ڈاکٹر	اردو کی نعتیہ شاعری	لاہور	س-ن
(ق)			
۷۷- قانع، امیر علی، شیر	مثنویات و قصائد	سندھی ادبی بورڈ، حیدرآباد	۱۹۶۱
۷۸- القرشی، ابی زید محمد بن ابی الخطاب	جمہرۃ اشعار العرب	مطبعۃ الامیریۃ الکبریٰ ببولاق، مصر	۱۳۰۸ھ

۷۹۔ قسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر خطیب	سیرت محمدیہ	بیروت	س۔ن
۸۰۔ قناوی، عبد العظیم، علی	الوصف فی الشعر العربی	مصر	۱۹۴۹

(ک)

۸۱۔ کاکوری، نور الحسن، مولوی	نور اللغات	لاہور	س۔ن
۸۲۔ کپور۔ جی۔ جی۔ سپرنٹنڈنٹ (باہتمام)	قصائد عرفی	مطبع منشی نولکشور، لکھنؤ	س۔ن
۸۳۔ کرم شاہ، پیر محمد	ضیاء القرآن	ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور	۱۳۹۹ھ

(گ)

۸۴۔ گب، ایچ اے آر مترجم: سید اولا علی گیلانی	مقدمہ تاریخ ادبیات عرب	مجلس ترقی ادب لاہور	۱۹۵۹ء
۸۵۔ گورکھپوری، مجنوں (مقالہ نگار)	اقبال بحیثیت شاعر	" "	" نومبر ۱۹۷۷

(م)

۸۶۔ محفوظ الرحمٰن (مرتبہ)	ہندو شعراء اور دربار رسولؐ	لکھنؤ	س۔ن
۸۷۔ محمد اکرام، شیخ	رود کوثر	ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور	۱۹۹۰
۸۸۔ محمد باقر، ڈاکٹر (باہتمام)	کلیات جویا تبریزی	انتشارات دانشگاہ پنجاب لاہور	۱۹۵۹
۸۹۔ محمد طفیل (مدیر)	نقوش رسولؐ نمبر	ادارہ فروغ اردو، لاہور جنوری	۱۹۸۴
۹۰۔ محمد عبداللہ، سید، (دیگراں)	اردو دائرہ معارف اسلامیہ	دانشگاہ پنجاب لاہور	س۔ن
۹۱۔ مراد آبادی، فانی (مرتبہ)	ہندو شعراء کا نعتیہ کلام	لائلپور	۱۹۳۹
۹۲۔ مسلم بن قتیبہ، ابی محمد عبداللہ بن	الشعر والشعراء	دارالثقافت، بیروت	س۔ن
۹۳۔ منظر بقا، ڈاکٹر	اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ	ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد	۱۹۷۳

۹۴۔ معصومی، رضا	عارفانہ ھا جامی	نشر بہارہ خیابان جمہوری کوچہ حمام وزیر۔	۱۳۶۴ھ
۹۵۔ مفتی، شفیع، محمد، مولانا	معارف القرآن	ادارۃ المعارف، کراچی	۱۹۷۲
۹۶۔ ″ کفایت اللہ، دہلوی	کفایت المفتی	کوہ نور پریس، دہلی	۱۹۷۱
۹۷۔ ممتاز حسن (مرتبہ)	خیر البشر کے حضور میں	ادارہ فروغ اردو لاہور	۱۹۷۵
۹۸۔ منصور پوری، محمد سلیمان، قاضی	رحمۃ للعالمین	لاہور	س۔ن
۹۹۔ مودودی، سید	تفہیم القرآن	مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور	۱۳۹۲ھ
۱۰۰۔ مولوی، مشتاق احمد	انوار العاشقین	حیدر آباد، دکن	۱۳۳۲ھ
۱۰۱۔ میرٹھی، محمد عاشق، مولانا	ماہتاب عرب	ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان	مارچ ۱۹۸۲

(ن)

۱۰۲۔ الندوی، ابی الحسن الشیخ	الادب الاسلامی وصلتہ بالحیاۃ	القاہرہ	۱۹۸۵
۱۰۳۔ ندوی، عبد السلام	شعر الہند	اعظم گڑھ	س۔ن
۱۰۴۔ نقشبندی، عبد العزیز	سیرت مصطفےٰ	جامع مسجد گلبائی، کراچی	س۔ن
۱۰۵۔ نیشاپوری، فرید الدین عطار، شیخ	اسرار نامہ	تہران	۱۳۴۱ھ
۱۰۶۔ ″ ″ ″ ″	الٰہی نامہ	تہران	۱۳۵۹ھ
۱۰۷۔ ″ ″ ″ ″	منطق الطیر	کتابخانہ سنائی، اصفہان	س۔ن
۱۰۸۔ ″ ″ محمد بن ابراہیم	مظہر العجائب و مظہر	انتشارات کتاب خانہ سنائی، تہران	۱۳۴۵ھ

(و)

۱۰۹۔ ولی اللہ، شاہ مترجم، پیر کرم شاہ	قصیدہ اطیب النغم	ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور	۱۹۸۵ء
۱۱۰۔ ولی اللہ، شاہ	فیوض الحرمین	دہلی	۱۹۶۲
۱۱۱۔ ″ ″	الامداد فی مآثر الاجداد	دہلی	۱۹۳۵

۱۱۲- ولی اللہ، شاہ	الجزاء اللطیف	دھلی	۱۹۳۵
۱۱۳- 〃 〃	بوارق الولایت	دھلی	۱۹۴۲
۱۱۴- 〃 〃	انفاس العارفین	دھلی	۱۹۵۵
۱۱۵- ولید عرفات، دکتور	دیوان حسان بن ثابت رضؓ	لندن	۱۹۷۱

(ھ)

۱۱۶- ہاشمی، شاہجہانگیر، سید	مثنوی مظہر الآثار	سندھی ادبی بورڈ، کراچی	۱۹۰۷

(یے)

۱۱۷- یونس حسنی، ڈاکٹر	اختر شیرانی اور جدید اردو ادب	لاہور	س۔ن

ENGLISH ENCYCLOPAEDIAS

EDITOR	NAME OF ENCYCLOPAEDIA	PLACE	YEAR
--------	The Encyclopaedia Americana	U.S.A.	1980
--------	Encyclopaedia Britannica	U.S.A.	1981
Bosworth	Encyclopaedia of Islam	New Jersy	1974
Geoffrey Grigson	The Concise Encyclopaedia of Modern Literature	London	1963
Girling, D. A.	Everyman's Encyclopaedia	London	1978
Halsey, William D.	Collier's Encyclopaedia	New York	1978
Horsley, E.M.	Hutchinson Fact Finder Concise Encyclopaedia	London	1986
Houtsma, M.T.H.	First Encyclopaedia of Islam	New York	1987
--------	Encyclopaedia International	New York	1982
John Paton	Knowledge Encyclopaedia	New York	1981
Leonard S. Klein	Encyclopaedia of World Literature in the 20th Century	New York	1984
Leon L. Bram	Funk and Wagnalls		
--------	New Encyclopaedia	New York	
--------	Macmillan Encyclopaedia	U.S.A.	1982
Mircea	The Encyclopaedia of Religion	New York	1987
Preminger, Alex	Princeton Encyclopaedia of Poetry and Poetics	New Jersey	1974
--------	Encyclopaedia of Religion and Ethics	Edinburgh	1970
Shafiq Jullandary	Ilmi Encyclopaedia of General Knowledge	Lahore	1982
Steinberg S. H.	Cassell's Encyclopaedia of Word Literature	New York	1973
	The Twentieth Century International Encyclopaedia	Chicago	1978
--------	The World Book Encyclopaedia	New York	1980

ENGLISH BOOKS

AUTHOR	BOOK	PLACE	YEAR
Galbani, G.N.	Life of Shah Walli-u-Allah	Delhi	----
Jamil Ahmed	Hundred Great Muslims	Lahore	----
Newbolt, Henry	New Study of English Poetry	London	----
Robert Maynard	Great Books of the Western World	London	1978